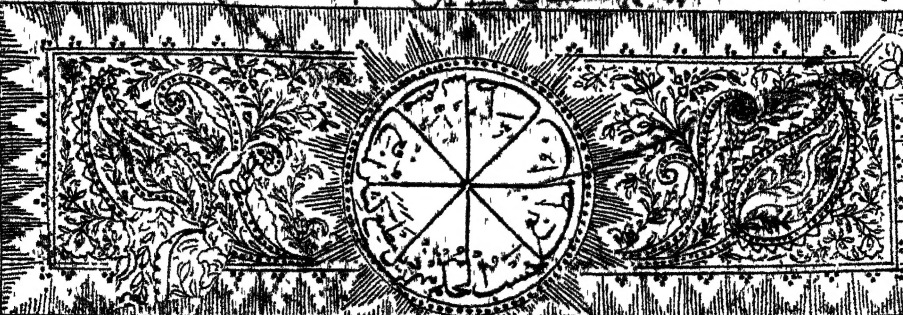




بسم الله الرحمن الرحيم  
 بسم الله الرحمن الرحيم  
 بسم الله الرحمن الرحيم



شروع فتویٰ بحالفت تصدیق مبارک حضرت المصطفیٰ ناصر الدین محمد و جادہ و شاہ عادل  
 قیصر مان سلطان اعظم محمد و علی شاہ و دہ غازی علیہ السلام قاضی علی السالمین و جادہ و شاہ عادل

بسم الله الرحمن الرحيم  
 بسم الله الرحمن الرحيم  
 بسم الله الرحمن الرحيم



بسم الله الرحمن الرحيم

جس کی پیدائی ہیں ست	ای قلم حمد اوس خدا کی کر
روشنی بخشنے پر دین ہے	ہر کو اکب کی اوستی ترین
سجھنے کی جا یہ سب کی ہی	سہ کی پہل پہل کہ جاوے گی ہی
وال صانع کی ہیں قدرت	شام تاریک روشنی سحر
اپنی قدر تسی آپ ماہری	صانع و ذوالجلال و قادری
بند علی بدین اور وہ مہرود	آپ مدہی اپنا خود خود
اور ہر نوحیات کو ہی مات	نہ کہ جس ہی کو کی تباہت

# یافتاح

خاکسی کی بشر کی شکل عیان

یہ جو ہر وہ ہزار ہی عالم

خوانِ نعمات ہی کشاد او کا

لطف بند و پیہ او کا کھین

کون محروم او کی درسی پھرا

نہ ہا خالی سائل در گاہ

بائعِ خست ہی ہستی کا پہل

پھر کیا او سکوزیر خاک نہان

بہر رہا ہی ہر ایک او کا دم

نام ہی ارق العباد او کا

راقِ کافر و مسلمان ہے

کون محروم او سن نظری پھرا

رو پیدا سین ہو کہ نجس یا

ہر ستر او کی دشمنی کا پہل

خاک سی پیرا و ٹہاٹی گا ایک دن  
 نامراد اوسی بامراد اوسی  
 عشق میں تری اوسکی کو کوزن  
 موم دل ہو کی دیکھ ڈہلتی ہی  
 ساری عالم کا دستگیر ہی وہ  
 ماہ سی لکھی تاجا ہی ارض  
 اوسکی قدر کا ایسا رنگ کہوں  
 کوئی معشوق کوئی عاشق ہی  
 اکی خداوند نظم و نثر جهان  
 رہنق کار حسن و عشق ہی تو  
 خالق حیلہ کا نہایت ہی تو  
 ہی تو ہی نہ ہو وجود و عدم  
 تو ہی درمان درد مند ہی

خاک کو پیر جلائی گا ایک دن  
 دشمن دوست دو نسا و اوی  
 یاد میں عنایت کو شیون  
 شمع لو میں اوسی کی جلتی ہے  
 خالق کل شی و تدبیر ہی وہ  
 اوسکی الفت ہی سبکی دل میں  
 جس سی طاؤس ہو وین بوقلمون  
 جو کوئی ہی اوسیکا شائق ہی  
 جلوہ آرا می و فراق کان  
 جنس باز احسن عشق ہی تو  
 صانع نقش ممکنات ہی تو  
 ہی تو ہی مصدر حدوث و قدم  
 تو ہی مقصود مستندان ہی

دست گیر شکستہ پاہی تو  
 تو ہی معمار کعبہ دل ہی  
 تو ہی محبوب خلق و جانِ جهان  
 س تو ہی لائقِ خدائی ہی  
 نیز فیضِ نبوت کی کون قابل ہی  
 محرم و مہ مینِ ظہورِ حق تیرا  
 تو وہ یکتا ہی جو تیرا ہوتا  
 ای بہارِ گلِ ریاضِ مراد  
 کوئی دل مین تیری یاد نہیں  
 دیر و کعبہ مین جا بجا تو ہی  
 کعبہ دل ہی جلوہ گاہ تیری  
 شمع کی دل مین سوز تیرا ہی  
 گو بظاہر عیان نہ

تو شہِ راہِ سیبِ نواہی تو  
 تو ہی سکینِ جانِ بے لہجہ  
 تیری عاشقِ مہنِ شاہِ انِ جان  
 تو ہی نمایانِ کبہ یابی ہی  
 آپ ہی اپنا تو مست ابل ہی  
 دُری در مین نور ہی تیرا  
 نہوای نہ ہی نہ ہوئی گا  
 چمن آراہی گلشنِ ایجاد  
 کون ہی جسکی تو مراد نہیں  
 گھر و مومن کا مدعا تو ہی  
 چشمِ انسان ہی شاہِ راہِ تیر  
 جانِ پروانہ تیری شہادت  
 و کسی تو کہاں نہیں ہے تو

ی ضیا بخش چشم کو ز مگر  
ن جو تو چاہی اسی کریم عباد

لم ہی تیری دم میں ای معبود  
رہ خورشید کی مقابل ہو

نفل پیدا سدا ہو بے مادر

بہی ممکن ہو یہ جو ناممکن

گو نہیں تیری عادت انی اور

ربط ضدین میں کمال رہی

وڑی وڑی میں مہر و ماہ سہای

ایک جلوہ ہی لاکھ صورت میں

قصہ افلاک کی جو ترکیبیں کیے

یہ شریف دیا تو فی

ایا ہمار بھی تو عقل اور فرہنگ

آنکھ ایسی کہاں سی لابی بشر

دیکھ لی تجھ کو گورِ مادر زاد

ہست ہو پود ہو پود ہو نابو

اختر ایک ایک ماہ کا

سنگ میں نخل لائی

و م کی بھی دیر ہو یہ کیا ممکن

حفظ قدرت کو ہو جو نہ مٹ

آب آتش میں اتصال رہی

ایک قطرہ میں ہفت قلم آبی

وحدت اپنی دکھائی کثرت میں

روشنی چراغِ پروین کیے

وڑہ پرور اوسی کیا تو نے

ی گنہ میں نہ گن

مین کیا تیری یک انسان مین مرغ و ماهی تلک شنا خان مین

بدره شاد و شیرین نام محمد رسول الله صلی الله علیه و آله

با و عشق احمدی بھر کر

چاہتا ہوں کہ ہو و چند سرو

گلشن نعت مین ہو نغمہ طراز

بندی کیا رب کہی گاصل علی

پڑہ رہی ہی بان خامہ و رُو

آپ کو ترپٹی و نو لائین

مدحت لاجواب لکھتا ہوں

وصف شاہنشاہ ہی لکھتا

شرف انبیاء محمدیہ

ماحی کفر و بدعت و بیدار

دُرِ کیا ہی قدیم احسان

مھی کوئی ساغر

ہوں چکنا چور

زا پر دواز

اب ارادہ ہی نعت احمد کا

سنگی نام حبیب رب و دود

قدسیوں کی کہو کہ جلد آئین

نعت پاک جناب لکھتا ہوں

اسی قلم نعت مصطفیٰ لکھتا

زیب ارض و سما محمدیہ

باعث نقش عالم ایجاو

حامی عاجزان غریب

شمع راه یقین ابوالقاسم

مشعل دودۀ بنی هاشم

بیتش سر کبریا می بیند

تا اخیل تو خستد و یمن خلد

شافع عاصیان میانِ نشور

روشنی بخش غلّت

ماه برج و قار و مهر شرم

ناخ دین ابدا —

مونس یکس و انیس غریب

شکر کسی دور تر حدی قریب

سرور آدم و بنی آدم

آب و رنگ مرقع عالم

مخزن مهر و منبع اشفاق

معدن حلم و مجمع اخلاق

نخل حق با دی سبیل نجات

قاسم خلد و صاحب درجا

نکسار یتیم و مظلومان

مهربان و شفیق معنومان

خاتم المرسلین شه لولاک

~~نورانی محله ادرک~~

ماشق کبریا و کلان جهان

کعبه دین و قبله ایمان

نور حق بحر جود ابر کرم

نویهار حد یقه عالم

دست پرور و دهسکای اعجاز

ش فرشت باد و باران











کیون فلک دُن و کونسا ہوگا	کبتک بخت بد رسا ہوگا
ہم ہی دیکھین کی موت لہو پر	بوسہ کہ ہو ہی گادِ سرور
دلِ یارت کا ہی بہت مشتاق	اب نہیں مجکو تاب ضبطِ فراق
شوقِ دیدار سی خدا ہی علیم	تیغِ زقت سی جانِ دل ہینِ و نیم
ہی یہی حسرتِ دلِ غمناک	کہ غبارِ مدینہ ہو میری خاک
گر درہ طوطیا ہی چشمِ کرون	نہ دیوارِ قبر پاک مرون
ای گلِ خدا ہی رسولِ زمیں	جہی یہ گوسش و ہوا ہی سخن
کہ ملک بعدِ مرگ بی تاخیر	قبرِ مین لاتی ہین تیری تصویر
دلکشا متو قہمب سی نہیں قہی	نہی دیکھتے شوقِ زہرِ زہرِ پتار
مجکو سو ہاں جان ہی تارِ نفس	جلسم ہی بھر تیرے روحِ قفس
کسی کو ٹنہ و لگو گل ہی چین	آرزو یہ ہے ہی ای شہِ گوئین
کہ کہین جلد موت آجائی	تا سببِ یہ آپ کی نظر آئی
ازرہ لطفِ یا رسول اللہ	اپنی خادم پہ مھر کی ہو نگاہ

گو بہنیں لائقِ شفاعت ہوں	معصیت کا روستِ عفت ہوں
ناز ہی پر تیری عنایت پر	مہربان تو ہی اپنی امت پر
مجھ سے یکس سو انہیں گوئی	بی تمہاری میرا نہیں گوئی
عاجز و بیکس و غریب ہوں	رحمتِ حق سی بی نصیب ہوں
حشر کی محکمی میں اسی سرور	بی تیری کون ہی میرا یاور
مجھ سے یہ کار ہی نہ سزا مانا	قطر اپنی کرم پہ نہ مانا
آئی گا پٹی محابست آپ	کیجی گا میری شفاعت آپ
تو ہی اسی خالقِ خفی و سیلے	بخش دنیا بہ پاسِ روح نبی

نسبتِ جنابِ امیر المومنین زاد المشرقین علیہ السلام  
 انوارِ جناب علیہ السلام

ساقی رشکِ آفتابِ منیر	ہوں میں مستِ شرابِ خمِ غدیر
پاؤں گر جامِ باوۃِ اظہر	تو لکھوں مرجِ ساقی کوثر
فرضِ مومن پہ ہی ثنائی علیہ	عینِ ایمان ہی لای علیہ

گو میر جبر برتری ہی علیؑ  
 دل و جان حبیب ہی علیؑ  
 قوت بازوی بنی ہی علیؑ  
 عاشق حق پناہ دین بنی  
 ہادی و رہنمای عالم ہے  
 قاضی مسند شریعت پاک  
 خضر وادی ہدایت ہی  
 صاحبِ فوالقار و زوجِ قبول  
 ہی وہ مشکل کشا ز مانی کا  
 وارثِ علم انبیاء وہ ہے  
 واقعی شیرِ کر و کار ہی وہ  
 واقفِ رازِ ہر خفی و سلیجے  
 کیا کہوں عز و احتشام علیؑ

جو ہر تیغِ صفدری ہی علیؑ  
 ہستی خلق کا سبب ہی علیؑ  
 محورِ فرمانِ ایزدی ہی علیؑ  
 رونقِ شرعِ جانشینِ نبی  
 مرشد و پیشوا ہی عالمِ سید  
 مفتیِ حکمِ سرورِ لولاک  
 مشعلِ مصلحتِ امامت ہی  
 آئندہ اللہ و ابنِ عسّم رسول  
 مہتممِ حق کی کارِ خانی کا  
 حاکمِ شرعِ منطقی وہ ہی  
 مردِ میدانِ روزگار ہی وہ  
 شانِ بین ہی اوسکی ناد علیؑ  
 نامِ اللہ کا یہی نام علیؑ



سب کی حاجت وائی کرتا ہی  
 شان من او سکی ہی کلام اللہ  
 پائی دوش بنی چب سراج  
 ورنہ کافر کسی سی درتی تھے  
 بعد احمد اگر سینے ہوتا  
 سب پہ ثابت ہی یہ کہ سیاری  
 مرتبہ سب آئینہ ہی تیرا  
 جسد پر تو تیرا پڑ اشاہا  
 تجکو خالق فی دی ہی ای سرور  
 تو تو حاجت روای عالم ہی  
 حکم تیرا ہی نام رب قدر  
 تجھسی ہی ابروئی آب بیت  
 فیض تیرا جو حکم نہ ماہو

بندہ ہی پر خندائی کرتا ہی  
 آیہ انما یرید اللہ  
 کی بنا کفر و ظلم کی تاراج  
 بت حرم من خدائی کرتی تھے  
 تو ہی بنی شبہہ یا سیلے ہوتا  
 تیری سرکار کی ہین ہر کاری  
 دل اسکندر آئینہ ہی تیرا  
 سمجھا ظل ہما کو وہ سایا  
 کار فرمائی قضا و قدر  
 تو تو مشکل کشای عالم ہے  
 یہاں ہی تقدیر تابع تدبیر  
 ہی تیری گرد راہ خاک شفا  
 قطری قطری کار و ریاہو

تو ہی نور شید بروج غوثِ شہر  
 ہشت خلد آپکا ہی جابی رُو  
 وہ قدم بین تیری سعادت را  
 عجب اسکا نہیں اگر شاہا  
 لکھو شک ہی تیری لاسٹین  
 اک رباعی تو رُبع مکون ہی  
 رُخ سی تیری چرائی تھی تنویر  
 تیری عالم پر ای افضل ہی  
 تیری روضی کا اسی شہِ آفاق  
 زائر اک سمت پاسبا نخب  
 کچھ عبا رنج اوڑا تہا کھین  
 تیری در کا گد اہی ماہِ تمام  
 روک! ہی تو زبان او نا کام

حق تیری سمت تو ہی خی کی طر  
 ہفت دریا بین ایک قطرہ جو  
 توجو دو کام ہوئی جلوہ نما  
 بیضہ نقش پاسی سنگے سما  
 کیا نہیں نظم تیری مدحت میں  
 دوسری ہفت بند گزوں سے  
 روز مہراستی ہوتا ہی شہیر  
 خضر راہ عسل اول ہی  
 ابروئی حورِ حسل ہی ہر طاق  
 اج رکھتی ہیں قد سیون پشہر  
 چرخ کہتی ہیں اپکو اہل زمین  
 غلامِ خستہ تختِ لاجپانہ غلام  
 کر سخن مدح پنجیق پتسام

فقط اظہارِ نجات کی لئے  
 یہ مختس جو اسِ خمسہ کا  
 ایک ہی نوری ہین بارہ امام  
 چار ارکانِ دین ہین یہ بارہ  
 باغِ احمد کی ہین یہ بارہ دری  
 لی محمد سی بس محمد تک  
 انکی رتبہ نسی کون ماہر ہی  
 جو کری فرق انہیں کا فہی  
 دوست کا انکی خلد سکن ہی  
 یا الہی بحق ہفتِ نجوم  
 خاکِ راہِ ابو تراب ہونین

و وہ جان یہ خدائی خلق کئی  
 صفتِ نجات مین نظم ہوا  
 شش و پنج اسمیں منکر و نگاہی کام  
 صدرِ شرعِ مستن ہین یہ بارہ  
 انکی درجی جہان پر ہین جلی  
 چودہ معصوم ہین یہی مشک  
 کچھ خدا ہی یہ خوب ظاہر ہی  
 کہ وہ حکم خدا کا منکر ہی  
 دشمن اٹکا خدا کا دشمن ہے  
 یہ طفیلِ چہار وہ معصوم  
 دُری سی مثل آفتاب ہونین

مناجاتِ بندِ بجاہِ قاضی الحاجات

ایہی خطا پوش ای محیطِ عطا ۛ ای غفور ای سحابِ لطف و سخا

روح پاکِ رسول کا صدقہ  
 روسیہ ہون گناہگار ہوئیں  
 نام آمرزگار سیہے تیرا  
 شرمِ عصیان سی آب ہوئیں  
 آبِ رحمت سی ہو دلِ بر  
 مجھسی توجو ہوئی زبانِ کاری  
 تو وہ کہ جو کہ تیر شایان ہی  
 مین تون بیچارہ چارہ ساز ہی تو  
 یہ تو کیونکر کہون مجال نہیں  
 مگر اب ہی تباہ حال میرا  
 تجھسی کس مونہہ سی آبرو مانگون  
 تو ہی منصف ذرا ہو بارِ آله  
 دو جہان جسکی در پہ سائل ہوں

ہیکسی بٹول کا صدقہ  
 جہنم بچد سی شرمسار ہوئیں  
 عفو کرنا شعار سیہے تیرا  
 غرقِ دریای اضطراب ہوئیں  
 گردِ عصیان سی پاک دامن کر  
 وہ تو قابل تھی میری ای باری  
 کس لئی تو رحیم و رحمان ہی  
 مین گدا ہون گدا نواز ہی تو  
 کہ تجھی کچھ مسیحا خیال نہیں  
 ردِ نکر و نکر سوال میرا  
 شرمِ عصیان سی پانی پانی ہوں  
 تیری رحمت بڑی کہ میری گناہ  
 جس سی مقصد ہر اک کی حاصل ہوں

سائل او سنا کسی کی در پر جای  
 گر پہلا ہوں و یا بُرا ہوں مین  
 گو کہ ای منشی خطِ تقدیر  
 یہ عقیدت میری سرشت مین ہے  
 مگر ای چارہ ساز مجبوران  
 جب سی لا تقطونی دی ہی تُو  
 گو سرا پاکناہ کار ہوں مین  
 جب تملک قطع ہو نہ تارِ نفس  
 تیری الفت بکا دل مین داغ ہی  
 دل ہی تجھ مین تو رہی دل مین  
 می الفت سی تیری مست ہوں  
 خلوتِ دل مین یادِ غیر نہوں  
 دی و اب دیدہ حقیقت بین

ہاتھ غیرون کی سامنی پہلای  
 بندہ ای ب مگر تیرا ہوں مین  
 رازقِ رزق و کار سازِ قدر  
 و وہی ہو گا جو سرِ نوشت مین ہی  
 ای امید وصالِ مہجوران  
 ہی تیری فضل سی بڑی امید  
 پر پہ تجھی امید و ارہوں مین  
 تاکہ باقی رہی شمارِ نفس  
 روشن اس کہ مین یہ چراغ ہی  
 ہو تیری یاد آب اور گل مین  
 بیل گلشنِ الست رہوں  
 بی تیری کچھ مرادِ غیر نہوں  
 ہمہ تن ہوں مین چشم وحدت مین

بحرِ وحدت سی آشنائی	اس دوی سی مچی بائی
دل کو لہریز معرفت کر دی	نورِ عرفان سی جسم و جان بہر دی
رنج و غم سی مچی نہ داغ رہی	دلِ افسردہ باغ باغ رہی
لی تیری ملتی غیہ نہون	چھوڑ کر کعبہ محو دیر نہون
اس محیطِ جهان میں ای داو	آبرو سی رہون برنک گھر
روحِ غالب سی حب و این مچی	تام تیرا میری زبان ہوی
قبر کی ہی بہت کڑی منزل	سہل کر دیجھو میری شکل
مجھ کو رسوائی حشر میں کھو	پردہ ای پردہ پوش کھو
چمن بزمِ مجمعِ اجاب	رکھو سر سبز و تازہ و شاداب

درخواست از باری تعالیٰ از جہۃ تمام مثنوی

یا ایہے بھئی آلِ رسولؐ	دی عرو سن سخن کو حسنِ قبول
ظائرِ فکر کو رسا کر دیے	جبریلِ امین کی شہر دیے
میرا افسانہ وہ فسون ہو جائے	جو پذیر و شنی جنون ہو جائے

طبِ الفت سی نام زد ہو وی  
 قصرِ فردوس ہو میری ہریت  
 یہ فسانہ ہر ایک طبع کو بہای  
 میری عنقائی فکرِ عالیے کا  
 شلخِ طوبی پہ آشیانیہ ہو  
 اس قدر طبع میں روانی ہو  
 وحشت انگیز جنب لکھون مضمون  
 صفتِ بادہ ہم کین جو رقم  
 ہر سخن میں میری وہی تاثیر  
 بات ہو غیرتِ نباتِ میری  
 وہ میرا ہر کلام ہو بی عیب  
 نام اتنا دیا تو نامی کر  
 مثنوی پاؤں میں سی اتمام

روحِ بقراط کو حسد ہو وی  
 دلِ عشاق میں کری گہریت  
 دلِ پنگین و لونکی یہی چپ جا  
 اوجِ پرواز میں یہ ہو زربا  
 مرغِ سدرہ سی ہم ترانہ ہو  
 کلمب فوارہ معانی ہو  
 ہنرِ صیرتِ سلم انا مجنون  
 خامہ اپنا شہاب کی ہو قلم  
 آدمی کیا پری یہی ہو تسخیر  
 کچھ لی اہل سخن میں بابتِ میر  
 کہیں اہل زبانِ الغیب  
 ہم فنون میں بھی گرامی کر  
 ہو اس آغاز کا بخیر انجام



رخ سوئی شاد بیکانه کر      اب مناجات عاشقانه کر

<p>یا حذار روح قیس کا صدقہ          بہر دور و دل شکستہ دلاں          مرض الفت حبیب رہی          تیغ الفت سی رکھ جگر افکار          داغ حسرت سی لہ زار ہو دل          دل میں ہون خون آرزو ہر دم          وہ گل داغ ہو حوالہ دل          دل غم دور و درنج کا گھر ہو          شورش غمی داغ داغ ہو دل          زخمی ناز و لبری دل ہو          دل پر گوہ غم ہر اس گری</p>	<p>دل مجروح قیس کا صدقہ          پیئی سوز و رونا خستہ دلاں          زندگی بہر عین نصیت ہی          اور کچھ غم نہ ہو بجز غم یار          چمن مایس کی بہار ہو دل          اشک غم سی کروں منو ہر دم          بلبلون کا سبق ہو نالہ دل          مسکن عشق فتنہ پرور ہو          خانہ ریت کا چراغ ہو دل          مسکن جلوہ پر سیل ہو          خرمن جان پہ برق مایں گری</p>
--	--

هوجنون ز امیر افسانۀ عشق	داعِ دل ہو چراغِ خامۀ عشق
شادمانی سی دل رسی ناثاد	نامرادی ہو میری عینِ مراد
صفتِ بوی گل عینِ چون باد	سرو کی طرحی رہون آزاد
عالمِ علمِ عشق بازی ہون	نفی حکمِ جان گد از ہی ہون
علمِ دیوانگی یہ شہرت پای	درسِ محبت کو روحِ مجنون پای
گو و غم وہ او تہا و غنِ سر پہ	روحِ فرہاد ولی قدمِ گر
گوہِ رنج و الم کا ہون فرہاد	روحِ مجنون کی مبارک باد
خرد و ہوش ہون فیضِ ای جنون	سایہ افکن رہی ہمای جنون
بی جابی میرا شمار رہی	تنگ کی نام سی ہی عاری رہی
رنسکِ بانگِ جرس ہونا لہ زار	وحشیون کا ہون قافلہ سالار

### مخاطب نمودن سامعین

ساقیا جلد آ بھار آئی	ساعتِ حسنِ بادہ خوار آئی
ابرِ عیشِ باغِ ہی ساقی	وقتِ دورِ آیہ ہی ساقی

دھوم سی آئی ہی بھسارِ چمن  
 د لگو لہار ہی ہی موتی چہیل  
 آج تو دن ہی بادہ خوار کیا  
 جامنوں کی سڑک پہ جو بن ہی  
 ہین سیناں لکھنو کی جماؤ  
 چیدہ چیدہ مین کچھ طبیعت دار  
 چال ستانہ چل رہی ہی صبا  
 دل لہاتا ہی سبرہ شادا  
 کثرت گل سی مین نہال شجر  
 رنگ لائی ہی زور فصل بہار  
 کیا عروسان بانگی مین نکھا  
 لب گل پر ہی قہر کی لالی  
 زلف سبیل مین دخن گل ہی

مین ترنم سرا ہزار چمن  
 آب گوہری آب بی تاویل  
 یہی موسم ہی تیری یاری کا  
 کیا ہوا سر و مشفق من ہے  
 قبر کی ٹہا ٹہہ مین غضب کی بناؤ  
 چار سونا لہ کش مین عاشق زار  
 موج صہبا ہی صاف موج ہوا  
 جہو مٹا ہی بزمک مست سجا  
 شاخ او ٹھاتی تہین ہی باثر  
 گل تو کیا عکس گل سی سرخ چار  
 کار مشاطہ کر رہی ہی بھسار  
 چشم ز کس غضب ہی متوالی  
 شانہ کش بال پر سی بلبل ہے

لبِ سونسن پہ کہا جی ہی ہڑی  
چمن افروزِ آتش گل ہے  
منقل آسا چمن دیکھتے ہیں  
پیشکِ برق ہی یہی ہر بار  
کرم ابرِ رحمتِ حق ہے  
ایسی موسم میں ساتی مھر و  
دی کوئی جلدِ ساغرِ لبریز  
تا کہ پیتی ہی ایک ساعِ مل  
ہو وہ لوحِ طلسمِ سناہِ عشق  
بلبلِ طبع چھپائیے لگے  
جوشِ پرآجِ طبعِ رنگین ہے  
باغبان سی کہو بھسار آبی  
باغِ آراستہ کری جلدی

جی میں ہی چوٹی گہری پہ گہری  
نغمہ انگیزِ شورِ بلبل ہے  
تھمتِ گل سی کیا سہکتے ہیں  
کہ می لالہ گون پٹینِ مخوار  
جلوہِ شانِ قدرتِ حق ہی  
کس لئی دیر کر رہا ہے تو  
پرہون وہ بادِ مضامینِ خیر  
مستِ نظمِ سخن ہو نہیں بالکل  
نظم کرتا ہوں ایک فسانہِ عشق  
فکرِ رنگینانِ کہانی لگے  
عندلیبِ گلِ مضامین ہے  
آسمان پر گنٹا ہی کیا چھائی  
نھر میں عطرِ گل پھری جلدی

کمرِ سی آج چست کری  
 باغبان تو نے اب توقف کر  
 شجرِ گل کو تو گلاب سی پنچ  
 کس طرف مین کہاں نوا پر واز  
 نغمہ سنجو چلو جو جی جا ہے  
 اختر خوش بیان ہی ار و باغ  
 عازمِ داستان سرائی ہی  
 یہ مہاری نہیں ترانی مین  
 مستِ کیفِ شراب ہونی دُو  
 پہر پہ جاو و بیانیان سنا  
 اختر خوش بیان ہی نام اسکا  
 سا قیلا لا شراب دیر نکر  
 کہدی مطربسی جلد چہر ہی ستار

روشین باغ کی درست کری  
 اتنا اس فصل مین تکلف کر  
 موتیا موتیوں کی آب سی پنچ  
 جلد یہ کہکی دیے ذرا آواز  
 سُنو ان لوگوں کو جو جی چاہی  
 بہت اسوقت ہی شگفتہ و باغ  
 ابھی کہیہ کچھ طبیعت آئی ہی  
 غارت ہو ش یہ فسانی مین  
 اک ذرا بی حجاب ہونی دُو  
 نشی مین لن ترانیان سنا  
 نغمہ پیرانیان ہی کام اسکا  
 مست کر دی شتاب دیر نکر  
 جوشن پر فصل گل ہی گائی بہار

لطف یون می کشتی کا دکھلا دی  
 بزمِ زندان بادہ خوار ہو آج  
 عندِ یمنِ بین بان چمن آرا  
 بزمِ می اسقدر سچی جائے  
 ہر صراحی ہو رشکِ گردنِ  
 لعلِ یاقوت کی ہون ساغر و جام  
 نور آگین ہون کنڑ الماسی  
 پہول سی ہون کلابان لبریز  
 ساغرِ می وہ آبِ ثابِ کھای  
 میز تیار ایک نور کی ہو  
 اوسپہ یون طرفِ می لگا چٹین  
 ہو کہین ساتی چمن بر خسار  
 بدہیان سونکی چنگیر مین ہون

جلد بارہ درسی کو سجاد سی  
 جمع ہون شاعرانِ شوخ مزاج  
 شعرا یہاں ہون انجمن آرا  
 روحِ جمشید دیکھنی آئی  
 بادہ ہو غیرتِ شرابِ طور  
 غیرتِ چشمِ شاہِ کلفام  
 جوڑ بھی ہون مقرر الماسی  
 خونِ پللی سی بھی ہو رنگِ تین  
 قدحِ آفتابِ شرما چای  
 پر سب ایک ڈالِ ہ بلور کی ہو  
 بی پی نشی دیکھ کر چہرہ آئین  
 غنچی کی عطر دان مین عطر بہار  
 پر یہ سامان تھوڑی دیر مین ہون

ہر کبابی رہی بہتہ بسیار  
 جہنم بوئی کباب دل آئی  
 لعلگون کچھ ہوتا لیاں سبیں  
 سب میں لپٹیں ورق زر کل کی  
 جام می اسطرحی دورین آئی  
 اور اتنی ہی میری فرماشیں  
 طائفی چار پانچ بواوی  
 صبح سی شام تک شراب چلی  
 پھر میرا رنگ طبع موزون کچھ  
 وہ دکھاؤں گلِ سخن کی بہار  
 غنچہ و گل تو وجد میں آئیں  
 قدردان تو مجھی عاینہ میں  
 پیلی می حسد رکی پنا ہے

وہ گزک کو کباب ہون ظیار  
 سیح پر سیح متصل آئی  
 اونین اک سو گلو ریاں مچ نفیس  
 پھر ہون نگامی شوقِ قتل کی  
 گردشِ چشم مست یار دکہای  
 دونی ہو جائی تاکہ زیبایش  
 دخترِ رز کو ساتھ سلوادی  
 نایح آغاز ہو چہ راغ جلی  
 پھر حالِ عروسِ مضمون کچھ  
 شوخ و رنگین سناؤں ہاشا  
 عندِ لیونکی ہوش اوڑ جائیں  
 خوب و سیکرؤن بلائیں لہن  
 فصل گل کا یہی ہینا ہی



پہر پہر موسم کہان کہان پہر شب	پہر کہان ہم کہان یہ بزم شراب
یہ سامان یاد گار ہی ساقی	چند روزہ بھاری ساقی
اتنی فرصت بسا غنیمت ہے	مفت ہی جی کھڑی کئی صحبت ہے
ابھی ہمسی نہیں ہی تو ماہر	ہم وہ مین رند بادہ کش شاعر
ایک دو جب چڑھائی ساغر	پہر تو اسی ساقی خستہ سیر
فکر کو مین کی نہیں رستے	پای خم پر ہی یہ جبین رہتی
گوئی حسرت نہیں ہی اب سا	پر یہ ارمان دل مین ہی باقی
ہاتھ مین تل نخل مین یاد رہی	نغمہ پیر اسدا ستار رہی
گرم صحبت ہو شعلہ خویون سی	گرمیان کچی شمع رویون سی
دور دور شراب ناب رہی	لب لبب شوخ بی حجاب رہی
روزان انکھو نکھو ناخجی جھفت	کہو رنگو ملی نئی صورت
چور زہی نہ ام مستی مین	عمر کٹ جای می پستی مین
کیفِ نظم سخن مین مست رہون	محو فکر بلند و پست رہون

بجگہٹی شاعر و مکی ہون ذرات  
 ہو گلی باز کوئی زہرہ او  
 خم کہ پین پڑی رہین ذرات  
 اختراب ترک کر یہ طرز سخن  
 کہول قفل در خزانہ عشق  
 ویرسی سامعین ہین مشتاق  
 تیری محنت نہ رایگان ہوگی  
 سب تیری شاعری کی قائل ہین  
 ہر سخن میں تیری وہ لذت ہی  
 جتنی ہین بی مثال اردو دان  
 نظم جو ہی تیری وہ یکساں ہی  
 سنی الی ہین سب طبیعت دار  
 شکل بل لون کو بہتر کا دی

گوئی سنی سو اسی شعر نہ بات  
 سامنی وہ کیا کری مجھرا  
 ہو بس اس عیش سی مبراوقات  
 شاید طبع کا دکھا جو بن  
 پیڑ رنگین گوئی فنا نہ عشق  
 ہمہ تن گوش ہین سب اہل ان  
 خوب دلچسپ استان ہوگی  
 شعر تیری عزیز ہر دل ہین  
 کہ نمک پاش زخم الفت ہی  
 جانتی ہین تجھی وہ سحر بیان  
 نصیب آرد وہی مولا ہی  
 دن چٹلی ہی تجھی ہین دوچار  
 آتش عشق اور بہتر کا دی

<p>             ہنوا ہوا بھی جو خوب سرور              اس حکمہ منصفون کا مجمع ہی              آج تجکو ملی گے دادِ سخن              ورتحیم سی جیو لیان بہرلی              حسن خواندگی بھی آج دکھا              پڑہ اس انداز سی فسانہ عشق              سنکی تاگوراد نہیں نبوش آی              منصفونکی تولب پہ واہ رہی              ہبٹ و ہرم کی بھی دکوتاہ آی              لو بس اب کچھ پڑ ہو تو ہان دیکھیں           </p>	<p>             اور تہوڑی سی پی سیئے انگور              یہیں خواندگی کا موقع ہی              خار کہا نیگی حاسد و دشمن              نام کرنا ہی آج تو کر لے              خودت و شوخی مزاج دکھا              ہین جوست شراب خانہ شق              جب تلک داستان چڑھی جائے              عشقا باز و نکوشغل آہ رہی              واہ بی ساختہ زبان پہ لای              طبع رنگین کی شوخیان دیکھیں           </p>
--	--

### بسیب مالیت

<p>             وہ جو مشہور تھی جہاں شہ              کیا کہوں وہ درشتہ خوبس تھی           </p>	<p>             شاہِ امجد علی شریا جاہ              مردِ مومن وہ تھی مقدس تھی           </p>
--	--

میری والدہ تھی میری شیدا تھی  
 گوشِ خورشید کی وہ اختر تھی  
 و ہر مین پہ نشانِ اونکائی  
 نامِ آتا ہی اب کہانی مین  
 بندیکا نام ہی سکندر جاہ  
 لکھنؤ گرچہ مقدم اپنای  
 صدفِ نظم کا جو گوہر ہے  
 قبل ہی کہہ چکا ہوں بوقصی  
 ایک کا نام ہی فناء عشق  
 سادہ دل مجھ کو جانتی تھی غزب  
 بحرِ الفت ہوا چو نام اسکا

مٹی میں کیا کہوں کہ وہ کیا تھی  
 صدفِ مہر کی وہ کوہر تھی  
 نامِ حُب مکانِ اونکائی  
 جابسی ملکِ جاودانی مین  
 آئینہ دارِ شاہِ عرشِ نپاہ  
 نامِ سلطانِ عالم اپنای  
 ذرہ ہی اور تخلصِ انور ہی  
 دوستوں فی لگائی جیتے  
 درحقیقت ہی کارخانہ عشق  
 یارِ سب لیکنی وہ نظمِ عجیب  
 مثلِ دریا ہوا کلام اسکا

شروع داستانِ تعریفِ سنا ہوا وہ مہر پرور <sup>مخلص</sup> زیلویہ

نغمہ سنجانِ بستانِ سخن      ناز کی بخشِ استانِ کہن

شاخسار بیان پر بلبل سان  
 ایک تہا بادشاہِ عالیجاہ  
 ہفت اقلیم ہتی قلم و مین  
 فخر دار اور شبکِ اسکذر  
 مثل قارون تو حشت و دولت  
 حاتم طائی اوس سی مال مال  
 ابرنیاں جو دگوہر بار  
 زرخیش کا کسی ہوئی شمار  
 ابرخیش بیت برستا تہا  
 حکم داد و دہش پہ تہا درت  
 کہ نحالی پری جو حائل آی  
 نامِ نیکس جی ہتی بترت  
 روز و روزا زہ خیر کا و اہتا

اس طرح ہوتی ہیں نواسجان  
 ڈرہ سان حکم مین ہتی فوج و سپا  
 ملک ہشتم کی تہا تک و دو مین  
 جم شہم کی خدم فریدون فر  
 دل مین جاتم سی ہی سوہمت  
 پر خزانہ کو اسپہ ہی زوال  
 شعلہ خشم صاعقہ کروار  
 کوکب و نجم و رہم و دنیا ر  
 کہ حذف مہنگا ہوتی ستا تہا  
 روز تقسیم اتنی ہو خیرات  
 کا سہ چشم حرص تک بہر جا  
 سیام جی تہا نصیر کہ کہ  
 نام شر کم بزرگ عنقا تھا

کون تھا جو وہاں امیر نہ تھا  
 حاکمِ وقت تھی جو بستی تھے  
 امرا او سکی شہر کی محتاج  
 فوج کا او سکی ذکر ہو ہی کیا  
 سامنی او سکی عدل کی باسد  
 عدل کا تھا یہ او سکی زور شور  
 کفِ معشوق میں بھی دزدِ حنا  
 بسکہ تھا رعبِ عدل شاہِ دلیر  
 رعب سی عدل کی جو ڈرتی تھے  
 رستمِ وقت اور شجاعِ دلیر  
 جرات و صفدری میں یکتا تھا  
 خوش ہوئی شاہ سی عایا جب  
 ساکنِ شہر سب خوش و خرم

کیمیا گر سوا فستیر نہ تھا  
 شہر میں او سکی ہن بستی تھی  
 چرخ سی تھا بلند و سکا تاج  
 معوج دریا و دژ و محسرا  
 عدل کسرا تھا ظلمِ مادر شاہ  
 قیدِ فانوس میں تھا شمع کا چور  
 پایہ بہ رخِ خطِ دست سی تھا  
 شانِ موی بڑ تھا پنچہ شیر  
 جورِ معشوق بھی نہ کرتی تھے  
 رو بہ بازی سی گھیرتا تھا شیر  
 شیرِ صحرا میںان ہیجا تھا  
 مطلبِ شاہ سب برآیات  
 داندِ انجمنِ دلِ عالم

بنی خزان او کی باغی ہی بہار  
 رشکِ شامِ امید عاشقِ تہا  
 جو عمارت تہی صنعت آکین تہی  
 صاف و آراستہ ہر اک بازار  
 کانِ جنس و فاہر اک دکان  
 مثلِ لیلی وہ حلق پر مائل  
 شاہد اوس سر زمین کی عاشقِ غم  
 جملہ شیرین خصال و لیلی زاد  
 گلگو حاصل تہا رتبہ بلبل  
 تہی کچھ آبِ ہوا سی عشق انگیز  
 نام تہا مہر پرور اوس شہ کا  
 خوب صورت حسین وہ ایسا تہا  
 ماہِ غیرت سی ڈوب جاتا تہا

نور میں جلوہ سوا و دیار  
 غیرتِ نورِ صبحِ صادق تہا  
 غیرتِ قصرِ لندن چن تہی  
 خوش قرینہ مسطح و ہموار  
 دکش و قطع دارِ عالیشان  
 مثلِ مجنون ہر ایک تہا سائل  
 حسنِ عذر امثال و امقِ خو  
 قیسِ طنیتِ طبیعتِ فرہاد  
 خاطر آشفستہ طرہ سنبھل  
 در و دیوار تک تہی الفت خیز  
 ہمسرِ مہرِ عکس تہا مہ کا  
 مہر و شمعِ جبین وہ ایسا تہا  
 مہر ہی ساسینے نہ آتا تہا

<p> حسن مین وہ مہرِ سپہر امید  بحرِ شاہی کا گوہرِ نایاب  جلوہ آراجمین سی اقبال  سوزِ الفت دل و جگر مین نہان  رُوبرُو رخکی یون فروغِ سحر  اوس بہارِ ریاضِ شاہی کو  جسنی دیکھا اوسنی ضبط رہا  لو شرف اس مین فی پایا  اوسکا اٹھارہ سال کا سن تھا  اوسکی صورت کا کیا بیان کن </p>	<p> رُشکِ ناہید و غیرتِ خورشید  آسمانِ جمال کا مہتاب  رخسی تائبندگی جاہ و جلال  وحشتِ عشق تیور و نسی عیان  کرمِ شب تار جیسی پیشِ قمر  شمعِ بزمِ جهان پناہی گو  بی تکلف درود پڑھ کی کہا  بامِ گردون سی مہر او تر آیا  رخِ انوری شہر مین دن تھا  کیا قلم کو مین راز دان کرو </p>
---	--

### تعریف حسن شاہزادہ مہرِ پرور

<p> ساقیا ساغرِ شہابِ پلا  کھتی ہین بادشہ وہ ایسا تھا  ہنشمین نسلی سارا پھر قصا  حسنِ قنوبی مین بس وہ یکتا تھا </p>	<p> ساقیا ساغرِ شہابِ پلا  کھتی ہین بادشہ وہ ایسا تھا  ہنشمین نسلی سارا پھر قصا  حسنِ قنوبی مین بس وہ یکتا تھا </p>
---	---



مثل رہ کھتا تہا وہ نہ دنیا میں  
 خوبصورت جو تہا جوان حسین  
 او سکی عارضی ہی بہ فی کہا یاداغ  
 تیج ابروسی تہا جھان بھل  
 انکھن کرسی جب لڑا تہا  
 باغین غم سی ہوتی تھی وہ خم  
 شہرباغِ نوجوانی تھا  
 جوش پر تھی بیا حسن شباب  
 صفت شعلہ تہا سراپا نور  
 تھی جہن آفتابِ صبحِ بلور  
 نورِ عارض تہا بڑی نورانی  
 شوخ چٹنی عیان تھی چٹون ہی  
 پہنچی نظریں تھیں ہزن لہ ہوش

سیکڑون او سکی تھی تمنا میں  
 چاند چہرا تہا آفتابِ حسین  
 لاکھوں ہی بہ وشون فی پایا داغ  
 ایک عالم کا وہ بنا قاتل  
 پاؤں او سکا بھی لڑکھاتا تہا  
 شرم ہی ہوتا تہا عجب عالم  
 گل گلزار کا مرا فی تھا  
 گلِ رخ تہا شگفتہ و شاداب  
 شمع قامت میں تھی تجلی طور  
 موی سر رشکِ دودِ شعلہ طور  
 نہ تھی اس پہاڑی تھی ہمدوش  
 سحر کرتا تہا چشمِ پُرفن سی  
 تیر مرگانِ اجل سی گرمِ انوش

ساراسا مان مہیا عیش کا تھا  
 دست بستہ تھی حور اور غلام  
 عیش کرتا تھا اونسی وہ دُرات  
 شادی اپنی نہ کرتا تھا وہ شاہ  
 گوی شہزادی میری ہو ہمسر  
 پاتا تھا پر نہ کوئی مثل اپنا  
 تہمین ہزاروں کنیزیں خوش سیر  
 کام اونسی وہ اپنا لیتا تھا  
 نہ کسی حور پر وہ مفتون تھا  
 و لگو بہلاتا تھا وہ اپنی مدام  
 کو کہ پر یان ہزاروں تہمین شاہ  
 اوسپہ قمری نہ گوی ہوتا تھا  
 تھی جو اون مہوشوں کی شیریں

جز خوشی کوئی غم نہ تھا اصلا  
 تھا عجب طرح کا وہ بس انسان  
 تاج کافی سوانہ تھی کچھ بات  
 تھا جس میں پر وہ شام و بگاہ  
 تو اوسے بیاہ لائی جا کر  
 اس لئی بیاہ سی کنارہ تھا  
 دیکھتا تھا اونہین کی بس صورت  
 پر سیکو وہ دل نہ دیتا تھا  
 نہ کسی لیلی کا وہ مجنون تھا  
 عیش و لکی سوانہ تھا کچھ کام  
 سر و کی طرح تہمین گمراہ  
 جان اپنی نکوئی کہوتا تھا  
 اونکی پرواہ تھی اسکو لیکن کب

مثل فرهاد جانین تو رقی تہین  
 آہین کرتی نہ تہین اثر ہی کچھ  
 گہات مین اور حال کی یہا

قیشتی سی اولیٰ سروہ پہوڑنی تہین  
 اسکو ہوتی نہ تھی خبر ہی کچھ  
 فکر مین ملک و مال کی یہ تہا

اتو رندون کا ہوی کچھ چرچا  
 گرم ہو کچھ تو میکی حدت سی  
 ہم جو انو نکونشہ دی ایسا  
 شمع برو و نکلی غم مین ایتک تہین  
 گرم ہو خوب تیرا میخانہ  
 دل کو خالی غمونسی جو کردی  
 رنگ نو عشق نو دیکھتا ہی  
 مان ایتک نہین کیا کچھ ہی  
 کچھ محبت سی تہانہ او سکوکام

ساقیا اتو جامِ عشق پلا  
 سرو میخانہ تہا یہ مدت سی  
 آری پیر معان برای خدا  
 کچھ زمانیکا سرو گرم سہین  
 کسی لو پر یہ دل ہو پروانہ  
 ساغر ایسا شراب کا یہودی  
 ذکر ایک دن کا یاد آتا ہی  
 بی لگاوت نہین مزا کچھ نہی  
 تہا جو وہ شاہِ مہر پرور نام

عشق باز و نہ نام رکھتا تھا  
 نشہ بادہ جوانی تھا  
 عشق کی نام سی تھا او سکو تنگ  
 کہتا تھا کیسی ہوتی ہی صورت  
 پر فلک کسکو خالی رکھتا ہی  
 اوسنی دنیا کا کچھ نہ جانتا تھا  
 ایک شب کا ہی اس طرح مذکور  
 اوسنی کارندونی یہ فرمایا  
 چاندنی باغ اوسکا ایک تھا باغ  
 وصف اوسکا اگر کروں میں تم  
 بارہ فرسخ کی گردین ہ باغ  
 مشک خالص کی تھی زمین بھی  
 تھی خدت کی جگہ پڑی یا تو

خود نمائی سی کام رکھتا تھا  
 حاصل ایک عیش چاہو والی تھا  
 ایسی کرونی ہوتا تھا وہ تنگ  
 جانتا تھا وہ بیٹی کی مورس  
 می الفت ہر ایک چکھتا ہی  
 مہر نہ نکو کہی نہ مانا تھا  
 جو دین شب جو سب میں ہی مشہور  
 چاندنی کا تماشا دیکھون گا  
 کیا کہون میں کہ تھا وہ کیا باغ  
 لال ہو جائی تو زبانی تسلیم  
 دیکھی خوان تو کہا سی سینہ پہ داغ  
 اور کرن کی تھی اوسپہ گھاس جی  
 روح خور و نی جنبی پائی قوت

ذرّ و نکی جا پہ ہیری موتی ہتی  
 ہتی طلائی کھڑی جو وہ دیوار  
 کیا بندی کہون میں اوسکی عیان  
 کوئی دیوار پر اگر چہڑہ جابی  
 اوسین انواع قسم کی ہتی دخت  
 ہتی جو اہر نگار وہ جو شجر  
 پہ چھپاتی ہتین بلبلین خوش ہو  
 موتیا موگر اگل شبو  
 دشنی جابی جو ہی ہار سنگار  
 کہین گندی لگی ہوئی ہتی زرد  
 گل لالہ کہین بدخشان کا  
 اور تیکم کا تھا جو نافرمان  
 گل چنپا عقیق ررد کا تھا

کہ کنی جنگی جان دل میں چہی  
 اوسہ تہاسب جڑاؤ سینا کار  
 کیا کروں اوسکی باغ کا میں بیان  
 تو فرشتو نگا مرتبہ وہ پای  
 ایستادہ ہتی سرو ہو کی کخت  
 بلبلین میٹھ تی ہتین جا جا کر  
 انگہ اونس لڑاتی ہتی شبو  
 ڈھاتی ہتی کھل کی راتو نکو  
 ہتی ہر ایک طرح کی ہر اک بہ ہار  
 یار کی رخ کی عکس سی پرورد  
 کیون بلبل کو کھٹکا ہو جانکا  
 تہاد کہا تا بھار وہ ہر آن  
 عاشقو نکو سببہ درد کا تھا

گل اور رنگ لعل کا تھا بنا  
 لا جوردی تھا وہ گل خیر و  
 یار کو اپنی وہ یلا تی سی تھے  
 تانبریکا گلِ فرنگ چھٹا  
 سیوتی کی بھسار ایک طرف  
 تختہ تھا ایک طرف گلاب کا جو  
 فستق ای بل اور فسرین  
 کہین رنگس کہین پوداودی  
 ہتی درخت اور میوی کی جو جو  
 ناک انگور ونکی ہتی ایسی خوب  
 باغ وہ گلشنِ تجلی تھا  
 بادل ہر روش پہ پہتا تھا  
 نخل دان وہ تمام الماسی

جس پہ بلبل کا دم نکلتا تھا  
 سرو پر قمری کرتی ہتی گو گو  
 ہی کہان ہی کہان سنا تی ہتی  
 آنکھوں میں وہ ہر ایک کی کہنکا  
 کیتکی کی قطار ایک طرف  
 کیا بیان آب و تاب او سکی ہو  
 باغ میں انکا تھا جد آئین  
 اور بھومی ہوئی گھٹا اودی  
 کروں کیا میں بیان اب انکو  
 جھکی سائیمین عشق ہو مرغوب  
 ہر چمن معدنِ تجلی تھا  
 چمن گلشنِ سپر آسا تھا  
 صاف ترشی ہوئی انما ان ہی

یوں نہا لوں گی اوغین جلوہ گری  
 باولہ پوشش و ہر ایک شجر  
 کہکشان کی فلک پہ یوں تہی  
 وہ شب چاروہ وہ جلوہ بدر  
 شب و ہتھی شعلِ فلک کا دہوا  
 وہ صفا اور وہ صحنِ باغ کا روپ  
 نور میں جو درخت گلشن تھا  
 دست ہر شاخ تھا کفِ موسا  
 مطلعِ صبح یا سمن تہی چمن  
 اک طرف چاندنی قمر کا جواب  
 صاف سورج کہنی گلِ خورشید  
 زلفِ زہرہ تھا طہِ سپہیل  
 دُوب میں ہر رو شکی تہی یہ نصیا

جسطح سی نکیئہ شجر سے  
 وہ تمامی کی تہیلو ن میں ثمر  
 جسطح سی محک نقشِ طلا  
 زیب ہی گراوسی کہوں شبِ قدر  
 شب وہ تہی خالِ وی صبحِ جنان  
 چاندنی پر گمان تھا کہ ہی ہو پ  
 غیرتِ نخلِ دشتِ امین تھا  
 پہول پہل صورتِ بدِ بیضا  
 گلِ تراختِ شبِ سوسن  
 موتیا رشکِ گوہرِ شبِ تاب  
 یا سمن زارِ رشکِ صبحِ امید  
 مرغِ زراؤس چمن کا تھا بلبل  
 نظر آتی تہی صاف مہر گیا

ہر خیابان برنگِ جاوہ نور  
 یوں شکفتہ تھا موتی کا چین  
 پیشِ نورِ چراغِ لالہ تر  
 کیا درخشندہ برگِ نسرین تھی  
 نخلِ انگور تھی وہ نورِ اکین  
 اسقدر تھا وہ بوستانِ پرتاب  
 جوشِ نورِ اسقدر تھا اوجِ پذیر  
 صبح کی شبہ میں بانِ شیر  
 شرم سی صبحِ نو بخشِ جہان  
 رنگِ لائی تھی چاندنی کی بہار  
 نہرینِ اسطرِ حکمی بنا میں تھیں  
 بیکلی دل کو ہر زمان ہوئی  
 تھی طبیبِ کلاب سی ہر نھر

شبِ گلشنِ مشالِ صبحِ بلور  
 جسطح سی گھرِ میانِ ن  
 چشمِ مذبح تھا ہر اک اختر  
 غیرتِ بالِ مرغِ زرین تھے  
 خوشہ خوشہ تھا خوشہ پروں  
 ماہِ اک وہاں تھا کر مکِ شبِ تاب  
 تھا سہا پر گسان بدرِ میر  
 روزِ بون سی نہوتی تھی باہر  
 پروہِ شبِ مین ہو کئی تھی نہان  
 زانغ پر تھا گمانِ بویسار  
 دل میں آنکھوں میں حجِ عمامتین  
 تابِ نظار می کی کہاں ہوئی  
 جوشِ سنی پانی مارتا تھا طھر



لہر پانی کی باندھتی ہتی دل  
 موج زن مثل چشمہ خورشید  
 یون ہتی وہ نہر باغ اور وہ رات  
 نہر گو دیکھ کر یہ طہر آئے  
 دل سینم و سلبیل و لہن  
 دیکھ کر آب و تاب پانی کے  
 کیا صفائی خدائی بخشی تھی  
 قرب موج و چاب تھا اس طرح  
 ہر جاب او سکار شک غنچہ گل  
 فتح کرتی ہتی یح موج خوش آب  
 دی ہی تھی ہر ایک چشم جاب  
 بالہ نموج کا قمر تھا جاب  
 یالہ نہر پر تھی پتھانیلے

دیکھنی والی ہوتی تھی بسمل  
 صاف پانی تھا آب مروارید  
 جیسی ظلمات میں ہی آب حیات  
 مونہہ میں کوثر کی پانی بہرائی  
 ہون اسیر کنت نہر چین  
 پانی پانی ہو آب کوثر مہی  
 وہاں لطافت ہی پانی ہوتی تھی  
 چشم و ابرو میں متصل حطرح  
 کیوٹی موج طہر سبیل  
 دمہ دم ہوتی ہتی شکست جاب  
 شوخی چشم گلرخان کا جواب  
 درج گوہر سی خوشتر تھا جاب  
 پاکہ ہتی تیغ موج کی چھائی

بہر سیر بہارِ عالمِ آب  
 آبِ مینِ صوفِ پختابِ یونج  
 یہ نئی موجِ نہر کی ہی مثال  
 ماہیِ عکسِ شعلہ گوہرِ بار  
 تہا بڑا قصرِ او سینِ مینا کار  
 طاقِ کسرِ اسی حسنِ مینِ چند  
 کاخِ تہا وہ نئی و طیری کا  
 کاخِ گرد و سن پہیہ اعلیٰ تھا  
 مشرقِ آفتابِ تہا وہ مکان  
 ساقِ سچینِ حورِ تہی و ہستون  
 درِ فروزِ سی ہی خوش تر در  
 شمسِ شمسِ تھا شمسِ خورشید  
 چار سو اک چوتڑہ پر نور

عنیکِ حتمِ نہرِ تہی و حباب  
 رشتہ گوہرِ حبابِ تہی موج  
 کہی مرغابیِ حباب کا جال  
 کرتی تہی شستِ موجِ نہرِ شکار  
 تہی جو اہر سی سب بہرئی لویا  
 قصرِ قصیر سی مرتبہ مین بلند  
 صاف تر شاہو اتہا ہیری کا  
 ہمسرِ قصہ و درِ بیضا تھا  
 بہیری تہی سج کی سفیدی ہا  
 غیرتِ سمعِ طورِ تہی و ہستون  
 رشکِ آغوشِ حورِ عینِ ہر در  
 بیضہ بیضہ تھا بیضہ خورشید  
 صاف مانند لوحِ سینہ حور

سائبان وہ ہر ایک نور و ذری  
 شیشہ آلات وہ لگا ہوا تمام  
 آئینہ ایک ایک بر و نسب  
 آئینہ تھا کہ باغ جو ہر تھا  
 خانہ آئینہ تھا منظر نور  
 بیش قیمت بھی اس قدر تھی وہ  
 آئینی سنگ گوہ طور کی تھی  
 جہاز کو دیکھ کر ہوا ثابت  
 زور و یوار گیر یونہی بھار  
 وہ دو شاخی کیول تھی سب سے  
 وہ پر نی چہرہ ایک اک تصویر  
 رنگ تصویر رنگ روی ہوا  
 رنگ روی شفق کا تھا ہزار

غیرت افزای ابر نور و ذری  
 صبح جنت بھی جنبی نور لی و ام  
 رشک رخسار شاہان جلب  
 بنی تحلف دل سکن در تھا  
 موج آئینہ موج شعلہ طور  
 جنگا بیعہ نہ تھا حجاب جلب  
 جہاز سب ایک ذال نور کی تھی  
 سبع سیاری ہوگی ثابت  
 گہنی پستان شاہد دیوار  
 صاف صبح اجابت آئینہ تھا  
 مہر و شمس ماہ پارہ برق نظیر  
 رشک گلوٹہ گل رخسار  
 یاکہ رنگ طبیعت بہزاد

جو فریم او سکا تہا مر صحتہا	ز زخو رشید کا طبع تہا
تہا مر قع تمام حور نزا و	ر شک از رنگ مانی و بہر او
چہرہ پر داز روم و چین رنگ	آئینہ سان ہون یکہ کر اوسی رنگ
وہ منقش تمام سقف مجدہ	وہ بہار طلم نقش نگار
وہ مثبت تمام مینا کار	لا جور دی وہ ہر دور و دیوار
سقف نقاش چین اگر دیکھیں	ونگ ہون نگین پست سی لگ جائیں
دیکھ کر وہ بہار کل کاری	عقل نقاش فکر ہو عاری
طرفہ فرشی کیول پہ جون تہا	نور نار ایک جا پہ روشن تہا
فلک انجمن کی تاری تہی	یا کلس عرش کی اوتاری تہی
جھاڑ فرشی وہ چار سو پر نور	غیرت افزای نخل کشن طور
تیل پانی کی وہ چڑھی تہی گلاس	جنسی شرمائی صاغر الماس
سبز و سرخ ایک ایکہ فانوس	جسکا پر تو تہا اطلس طاؤس
دیکھی فانوس چرخ ہی جوا نہیں	اپنی نیز نگینان اوسی ہولین

شمع فانوس میں تہی یون روشن  
 آتش طور سی جلین تہین و و  
 صرف رشتہ تہا پنبہ منصور  
 شعلہ شمع جان آتش طور  
 شعلی کو کہتی تہی مہ صاحب پد  
 شمع فانوس کب ہی زار تہی  
 روی دوست نہان نقاب میں  
 دل روشن ہی یا کہ سینی میں  
 برج مہتاب میں ہی یا ناہید  
 دل عاشق میں آہ سوزان ہے  
 کیا کہون تہا جو نور فروش کار وہ  
 صذر میں ایک منبذ پوزر  
 پردی رقت کی بہت بہاری

جیسی حجر میں پہلی شبکی دہن  
 نور کی سانچی میں ڈھلین تہین وہ  
 تہا ز بان نہ دمنم تیجے طور  
 شعلہ شمع نور دین نور  
 صبح کا نور شمع کا خورشید  
 جوہی نور کی عماری میں  
 شمع مہ دامن سحاب میں ہی  
 ڈانک رکھا ہی یا نگینی میں  
 شکم صبح میں ہی یا خورشید  
 یا پریشیشی میں نمایان ہی  
 چاندنی ملکی ہی میلی ہی ہو پ  
 مہر جیسی بساط گردون پر  
 شیرماہی کی وہ حقین ساری

ایک طرف مطربانِ ہوشِ با  
 اک طرف ساقیانِ سینِ سات  
 بے جِ مہر و جمال کی خوشید  
 لبِ نازک میں تُو شرابِ کارنگ  
 شیشی ہاتھو میں مثل شیشہِ دل  
 حسن میں شکِ چشمِ ستیان  
 کشتیوں میں وہ نور کی کنڑ  
 جلوہ آرا وہ بادۂ سرخوش  
 غم رہا عیشِ وصلِ یا صفت  
 فزِ عقل کی لئی ہمیں  
 ساف تر ہتی وہ آبِ گوہری  
 رنگ می تھا کہ پہولی تھی اوجیا  
 شاہِ خاور چلا سما پر سے

ایک سو لو لیانِ زہرہ ادا  
 حسنِ خوبی میں شہرہ آفاق  
 ملکِ جاہ و وقار کی حبشید  
 رخِ تابان میں آفتابِ کارنگ  
 جامِ می نقدِ ہوش کی سائل  
 نور میں آفتابِ سانِ تابان  
 شیشہ آسمان سی بھی خوشتر  
 لہجہ کی ہر موجِ دامِ طائرِ ہوش  
 روحِ بخش آبِ خضر کی صورت  
 دشمنِ نہد و قاتل پر ہیز  
 تاک او سکا سینچا تھا کوشری  
 شفقِ صبحِ پنبہ مینا  
 درِ انجم جو نکلی اندر سی

ماہ فی موتیوں کو خاک کیا	اور اوسکا بہبوت مونہم پہ ملا
مشعلِ نور ہاتھ میں لیکر	کہکشان پر ہوا وہ جلوہ گر
مہر پرور کا حکم یہہ پہنچا	کہنچو بالائی قصرِ نمگیرا
پر وہ ہو کار چو بی قمری کا	ہو طلا کی نہ کچھ جہلک اصلا
کام دینیکا فرشِ کبریاؤ	بادلی گوزمین پہ پہنچاؤ
روشنی دور ہو دختون میں	پر نہو پہو لونکی وہ تختون میں
خادمان محل کو لیکر ساتھ	باغین جا ہی پنچہ ہاتھون ساتھ

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

مئی گلگون پلا مچھی سائے	تاناہ دل میں رہی ہوس باقی
مہر پرور جو باغ میں ہو نچا	خادمانِ محل گویا دیکھا
ایک ایک اونچین شوخ وید تھی	ایسی دیکھی نہ انکھہ سی نہ سنی
وہ انگین بلا جوانی کے	وہ ترنگین جسدِ جوانی کی
ایسی بی چین ایسی گرما گرم	برق و سیلاب کو بھی آشی مرم

نور کی صورتیں مزاجِ نفیس  
 چور ہر ماہ پارہ مستی میں  
 گوئی گوری تو ساؤنلی گوئی  
 ایک ایک اونین قاتلِ عالم  
 پیاری پیاری ہ بانکی بانکی ادا  
 دل بُہانی کی یاد سب باتیں  
 وہ چھلاوی کی طرح سی پھل  
 وہ ہر ایک شوخ چشمِ چاکست  
 چچی اپنی گوی نکالی ہوئی  
 چوٹیوں میں لیٹی تہین یوں ہا  
 اودی اودی ہسی کی ڈھیل  
 مطلعِ صبح وہ گریبان تھی  
 ہلکی جوڑی رکھی تھی اپنی حضور

رنگ و حور و غیرتِ بالقیس  
 محو و بیہوش خود پرستی میں  
 حور تھی گوی تو پری گوی  
 اور وہ اڑھتی جوانی کی عالم  
 وہ ستم شوخی و غرور و حیا  
 بھولی بھولی وہ لاڈلی باتیں  
 ترچھا انداز چال میں چل بل  
 کنگھی چوٹی کچی کنچائی درست  
 سُرخ موباف گوی ڈالی ہوئی  
 کیچلی میں ہو جسطرح سی مار  
 اور وہ تجربہ رنگِ سرخی پان  
 شفقِ شام مسی و پان تھی  
 بہاری جوڑی تھی پانسی



پای جامی ہتی اونکی اس ج کے  
 تہین چ بنین ہی سب و پہلی تہین  
 ہتی دو پٹی سفید سادوی  
 فقری جوتی پاؤنیں ایسے  
 تہین زبورین ہیر کی غرت  
 گلچ کی پنی ہتی کوئی محرم  
 گوئی لابی کی پنی ہتی انگیا  
 پور پوزا ونگلیو نمین ہتی چہلی  
 ایک طرف محو سیر باغ کوئی  
 چہلین آسپین کوئی کرتی ہوئی  
 چال میں قیامت الہڑ پن  
 خندہ زن کوئی کوئی بدوتی ہوئے  
 کہی سیکل کا گوئیے پر آنا

فقری ہتی ٹکی ہوئی سلیکے  
 اور مو بات میں تہین کلیان  
 ہتی رو پہلی ٹکی ہوئی پیسے  
 ہتی کرنکی جگہ پر موتی ٹکے  
 ہاتھ او ہتی جھڑ تو گر پڑی برت  
 ہاتھ جھڑی ہنو کہی محرم  
 سپہ بنگلا بنا تہا چکے کا  
 جسکو دکھلائی دل میں چلی  
 کوئی رنگین تو بید ماغ کوئی  
 کوئی دم عاشقی کا بہرتی ہوئے  
 وضع البیلی محرم کی چتون  
 قہر کی چھڑ چھاڑ ہوتی ہوئی  
 وہ کمر کا کہی لچک جانا

گوئی چنیل تو محوِ ناز گوئی  
 کس قیامت کی اونکی تہی نہ تار  
 مدین ایک اک بہرہی تھی کھا  
 استقدر گرم تہین شعلہ غدار  
 ایک ایک اون تہی غضب کی کھلا  
 توڑتی تھی گوئی پر ی گل گو  
 پہول بالیمن اک پروتی تھی  
 کہین جہولین جہولتی تھی کوئی  
 گوئی مہوش ملار گاتی تھی  
 ناز سی کہتی تھی گوئی چنیل  
 کوئی گل پرہن بزنک ہزار  
 شاخ گل ہاتھ میں فغان لب  
 تیر الفت جگر پہ کہا ہی ہوئی

گوئی چپ تو زبان راز گوئی  
 تہو کرین کہاتی تھی نسیم بھار  
 دل مزید ارب کی آنکھ چنیل  
 شہر افشان تھی آتش خسار  
 کہیلتی تھی شکار ٹی کے آڑ  
 خار دیتی تھی جان بلبل گو  
 نہر پر کوئی مونہہ گو دہوتی تھی  
 پینگ شوخی سی سی ہی تھی کوئی  
 کوئی گلر و بھسار گاتی تھی  
 آج اختر کی گوئی گاؤ غزل  
 اپنی گل کی ذائق میں افکار  
 پاؤں پر پاؤں سوی حرخ نظر  
 کو ادسی کی طرف لگائی ہوئی

شعر پڑھ پڑھ گئی وہی تھی کھڑی  
 یوں تر نخل تھی وہ صبحِ منیر  
 ناز و انداز سی وہ آئینِ جو  
 آتی ہی گورنش بجا لائیں  
 بارِ بد شرم سی چہا ترِ خاک  
 گائیں اس ٹہاٹھہ سی جو ریتِ خیال  
 کنجِ مرقد میں تان سین کی روح  
 بزمِ بگوشتِ دل سی شئی لگی  
 ایسا باند ہا تھا اوسنی سر او بچا  
 برقِ سان ہرا وچ کا تھا انداز  
 کیا ہی اوسکا گلا تھا جو بن کا  
 کس غضب کی سُرِ ملی تھی اولاد  
 ہی بجا کر کہیں اوسی اعجاز

آنسو دیکھی لگی ہوئی تھی چڑھی  
 جسطرح بہیروین کی ہی تصویر  
 حکم گانی کا پہر ہوا اونکو  
 راگ اس طرح بیٹھ کر گائیں  
 کیا ناہید فی کفن کو چاک  
 راگ گوشتِ صوفی آگیا حال  
 ٹر پی مانند طائرِ ند بوح  
 راگنی ہی سر اپنا دہنی لگی  
 داؤدیتی تھی سپرِ پر زہرا  
 شمعِ محفل تھا شعلہ آواز  
 صاف صندوقچہ تھا ارگن کا  
 ساز و ر پرودہ اوسی کرتا تھا ساز  
 لحنِ داؤد اوسکا تھا و مساز

تان کیا لی چمک گئی سبھلے  
 لکھہ گئی لوحِ دل پہ وہ تحریر  
 آفتِ جانِ تان اوچ پلٹا  
 سر لگاتی تھی بے وہ ماہِ منیر  
 کہٹ بڑھ اوس شکرِ رکی وہ  
 اون سرو نکلی شست جو بس پا  
 سُنکی اوس گل کا زمرہ آہنگ  
 لولی چرخِ لاکھہ دون کی بی  
 یہہ سان بندہ گیا یہ رنگ جما  
 ہو گئی چشمِ ساز کو ہر باز  
 شیشہ می گو لگ گئی پچھلے  
 لبِ تصویر پر تھی شورشِ واہ  
 ہو گئی مست سب در و دیوار

نور کی اک ہوا می تھی کہ چھٹی  
 نقشِ حُب سان ہوا ہر اکِ تسخیر  
 دل پہ شتر زن ایک اک فقرا  
 دل پہ لگتا تھا آ کی تیر پہ تیر  
 کتنی قانون سی زیادہ نہ کم  
 ذائقہ سی جہان کی دل اوٹھہ جا  
 نعمتِ سبجانِ باغِ خلد تھی رنگ  
 پر کب اوسکی کمال گو پہونچی  
 اہل محفل گو ہو گیا سکتا  
 بنگی تارِ آنسو وینکے تار  
 ڈبڈبا آئی چشمِ ساغر بہی  
 شعلہٴ شمع کی زبان پر آہ  
 بول اوٹھی طائرانِ نقش و نگار

نیم بسمل ہتی اہل محفل سب  
 نہیر نیکرہ راگ و رنگ ہوا  
 یاد لہ کر اسب اوڑانی لکین  
 کوئی اوڑانی ہلال اور تارا  
 سہری مقیش کی جو بندہ تہی  
 کوئی زیر و رخت بیٹھی ہتی  
 کہیں شاخ شجر میں باہن تہین  
 چاندنی کا سماں وہ عالم نور  
 حسن میں ہتی ہر ایک مہ پارہ  
 اپچی شوخ ہتی ہر ایک چنچل  
 شب ہتی وہ وقت تہا بہاگ کاجو  
 مہر پرور کی رو برو تہا ناچ  
 ناچ گانچین اتنا تھا مشغول

قتل کہہ ہو کئی ہتی بزم طرب  
 دف لئی مہ سماپہ رنگ ہوا  
 چاندنی کا سماں دیکھانی لکین  
 نور سی ایک ایک انکارا  
 بجلیان کووندی تہین رون سے  
 نہر پر ہتی کیسی جلوہ گری  
 کہیں عاشق کی دل میں باہن تہین  
 ہر طرف چاند کا چمن میں جلوہ  
 دم میں کر دی فلک کو آوازہ  
 دیکھ کر جسکو ہوئی دل بیل  
 باندہ لیتی ہتی اوسکی دہن لکھو  
 مہوشین تہین ہچیدہ جو دس پا  
 رنگ دنیا کا سب گیا تہا بھول

ناچنی مین اگر او ٹھایا ہاتھ  
 ہٹو کروں سی جگر کیا پامال  
 یا تو ڈاٹو کر دیا بسمل  
 ٹیپ پٹی کی لی بہاگ مین جو  
 راگ ہاتھ اپنی باندہ کر آیا  
 تہا تہہ تہا اوس پر چا آفت ہو  
 کیا دم رقص تہا تہہ بانکا تہا  
 و و نو عارض تہی غیرت مشعل  
 راس و چپ مشعلو نکا یون انداز  
 نور کا وہ ہر ایک سازندہ  
 وہ گمک بائین کی ہتلی کی تہا  
 عجب انداز سی او تہا بی ہاتھ  
 کچھ نئی ہاتھ وہ نکالتی تہی

سازنی ہی دیا نہ و نہیں ہاتھ  
 و مین انعام ہی ہوا زرو مال  
 بچہ گیا پاؤ نکلی تلی ہر دل  
 نہ رہا ہوش ہر فرشتی گو  
 دیکھ اس راگنی گو گہرا یا  
 سری پاتک تہی وہ گلانی پوش  
 طرز طاؤس بوستان کا تہا  
 کچھ نہ تہی ادسکو حاجت مشعل  
 جیسی کہولی پری پری پرواز  
 سحر کار ایک اک نوازندہ  
 اور وہ بارنگیونکی سر کا ملاپ  
 گزشتہ چشم قدر او کی تہا  
 دیکو ہر مذہب پیسی ڈالتی تہی

کبھی سارا بدن وہ مسکانا  
 کبھی غمزیسی مسکرا دینا  
 وہ کلاہی میں شاخ گل سی لچک  
 مثل طاؤس مست ایسی تنی  
 حلقہ دست جب ہوا بالا  
 سر پہ رکھا اولٹ کی جب آنخل  
 ناز سی سر پہ جبکہ اوٹھ گیا ہاتھ  
 ہاتھ دو نو جو تاکر آئی  
 جیش ابرو کی ایک قیامت تھی  
 چٹوئیں وہ حلال کرتی تھیں  
 ڈور اگر دن کا قتل کرتا تھا  
 دیکھو اعجاز اوسیکے ٹھوکڑ کا  
 جب چمک کر لیا گونی توڑا

کبھی دامن سنبھالتی جانا  
 کبھی تیور کا وہ چڑھا لینا  
 اوپری سینی کی ہی ڈھیر  
 چوٹی ایڑی سی لگ گئی اوسکی  
 بن گیا گرد ماسکے ہالہ  
 ماوتابان پہ چھا گیا بادل  
 اہل محفل گو تھا سرو ہی کا تھا  
 دو ہلال ایک جانتی آئی  
 وہ پہڑک تھنوں کی پہی تھی  
 ٹھوکرین پایال کرتی تھیں  
 صاف تیغ قضا کا ڈوڑا تھا  
 مثل بلبل تھی بھنی نغمہ سدا  
 شعلہ جو الہ فی ہی جی چھوڑا

برقِ آسا نظر میں کوند گئی

ناپختی والوں کا ہوا توڑا

واہ وا کہہ رہی تھی ساکنِ عش

دیکھ کر اسکی ناپح کا عالم

بزمِ انسان میں جو رقصان تھی

ناپح اس گل کا لاکھ اور لکھی پر

حور گواہی دے مسک بہاؤ

ناپحی اس طرح گت وہ ماہِ لقا

نازی موندہ پر رکھی اولٹا ہاتھ

سنی والوں کی تھی گلچیں ہاتھ

جب وہ لیتی تھی گلچیں کی ہاتھ

کب وہ ستا داتا تھی ہواؤ

جسکو تپوری بد لکی بتلا یا

جای سبزہ د لو نکو روند گئی

مشرقی فی بھی ناپنا چھوڑا

بوسی لیتا تھا پاؤں کی لبِ نش

ساکنِ خلد کہتی تھے ہاتھ

شعلہ پر برقِ طور رقصان تھی

پروہ چتون کہانی لائی پری

دامنِ صبرِ دل مسک جائی

وجد کرنی لگا تدر واد ادا

گائی وہ کافراں اسدا کی ستھ

دم پڑکتا تھا ہر اوپجی ستھ

جب وہ لیتی تھی گلچیں کی ہاتھ

حسن کی خشن کا بتاتی تھی ہواؤ

وہ مین تیور کی اسکو خوش آیا



جان اوسنی سسک سسکوی  
 مسکرائی تو گر پڑی بجلی  
 جسہ ڈالی ذرا رسیلی آنکھ  
 ہو گیا دم میں اوسکا اور ہی  
 ساتھ ہر بول کی وہ اٹھلانا  
 جسطرف دیکھو رقصِ سبل تھا  
 شورِ رقاصی کا فلک پر تھا  
 سب وہ بھلاتی پہرتی تہین دل کو  
 عیش و عشرت کی بس وہ سامان  
 پی گئی می ہر ایک متوالی

جسکی جانب بنا کی سسکی  
 تیر مارا جد ہر نطر پلٹے  
 ایسی آفت تھی ویشیلی آنکھ  
 آنکھیں وہ مانگنی لگانی الفور  
 وہ کہی بیٹھ کر فیل جانا  
 وہ سان دیکھنی کی قابل تھا  
 اسی عالم میں مھر پرور تھا  
 تہین جو لاکھون سہیلیاں خوشخو  
 غٹ کی غٹ ہر طرف غایاں تھی  
 ساغرِ عیش ہو گیا خالی

### ساقی ہر وی ہاری جہم کو پہن

نشہ کا ہو چکا مرا آخسر  
 کرتا ہی فی شعور و نکو وہ تباہ

ساقی ہر وی ہاری جہم کو پہن  
 عشق ایسی بڑی بلا ہی آہ

ہوئی دیوانی اس میں نشند

سیکڑوں اس میں ہو گئی مخون

پرنہ اس کی سپکا پاس کیا

مھر پرور کو نید جو آئی

ہوئی برخاست یہ سماں سارا

جہین ہی استراحت اس کی بھی

ہو گئی پھر پلنگ پر وہ دراز

سب فی مجری ادب سے بس کی

پاون گوئی حسین بانی لگی

ہوا برخاست سارا وہ جلدا

کیلا آرام سب فی بستر پر

ہوا خالی جو باغ وہ سارا

پناہ کن بن پناہ کن

سیکڑوں اس میں ہو گئی دلبند

عاقل و ذوق نون ہوئی مفتون

ان غمون پر یہی دل کو داغ یا

موندہ سی اپنی یہ بات فرما

ماہ کا اب کرو گنا نظارا

دلو تسکین اپنی کپڑے بھی

آئین سارے جلین اور ہمارے

عہد ہی ہاتھوں سے اپنی پھر دہر کے

جہل کی نیکھا گوئی سلانی لگی

نہ چمن میں کوئی بھی پھر ٹھہرا

اور بلا ای محسوس پرور پر

سو تاتھا کب فحش کا مارا

سیکڑوں اس میں ہو گئی دلبند

ہوتا تھا باغ باغ شاہی	آشنا تھا نہ بی مرادی سی
لیٹی لیٹی جو دل میں کچھ ائی	بغشینوں سی بات فرمائی
پاس سی میری سب الگ تھیں	بی بلائی نہ پہر یہاں آئیں
عوض کی خاموشی کی دعا	رہی ظلِ حند اپنی ظلِ حندا
آپکو چھوڑیں کس طرح تنہا	کہا جاؤ نہیں ہی کچھ کٹھکا
چار و ناچار باری وار چلی	ٹھہری جا کر وہ قصر کی نیچی
شاہ تکیہ کو زانو میں لیس کر	دیکھتا تھا بھسارِ باغ و تر
کہتا تھا کیا ہی میری صورت ہے	قدرتِ حق کی ایک صورت ہے
مثل میری نہیں ہی کوئی یہی	بات یہہ مونہہ سی بچھکی یہی تھی
کہ یکا یک غنودگی آئی	خواب فی دل میں جو جگہ پائی
انکھون کو اپنی بند کر کی وہ شاہ	اور مقابل میں اپنی لیکر ماہ
سو گیا بی خبر وہ بستر پر	زیرِ سر رکھہ کی بالشتِ انور

آدھن ماہ پر دین ماہ دس صد باغ مہر پر دستاورد

ساقیا پھر شراب دی امیسی  
 بنی خبر ہو کی کچھ تو خواب کرین  
 ایک نامی پری تھی نہرہ پری  
 اوسنی ایک بادشاہ کی دختر  
 صغر سن میں اسکو لائی تھی  
 بڑی محنت سی اسکو چالا تھا  
 ہوئی حبیبہ جوان ماہ لقا  
 ناز اسکی بہت اٹھاتی تھی  
 نہرہ اسپر تھی جان سی بان  
 ماہ پروین پہ تھی وہ لسی خدا  
 نہرہ فی تخت ایک دیا تھا اوسے  
 سیر کو اوسپر روز جاتی تھی  
 ساری پران تھیں حکم میں اسکی

خواب میں ہی کہی نہ ہو چکی  
 مئی غم جام دل میں اپنی بہرین  
 پروین کی بادشہ کی بیٹی تھے  
 اپنی بیٹی بنائی تھے لا کر  
 کہ بہت اسکی دل کو بہائی تھی  
 ماہ پروین رکھا تھا نام اسکا  
 نہرہ ہی کو تھا اوسنی مان جانا  
 بات نکلی نہ آتی پاتی تھی  
 شادی کر لیا اسکی تھا ارمان  
 نہ کیا حکم رو کہی حاشا  
 بیٹھ کر لطف اسپر شاد بکھی  
 باغ و مہر کو دیکھ آتی تھی  
 جو کہی جیسی وہ وہی کر دی

ہتی شب چاروہ جو وہ مشہور  
 ماہ پروین کی لہلہ آنی منگ  
 اوسکی ہتی خالازاد ایک شیر  
 ہتی رفیق اسکی ہر ہر شیار  
 ایسی ہم ہتی اسکی ہر گل رو  
 ماہ ویش اوسکو پران کہتی تھیں  
 ماہ پروین فی تخت منگوایا  
 اور کہا سیر کو چلو گے بوا  
 کہا جی چاہتا ہی باغ چلین  
 کہہ لین دو چوکیاں یہی منگو اگر  
 ہو چکا جب درخت سب سامان  
 لکشان پر وہ تخت خیمہ پہنچا

جَلَّ مِنْ لَدُنْهِ الْاَلَهُو

اوسی شب کا یہ ذکر ہی سطور  
 کہا دیکھو نگلی باغ کا مین رنگ  
 عقلمند اور صاحب توقیر  
 بڑی چالاک اور بڑی طرار  
 غم اوسی ہو یہاں پہی آنسو  
 دو نو با ہم ہمیشہ رہتی تھیں  
 ماہ ویش کو قریب بٹھلایا  
 اوسنی پوچھا کہ ہر کہاں کس جا  
 پاؤنگی نہی ہم گلوں گوہرین  
 تانہ ہوا حیات جگمگ جا کر  
 تخت گوئی اوڑھیں اوو ہر پران  
 مہر پرور کی باغ کو دیکھا

کَيْفَ لَا مَا يَقْلُ وَلَا مَا هُوَ

کہ عجب طرح کا بنا ہی باغ  
 اودی اودی گہری ہوئی گہنا  
 غنچہ گل کی وہ چکنی کی وہوم  
 وہ عروسان باغی عالم  
 ہر روش کی پری وہ آرائش  
 وہ روش پری او سکی نادر کا  
 چار سو سٹمہ زمین ہموار  
 عکس گل کی وہ چار سو ستر  
 ہر روش پر وہ سبز شاداب  
 مازک ایسا وہ سبز زیر ہا  
 سبزہ زار چمن اگر دیکھی  
 مس جو ہو جای سبزہ گلزار  
 کیونچ سبزی ہو بھار چمن

دیکھ کر جسکو دل پہ ہو ایک داغ  
 شوق چرخ کا وہ لطف جدا  
 تنہ سبجان باغ کا وہ ہجوم  
 وہ سچی زیور و شبنم  
 تھل دانو کی ہی وہ زیبائش  
 صورت قطعہ خط گلزار  
 خوش قد و خوش ناما تمام شجا  
 کہ نہیں احتیاج سُرخ کی  
 سبزہ روی ہو شان کا جواب  
 پای نظارہ سی جو ہو پامال  
 سبزہ خط غلامی خط لکھدی  
 سبزہ ہو دامن نسیم ہار  
 کہ زمرہ ہی آبیا چمن

یون خرامان دوش نہ باد بہا  
 جگنو کالی کہٹا مین اوڑتی مین  
 د و نین کیا خلد سی مثال چمن  
 سایہ تک جنگا سبز اور چرخو  
 صاف ہر نخل تر ہی آپہ سان  
 ناشپاتی کسی طرف کہیں سب  
 ہر ثمخو شگوار و نازک تر  
 دل شکفتہ مین صورت گل تر  
 خار رنج مذاق سی آزاد  
 صبح ہی وہاں کی مثل صبح چنا  
 چاندنی نی وہ لطف پایا ہی  
 حطربز اوس چمن کی ہی نسیم  
 پہول اوس مانگی جو حورین با مین

جس طرح مست کو چہ خمار  
 آتش گل کی یا شراری مین  
 ایسی پر نور مین نخل چمن  
 جیسی فانوس سبز کا پر تو  
 گل بارستہ شاخ سی مین عیان  
 مثل رخسار حور عقل فریب  
 غنچی مین بلبلون کی شاخون  
 خوف گل چمن نہ باغبان کا خطر  
 وصلت گل نصیب حسب مراد  
 شام ہی شک شام زلف تیان  
 جسکا خورشید ساز سایا ہی  
 کہ معطر ہی جسی مغرب شمیم  
 پیر مین اپنی کس خوشی سی بسا مین

بسکہ افراطِ ناز کی سی ہی سیم  
 گل تو کیا اسقدر ہی عالمِ خا  
 نالہ عاشقانہ بلبل  
 جب اوڑا یا صبا فی و ہانسی غبا  
 عہدِ رضوان کو وہان ہی پین  
 سرمہ چشمِ بلبلِ فردوس  
 آکی ادس باغ سی ہوائی ارم  
 کیا صفا بیز ہی بھسارِ چمن  
 سطلہ آب جو ہی آئینہ سان  
 اسقدر آب ہی صفا پرو  
 کہہ رہی ہی ہر اک ہزارِ چمن  
 قدرتِ حق کی نور کو دیکھا  
 او سکی ستاعی کھل گئی بالکل

بچکی حلتی ہی شاخِ گل سی سیم  
 دامنِ دل او بھستا ہی ہر بار  
 ہی نکپاش زخمِ سینہ گل  
 بن گیا وہ برنگِ ابرِ مبار  
 ہی غبارِ اوسِ یاضِ رنگین کا  
 غارہ چہرہ گلِ فردوس  
 خاکِ لیجاتی ہی برای ام  
 آب گوہر ہی آبشارِ چمن  
 مچھلیاں کیا کہ تہ تلک ہی عیان  
 پانی پانی ہی جستی آبِ گھر  
 یادگارِ است این بہارِ چمن  
 او سکی ہر جا ظہور کو دیکھا  
 دیکھ کر نہر و سر و خچہ گل



باغ ایسا نہ تھا پرستان مین  
 ماہ پروین یہ بولی آہ بوا  
 کبھی بس بظارہ اس جا کا  
 بولی مہوش کہ واقعی ہی خوا  
 تحت اپنا اوتار جب اوجھا  
 بادی کا ہی سب مین پرشوش  
 پروی تر و وزی فقر ہی ساری  
 پڑی مین ہار گل کی پڑ مردہ  
 سہری مقش کی لٹکتے مین  
 فرش مین جا بجا مشجر کے  
 ہر شجر کی تلی پلنگہ ہی پیچھے  
 حسن پر یان گئیں وہ بیول اپنا  
 اونین ہر ایک شوخ دیدہ ہے

کٹکا ایسا ہوا دل و جان مین  
 تمہنی دیکھا یہ باغ ہی کیسا  
 باغ ایسا کبین نہین جاشا  
 د لگو میری یہی ہو گیا مرغوب  
 تو عجب طرح کا سماں دیکھا  
 دیکھ کر جسکو آئی غش غش  
 موتیوں کی مین اونپہ جال ٹکی  
 جسکی سنو کی سی زندہ ہو مردہ  
 عاشق زار سر پٹکتے مین  
 برج اکثر مین سنگ مرمر کی  
 اونپہ ایک ایک ناز مین سوئے  
 ہوا پہلو مین دل طول اپنا  
 پردہ ناموس کا وریدہ ہے

شب بسی مستی ہو تو نکلی او پر  
 عطر کی وہ مہک وہ پہو لو نکلی بڑ  
 سادی سادی لباسِ نیشین  
 وہ تو سوتلی مین پہول ہستی مین  
 سادی سادی بناؤ سی طیار  
 تہی قرینی سی سب سچی گہنی  
 تہین طلا کی وہ اوس پہیر کا  
 بجلیان مین جڑاؤ کا نو مین  
 ماہ پروین فی حال جب دیکھا  
 لاوی حق ان پر کوئی بد نہ گہری  
 دیکھتی کیا ہی وہ پری چہرا  
 کامدانی کا ہی وہ نیچی فرش  
 پہو لو نکلی ڈالیاں مین گردن

اور لکھو ٹا بہی اوس پہ خون جگر  
 اور درختوں کی نیچی سب گلرو  
 خواب غفلت مین ہی چمن کا چمن  
 دیکھنی والی سب ترستی ہین  
 زیور وین پر تمام ہیر کا کار  
 پاؤ مین دودو چوڑیاں پہنی  
 دیکھ کر جسکو جا ہی ہوش و قرار  
 تہلکہ سا پڑا ہی جانو مین  
 دل سی کہنی لگی کہ صلے  
 ناگہان اک طرف نظر جو پڑی  
 کہ رو پہلی کہنچا ہے میگہرا  
 دیکھ کر جسکو دل کر سی اش اش  
 بدھیان ایک سمت کو مین ہرین

ڈالیاں ہیں تمام پہو لونکی  
 چاندنی کی بھاری ہی ہر سو  
 عطری ڈالیاں مہکتی ہیں  
 بیچ میں ہی پلنگ مینا کار  
 استراحت میں ماویہ کامل ہی  
 چاند حیرت سی مونہہ کو نکلتا ہی  
 چاند چہرہ سی جو مقابل ہے  
 آسمان پر وہ تہر تہراتا ہی  
 صدق کرتا ہی اسکی نور پر نور  
 دیکھ کر شکل رنج سہنی لگی  
 چاند کی روشنی ہی یا اللہ  
 جامدانی کا ایک انگر کہ تھا  
 گلہمین موٹیو نکا ایک مالا

ہر طرف ہی بھار چھو لونکی  
 باغ میں لالہ زار ہی ہر سو  
 نہرین کیوڑ کی سب جھلکتی ہیں  
 چادرین پہو لونکی میں سب طیار  
 عیش و عشرت ہی ساتھ شامل ہی  
 پیر چرخ گہن گو سکتا ہی  
 اس قمر سی ضیا کا سائل ہی  
 داغ ہر بار دل پہ کہتا ہی  
 پاس آداب سی کھڑا ہی دور  
 اپنی دل ہی میں دل سی کہنی لگی  
 یا گوئی آدمی ہی غیرت ماہ  
 او سپہ تھا جال سب چواہر کا  
 جیسی ہو کر دماہ بیگے ہالا

نورتن کی وہ جوڑی بازو پر  
 سمرن مویوں کی کیتا تھیں  
 پاؤں میں پایا جامہ اطلس کا  
 زیبِ سرتاج ایک مڑ صع کا  
 حسن ایسا کہ ماہ کو تہا شک  
 انکھڑیاں وہ خار آلودہ  
 بل پہ بل مونہہ پہ زلفیں کیا تھیں  
 سرخ گلرنگ لب وہ پیاری تھیں  
 ہتی علامت گواری نیکی سب  
 بہوین و نولال گردون تھیں  
 رنگ سرخ و سفید مثل گلاب  
 تیکہ زانو کی پیچ میں کہہ کر

جسکی پسندنی پڑی تھی زانو پر  
 دونوں ہاتھوں میں خوب زیبا تھیں  
 اور کلیون میں او سکی گونہ کا  
 کوند جاتی تھیں بجلیاں ہر بار  
 قطری شبنم کی تھی بجائی ا  
 سم ہی جامِ شراب میں سودہ  
 مارِ چپان کو لہریں آتی تھیں  
 بی گنہہ حسنی لا کہوں ماری تھی  
 دیکھ کر دل کو چین آوی کب  
 زلفیں ماریسہ سی افزون تھیں  
 کیا بیان کچی او سکی آبِ تاب  
 سوتا پی بی خیر نہیں ہی خبر

عاشقِ دل پر دیکھو دردِ دستانہ جمالِ اکمالِ شاہزادہ حسن

ساقیا جام می پلا مجھ کو  
 مدتوں عیش میں گذاری ہی  
 سخت مشکل ہی اس سی چٹکارا  
 ماہ پر دین کا اور حال ہوا  
 و نو ہاتھوں سی دل کو تھام لیا  
 بی خبر ہو گئی یہ گہبر اگر  
 ماہ و شب بولی کیا ہو ای ہی  
 اسی بوا جانتی اگر ایسا  
 آنکھوں سی اشک ہہانی لگی  
 نہر پر گاہ و وڑی جاتی تھی  
 کہتی تھی دیکھی چشتی بو لو تو  
 صدق جاؤن نہ کیا ہو تجھ کو

لذت عشق سی چھکا مجھ کو  
 چودھویں شب کمال بہاری ہی  
 کر چکا عشق اب تو آوارا  
 جینا دم بہر او سی بال ہوا  
 عشق فی اوس سی اپنا کام لیا  
 گریڑی بی حواس عشق کہا کر  
 آگئی کونسی بلا ہی یہ ہے  
 بلاقی تجھ کو نہ باغ میں جاشا  
 توڑ کر پہو لو نکو سنگھانی لگی  
 کیوڑا چلو میں بہر کی لاتی تھی  
 ای ہن اپنی آنکھیں کہو لو تو  
 نہیں کہہ ہوش ای بواجکو

مہر کنیں ہن شاہان یوسفیہ نامہ کی پیر کو بہار لال شاہین

مان تیری نہ باپ اسجا ہی  
 اسکی تدبیر کیا تباؤن میں  
 بہنا صدقی ہو آنکھیں کھولو تو  
 عشق میں یہ تمہارا حال ہوا  
 تہندی سانسین نہ بہر تیری صدقے  
 کس فی افسون آج ماراتہا  
 لتوی سہلاقی تھی و رشکِ قر  
 قطرۂ اشک جو گری کیسر  
 ماہ پروین فی آنکھِ جب کہولی  
 کچھ نہیں کچھ نہیں بواو اللہ  
 پھرتی پھرتی پہرا جو سر میرا  
 دل نہ ٹہرا عجیبِ حال ہوا  
 ماہِ وشنلی سچ یہ کہتی ہو

اب فقط آسر اخذ کا ہے  
 کس سچی چون کدھر کو جاؤں میں  
 کچھ لبِ شکرین سی بولو تو  
 میری دلیر عجب ملال ہوا  
 تیری آئی بلا مجھی کو لگے  
 تخت اسجا پہ کیوں اوتارا ہتا  
 ماسی اوسکی دلکی تھی نہ خبر  
 تری اوسکی جو پہونچی چہری پر  
 اپنی خواہر سی سطح بولی  
 کیا غم کیا عشق کیسی راہ  
 مینی چاہا سب نبھا لوں بہتیرا  
 غمش ہوئی اسقدر ملال ہوا  
 غم جو یہ چکی چکی سہتی ہو

کیا بہلا اسی حاصل ای بہینا  
 ابھی تک یاد ہی مجھی وہ گہری  
 ہوا تھا حال دل کا کیا تبلا  
 نگہوگی جو حال مجھی تم  
 سچ ہی معشوق یہ تیرا ہم کو  
 وہ ملی تم ہی ملو او ویسے  
 پایا جب مہربان او سکو کمال  
 جیتی جی مر گئی خدا کی قسم  
 نظر انصاف سی ذرا کرنا  
 سامنی اسکی چاندنی کیا ہی  
 سچ بتا ایسی مکنی ہین چوں  
 نیم و آخِشہ پر یہ حالت ہی  
 پلکوں کی زخم لگتی ہین کاری

یہ وہ سمجھی نہ جسنی ہو دیکھا  
 اوسے جدم تہی تیری آنکھ پر  
 جھوٹ اچھا نہیں ہی یہ بخدا  
 مول لوگی ملال مجھی تم  
 تجھی او رہم سی کیا بہلا ہم کو  
 بس چتاؤ نہ اتنی تم نخری  
 تو کہا سن بوا میرا ہی یہ حال  
 اس بشرنی ذنی ہین دروالم  
 نہیں بیفائدہ میرا مرنا  
 کہیں ایسا جوان دیکھا ہی  
 یہ ملاحست یہ رنگ یہ رعن  
 جان جاتی ہی قد قیامت ہی  
 ای مین قربان اسپہین داری

تیغ ابرونی بی اجل مارا  
 صدق مین نٹ کیا ہی پارتی  
 کنسی ایسا مکان دیکھا ہی  
 ماہوش کھل کیلا کی پرتو ہنسی  
 اسلمی یہ سراغ دکھلایا  
 بولی یہ تجکو میری سر کی قسم  
 بولی مہوش جو کہ توجھوت  
 سچ جو پوچھی تو ماہ پر وین  
 پھر ہوئی تو جو اسپہ شیدا  
 آہ افسوس اسکو عشق ہوا  
 ورنہ مین ہی ہوئی تھی یوا  
 اب جو پوچھو وہ بہائی ہتی  
 جہی تک او سپہ دل میرا تھارا

زلف سی آنکھ مین ہی اندھیا  
 چاند چہرہ ہی خال تار مین  
 کنسی ایسا جوان دیکھا ہی  
 بولی کم بخت ہی بڑی خندی  
 اس لمبی تہا یہ باغ دکھلایا  
 کہہ مفصل نہو جو بیش و کم  
 ہنہن جو امر سچ ہو وہ کہد  
 لگا مجھ پر ہی اسکا تیرنگا  
 مینی دل مین یہ بات بھرائی  
 مین کرونگی نہ اب خیال فرا  
 یہہ بلا جان تجھ پہ تھی آنی  
 نہ رکھو اپنی دل مین کچھ کھٹکا  
 آپکا سب بجا تہا ہوش و قرار



اب ہوین اپ اوسپہ پروانا  
 ماہ پروین یہ بولی پھنس کر  
 تہین اوسی لگاؤ دل کو بوا  
 شوق سی میری جان بسم اللہ  
 وہ جلی جو کسی کی ہو دشمن  
 ہنسکی کہنی لگی وہ غیرت حور  
 تیری دیدیسی دڑی ای تیرے  
 کتنی آفت ہی تھی او بد ذات  
 سو یہاں گویا بار بار نہین  
 وہ مبارک رہی تہیں کو حضور  
 بولی نہ بت نہین خدا نگری  
 جھسی چار آنکھیں کچھی گا دوزا  
 کہپ کی کہنی لگی وہ غیرت ماہ

بہائی مہنی پھراو سکواب جانا  
 نہ بناؤ یہ باتن ای خواہر  
 کچھ جلن محکو ہی نہین اصلا  
 محکواب اوسی کیا غص ایاہ  
 عین راحت ہی چشم مارو  
 ایسی فقر و غنیمت آکئی من ضرور  
 کیون لی مرتی ہی مجھی رندی  
 پیش بند کی خوب یاد ہی گہا  
 عشق میں بھی کچھ امتیاز نہین  
 ہکو خواہش نہین پر بھی کہ حور  
 دشمنوں کو تہا ری عیب لگی  
 صاف دیدہ ہی نہینا کتنا  
 تم ہی کتنی ہو بد گمان واللہ

کوئی جانی کہ سچ ہی واہ بوا  
 تم خفا ہو کہ خوش سنو میری جان  
 جب کہ کہسیانی ہو گئی وہ قمر  
 ای پریر و مضائقہ کیا ہی  
 تمنی تو کردی زندگی دشوار  
 متمو صاحب ہنسی مین و تہی ہو  
 خیریون ہی سہی خدا کی پناہ  
 چلو تقصیر کی گناہ ہوا  
 یہہ تو آزر و گی کی بات نہ تہی  
 مین ہون لاچار اپنی خلقت سی  
 یہہ اگر جانتی تو کیوں ہنستی  
 پاسداری تو او کی یہہ سب تہی  
 عذر تو او سی کرتی جاتی تہی

یہہ ہنسی کی بڑی ہی راہ بوا  
 اتنا ہنسی کہ روندی انسان  
 نازی بولی آپ پہنس کر  
 آدمی آدمی سی ہنستا ہے  
 بات کرنی ہی ہو گئی دشوار  
 سید ہی باتو نہ ٹیڑھی ہوتی ہو  
 جان چوڑ و کہین بواللہ  
 بہولی مین مجکو اشتباہ ہوا  
 رنج کا گہری سچ ہی خوش طبعی  
 دل لگی بن نہیں قرار مجھی  
 کچھ عداوت خدا نخواستہ تہی  
 پر شرارت سی چوکتی کب تہی  
 اور پر دہر کی پر سناتی تہی

کو بظاہر یہ عذر خواہی ہی  
 اب ہنسی تو مجھی یہ آتی ہی  
 بولی جھلا کی وہ پری مثال  
 دیکھو پہر چہر چہاڑ کرتی ہو  
 خیر ہی تیکو شہر کر وگی کیا  
 رترین سستی کی دل کو تائب نہیں  
 پاس اب پہراٹھا دون گی  
 اب کہا تک پہلا میں ضبط کرو  
 ناز و اغماض سی ہر شک پی  
 لوگو کیا کوئی اپنا مونہہ سیلی  
 آپکا کوئی نام لیتا سی ہے  
 یوں بین القصبہ چہر چہاڑ ہی  
 پہر چہنسنی میں کچھ خیال آیا

دل کا مالک مگر خدا ہی ہی  
 مجھ پر الفت جانی جاتی سی ہے  
 بس بس اب اگی تجھ کو ہوگا ملال  
 دیکھو پہر تم بگاڑ کرتے ہو  
 اور کچھ تہمتیں دہرو گی کیا  
 اب میری پاس کچھ جواب نہیں  
 لاہوں صلوات میں من سنا دو گے  
 آخرش میں یہی پتار کہتی ہوں  
 مسکرا مسکرا کی کہنی لگے  
 گوئی آسمین یہی بات کری  
 اسمین صاحب کا تذکرہ کیا ہی  
 دو گہڑی تک اوسے ستیا کی  
 گلی لپٹا کی او سکوفر مایا

سُن تو اوبی شعور یہ کیا تھا  
 اری ل دیکھتی تھی مین تو تیرا  
 ہنسکی کہنی لگی وہ رشکِ قمر  
 خوب کیا مجھین پانی مرتا تھا  
 ایسی پیو وہ ہو گئی تھی مین  
 میری تو خود ہنسی کی عادت ہے  
 آدمی کیا جو خوش مذاق نہ ہو  
 کہا اوسنی چلو نہ بڑھ کر تم  
 کیا اس امر کا جو یہ مذکور  
 تجسی ظاہر مین کرتی کیون یہ حال  
 ماہ پروین کرا بے پہ گری  
 وہ تیرا ہو گا اوسکو تو مطلوب  
 ماہ پروین گلچین باہین ڈال

پھل مین جھنپا یہ کیا تھا  
 تو فی کیون است در بر امانا  
 کیون بر امانتی مین ای گل تر  
 کیا مجھی ہی وہ پیار کرتا تھا  
 دل لگی کیا نجانتی تھی مین  
 رونی صورت سی مجھ کو نفرت ہی  
 مین یہی ہنستی تھی ای بتِ شوخو  
 عقل و ہوش آنکی ہوئی مین گم  
 ہوتا مجھ کو اگر یہی منظور  
 اری تو یہی ہی بیوقوف کمال  
 سرد ہو کر دیکھا اوسی نرمی  
 بندشین باندھتی ہو مجھ پر خوب  
 بولی کیا کم ہی تیرا حسنِ جمال

کیا نہو گی کسی پہ تو مستون  
 اب تو تدبیر کچھ بتا ایسی  
 کہا اوسنی کہ اور کیا تدبیر  
 ماہ وش کو وہ لکی ای ساتھ  
 بید ہڑک قصر پر ہوئی ورون  
 پہونچن و نو پلنک پاسن جن  
 سرسی پاتک بلائین لینی لگی  
 ہنسی بی اختیار مہ وش ج  
 ہو گئین تم تو نشن ن اسد  
 کہین اسکی نہ آنکھ کھل جائی  
 ماہ وش بولی تو ہی یوانی  
 ہم سو اتجھ سی تو ہی اسی سوا  
 کام تو فی نہ کچھ کیا اب تک

کیا نہو گا تیرا گوئی مجنون  
 جو شگفتہ ہو میری لکی کلے  
 نکر و پاس جانی مین تاخیر  
 ہاتھ مین اوسکی اپنا ڈالی ہاتھ  
 زیر نگیرہ سوتا تھا یہ جہان  
 ماہ پروین قدم بڑھا کی ہین  
 اور لاکھون عائن بینی لگی  
 ہوئی شرمندہ بولی یہ رورو  
 کیا ہنسی کا سخن بیان تھا واہ  
 بیٹھی پھلائی آفت ایک آتی  
 تیرا ہی حسن مین نہیں ثانی  
 لا خیال ایسی باتو خانہ ذرا  
 طعن تشنیع کی سخن کب تک

بولی مجھ کو تو کچھ نہیں آتا  
 عشق مینی نہیں کسی سی کیا  
 کہا کچھ لی نشانی اسکی ضرور  
 اور تو اپنی کچھ نشانی دی  
 نہیں معلوم عشق کچھ اصلا  
 مان خوش اور نہ باخوش ہوئی  
 ہاتھ میں اسکی ایک انگوٹھی تھی  
 وہی انگلی میں اسکی پیادھی  
 صدقے بس اسکی سات بار ہو  
 مہر پرور کو جب انکھو تھی دی  
 سوتیکو حق کی حفظ میں دیکر  
 مہر پرور کی جگہ آتا تھا ہم  
 ماہ و شنی کہا چلو بند

بس فقط دل تو ہی پسا جاتا  
 مینی اسکا نہیں مزا چکھا  
 کہ دل اور جانکو ہو اوسی سرو  
 عشق کا حال تاکہ اسکو کہلی  
 سوتی لڑکی کا چو مامونہم تھی کیا  
 بات وہ کر جو عقل کو کہو دی  
 تھی کئی لاکھ درہم ن گولی  
 یہ نشانی بس اپنی گویا دی  
 چاند سی مکھڑی پر نشان ہوئی  
 اسکی انگلی سی مہر پہر لی  
 مہر پہر اسکی انگلی سی لیکر  
 دل گئی اس نام نی دیا آرام  
 گویا اس حال سی نہوا گاہ

زندگی ہی تو کل پہر آونگی  
چلین و نو و بانسی پہر کیار  
مہ و شش او سکو دلاسا دیتی تھی  
کہتی تھی مطلب دلی ہی حصول  
رنج و غم تم نہ کہا و میری جان  
وہان تنہی لگایا دل اپنا  
رو کی آنکھوں کو یوں نہ کر تو لا  
کل تجھی پہر یہاں میں لاونگی  
لہو پانی نہ کر تو ایک اپنا  
تخت پر و نو آ کی مہین پہر  
اپنی گہر وہ گین بجالت زار

پہر سین آکی او سکو پاونگی  
ماہ پڑوین کو تہا نہ غم سی قرار  
مونہہ کی لاکھوں بلائیں لیتی تھی  
میں تیری صدق اتنا کیوں ہی  
بیوفا ہوتی ہیں یہ سب انسان  
بی بی کی سوا نہیں چار  
نہ پریشان کر اپنی سر کی بال  
بلکہ کل او سکو ہی جگا ونگی  
ابھی تو غش ہی سی افافہ ہوا  
اوس سا گونہ چوڑ کر آخر  
خواب میں یہ یہاں ہا ستر

بیدار شدن شانزادہ و مہر خود تملکش نمودن

ساقیادی بھی شرابِصال عیش و راحت سئل ہوا پامال

ابھی اقص نہین ز مانی سی  
 سرو و گرم زمانہ چکھین اب  
 دن جوانی کی گزری جاتی ہین  
 ابھی ہی عشق میں مزا حاصل  
 تاکجا ملک مال میں کاٹن  
 تاج اور تک کب تلک دیکھین  
 رہین کب تک مثال سرو آزاد  
 گل رخ کب تلک نہوتازہ  
 سرمہ کب تک گہلا میں آنکھوں میں  
 اپنی بلبل کو کب تلک چھوڑین  
 عیش میں کب تلک ہوں بیچ  
 تاکجا غوہ حسن پر ہم کو  
 اپنی قمر کی دل کو کر دین شاد

ڈر نہین دل کو جان جانی سی  
 اب نہ چکھین کی تو ملیگا کب  
 روز پیری کی دوڑی آتی ہین  
 بعد چند ہی ہوتا تو کیا حاصل  
 زر فقیر و نکو کب تلک بائین  
 کب تلک دورہ فلک دیکھین  
 سین قمری کی کب تلک فریاد  
 مونہ پہ کب تلک ملا کرین غارہ  
 حسن کب تلک پہلا میں آنکھوں میں  
 کب تلک اوسی مونہ کو ہم موڑین  
 ساغر عیش کبھی کب تلک نوش  
 تاکجا عیش میں یوں خوش ہو  
 عشق میں آپ ہی بنیں شمشاد



ہوا جس وقت صبح کا ترکا  
 بلبلین آکی بولین شاخون پر  
 آنکھیں یکبار گھل گئیں سبکی  
 بہینی بہینی وہ روشنی اوجھا  
 اوسکی قطریں مین تہی پونچ  
 آئینہ لکلی ہاتھ مین کوئے  
 گوئی کرتی تہی محرم اپنی دست  
 ویکھر کوئی اپنی بازو کو  
 گوئی ناویسے کی سیکل کو  
 گوئی نفی مین دیتی تہی حشمت  
 بن چکی جب وہ سب پر پی چری  
 شوخو نسوہ چکپاتی ہو مین  
 مھر پرور کی پاس پہنچن جب

پتا ہر ایک ہو اسی جو کھڑکا  
 اونکی آوازیں یک یک سنکر  
 روشنی تہی بان عجب ڈھب کے  
 اور درختوں پہ بلبلونکی صدا  
 موتیوں کا گمان تھا یکسر  
 مستی ہو ٹونکی اپنی دیکھتی تھے  
 ڈھیلی بند و نکو کر لیا چہیت  
 کھینچتی تھے کمان ابرو کو  
 دیکھتی تھی کہ دل میرا خوش ہو  
 نا ادا کیجی واجب و سنت  
 قصر پر یک یک ستار می چلے  
 ناز و غمزہ عجب دکھاتی ہو مین  
 عہدی اپنی لئی ہوئی تھیں سب

کہڑی ہتی آیتھ لئی کوئے  
 کوئی رومال ہاتھ مین لیکر  
 جب گہلی آنکھہ مسر پرور کے  
 نہ لیا آیتھ وہ پر او سینے  
 ہتی جو کیوڑی کی نہروہ لہریز  
 بیٹھ کر او سکی بس کناری پر  
 آنکھیں جو ہتھن خمار آلودہ  
 ہاتھ دھونی لگا وہ غیرت ماہ  
 دیکھا ہیر کی ایک انکوٹھی کو  
 مہر دیکھی نہ ہاتھ مین جدم  
 ایک تچہ فی او سکو بس گہرا  
 کہا انگشتی پیہ ہی کسکی  
 عرض کی سب فی کیا مجال پہلا

کوئی کشتی مین ہتی لئی گنگھی  
 ہتی گس ران وہ مہر پرور پر  
 آیتھ ایک او سکو وینی لگی  
 نہر کی راہ لی مگر اوسنی  
 جسکی خوشبو بھی ہتی بلا انگیز  
 مونہہ کو دھونی لگا وہ رشک  
 دھو کی اونکو ہوا وہ آسودہ  
 پڑی اونگلی پیک بیک جو نگاہ  
 کہ نہ کہتی ہتی مثل اپنا جو  
 کیا کہون او سکا کیا ہوا عالم  
 ناز مینو کی سمت مونہہ پھیرا  
 مہر اونگلی سی مہر کی سنی لی  
 ہنسی دیکھی نہین وہ مہر شہا

حکم شد فی دیا تھا ہنگو جب  
 کیا بہلا اپنی تاب اور طاقت  
 کہا ڈھونڈو پلنگ پر جا کر  
 تو کروں کا نہال تم سب کو  
 ڈھونڈا جا کر پلنگ پر سب فی  
 تھک چکین جب وہ ڈھونڈ کر سارے  
 کی بہت سی تلاش انگوٹھی کی  
 مہر کا جب نہ کچھ پتا پایا  
 کہا کم بخت چور تھکا کیسا  
 سو نہ کا وہونا ہی جب گیا وہ پہو  
 پہروں پر جا بجا یہ پوچھوایا  
 سخت حیرت ہی ٹھگو ہون شش شد  
 عرض کی پھر ڈالون فی ہی ہی

قصر کی نیچی آئی تھی ہم سب  
 جو گوارہ کرین یہ ہم ذلت  
 مہر دوگی اگر میری لا کر  
 کہین ایسا نہو پلنگ پہ ہو  
 مہر پر کسطح سی اوٹگو ملی  
 مہر پروری سی یون کہا واری  
 پر نہ ہنگو پلنگ پر وہ ملی  
 مہر پرور کمال کہہ دیا  
 لی گیا یہ تو میری دل کو چڑا  
 بس تجس من ہو گیا مشغول  
 کچھ ٹھکانا انگوٹھی کا نہ لگا  
 لی گیا چور محض کو کیونکر  
 چور کا کھٹکا کچھ نہیں ہی ذری

کیا بہلا طاقت ای شہ جم جاہ  
 ہاں مین مین لگانی ہو جو رنگ  
 آسان پر سی یاد و آیا ہو  
 دخل کیا گوئی جائی باہری  
 یہ بیان چکی والو نکا جو سنا  
 خادمان محل نبی چہانا یاغ  
 و ہوتد کرجب ہو وین سب چار  
 کہین اصلاً تیا نہین معلوم

باغین ہم جو چو رگو وین راہ  
 پرین اسین ہی اپنی عقین ونگ  
 یا ہوا بنگی وہ سہا یا ہو  
 ہم سرکتی نہین ہین در پر ہی  
 بولی ج طرح ہو لگا و پتا  
 مہر کا پر لگا کہین نہ سراغ  
 عرض کوئی لگین نہ آخر کار  
 دفتہ مہر ہو گئی معدوم

### بہتر ارپودن سارے دور تلاش ہو

ساقیا پھر وہی شراب چلی  
 عشق نبی کی نہین ابھی تاثیر  
 یہی کہتا تھا شاہ نیک اختر  
 کسی چالاکی آج نہیہ کی ہے

وہی پھر جام لا جواب چلی  
 ابھی حالت نہین ہوئی تغیر  
 نکمادل میں کچھ ہی خوف و خطر  
 کسی انگلی سی مٹھری لی ہی

اور پہنائی اپنی انگشتر

تہا لب نہر ایسی حالت میں

نہ خبر سر کی ہتی نہ پاؤں کا ہوش

بہی کہتا تھا کیا یہ کام کیا

دل چڑا کر تولی گیا بسیرا

ہتی کرو رو نہین در ہم و دنیا

اری کم بخت زریا ہوتا

کیا سروکار میری محسوس تھا

یہ پر کیا ہنسی کا علم تھا جہن کا

بخت احو صمد بشر کا نہیں

ہی یہ طاقت کہ میری انگلی سی

دیکھا ہو گا مجھی برہم نہیے

بہی کرتا تھا دل میں فکر و ملال

ہای بالکل ہوئی مجھی نہ خبر

عزق تھا یعنی بحر حیرت میں

بیگلی سی تھا دل میں جوش و خروش

واہ اسی چور کیا ہی نام کیا

ہای کیونکر پتا لگے تیرا

مہر میری تھی کیا تجھے درکا

کوئی مہر و بشر لیا ہوتا

ہای کیونکر لگی اب اسکا پتا

نکھر میں تیرا کون نام کن کن کا

کام یا ہر کا ہی یہ گہر کا نہیں

گوئی خادم جو مہر میری لی

ہوا دشوار اب تو رہنا نہیے

ہای ای چور تجھ کو کیا ہی خیال

پاس آیا نہ کچھ تباہیہ کا  
 پاؤں کس طرح تجھ کو اسی کم نخت  
 کہی پہر دل میں اس طرح کہتا  
 کہو صورت کا کیسا وہ ہوگا  
 پار ہوتا تھا دل سی فکر کا تیر  
 کروں اس کو اسیر میں کیونکر  
 عشق کا ہی خیال کچھ آتا  
 کہی کہتا یہ کیسی الفت تھی  
 مجھ کو شہدہ لڑکے کی طرح  
 فہمیکر نکد جو کام میں تھا  
 مھر پرور کا حال یہ ہو چکا  
 نہ رہا حال دیکھ کر یارا  
 کوئی کہتی تھی کس سی ہی مانوس

اپنی دولت کا میری شاہی کا  
 سنگدل ہی تیرا جگر ہی سخت  
 ہی انگوٹھی کا جسکی نمک ایسا  
 یوں تشفی وہ دل کو دیتا تھا  
 کہی کہتا تھا کیا کروں تدبیر  
 ہا ہی کس طرح پاؤں او کی خبر  
 فکر ہوتی طال کچھ آتا  
 کیا نقطہ مہر سی محبت تھی  
 مجھ کو شہدہ لڑکے کی طرح  
 فہمیکر نکد جو کام میں تھا  
 مھر پرور کا حال یہ ہو چکا  
 نہ رہا حال دیکھ کر یارا  
 کوئی کہتی تھی کس سی ہی مانوس

کیسی کم بخت تھی یہ انکشتہ  
 گوئی کہتی تھی سحر کا ہی کام  
 گوئی کہتی تھی ہی ز بس بھولا  
 ہم سی لی عقل کرتا عشق اگر  
 پر خدا جانی عشق اسکو ہی  
 دیکھو دور روز میں کہلی کا نیبہ  
 مہر پرور کی ایسی حالت ہی  
 یوں لب نہرو و پھر گزری

چین او سکو نھین ذرا دم بہر  
 محضر پرور کو کر لیا ہی رام  
 فکر کا دفتر اس لی کہولا  
 کیون بھلا پتیا اپنا خون جگر  
 یا اثر کر گئی ہی اور ہی شی  
 عشق کر ہی تو پھر چٹی گا کب  
 کہ مذمت پہ ایک مذمت ہی  
 دیکھیں کب چور انکا انکولی

باجم شہزادہ کے ہاتھ میں تھامندے ہوئے  
 جو کہ ہر وقت سوز و گداز سے

چلی ساقی شراب کا پھر دور  
 مست ہو کر گرین جو ہو کچھ کام  
 می کشی مین نہ ہووی اب تاخیر

شربت وصل مین نہو کچھ اور  
 بخود می نہو نگلی چسپہر بدنام  
 ہم سی رند و نگلی ہی یہی تدبیر

ماه پروین کا حال کچھ لکھ دوں  
 پہنچی اپنی مکان میں جسم  
 صدقہ و شہر ہوتی تھی  
 کہتی تھی ہای ای فلک تحسین  
 کیسا جا کر ہنسنا ہی یہ کم نخت  
 شب بہر اوس ماہ کار ہایہ نگ  
 یادِ مژگانِ عاشقِ بقیاب  
 مثلِ تصویرِ چپ و ہسینہ نگار  
 آرزو واضعِ تاب و لکی مرید  
 چشمِ بخواب و قفِ بیداری  
 صبرِ شیدا ی بقراری دل  
 شبِ نمکی تو شکل سی ہی وہ ماہ  
 دفعۃً دیکھ کر رخِ شبِ غم

عشق سی آشنا قلم گو کروں  
 کیا کہوں کیسا اے سکا تھا عالم  
 مانتی کب تھی یہ تو روتی تھی  
 کیون نہ میں لکوا ب کروں نین  
 کیونکر آسان ہو گی شکلِ سخت  
 تیغِ وقت سی ل ہو اچورنگ  
 نشترِ تیز تھی پی رگِ خواب  
 زانوئی غم سی آشنا خسار  
 شوقِ گلچینِ باغِ حسرتِ دید  
 سوزِ جان در پی دل آزاری  
 ضبطِ قربانِ خاطرِ بسمل  
 خوابِ مین ہی کہی نہ تھی آگاہ  
 ڈر گئی وہ مہ سپرِ چشم



گاہ ہم صحبتو نیسے کہبہر اک  
 شبِ فوقت اسی کو کہتی ہیں  
 جان لیتا ہی کام اسی شب کا  
 جبین بچی نہیں ہی ہی وہ شب  
 ہی بلائی نہ اے یار یہی  
 یہی ظالم بسرِ نھین ہونیتے  
 گاہ کہتی ہتی وہ شکستہ جگر  
 پہلی ہوتی ہیں وصل یار سی شاو  
 سو یہاں وصل تو نصیب کہاں  
 کیا بلا آسمان اندھا ہی  
 صبح کو مانکو حبیب کیا مجرا  
 کہا صدقی ہو زہرہ اسی پردین  
 کہا ہی خیر والدہ صاحب

پوچھتی ہتی گہڑی گہڑی وہ قبر  
 لوگ آفت اسی کو کہتی ہیں  
 شام بلبل ہی نام اسی شب کا  
 شب بیمار ہی اسی کا لقب  
 ہی شب اولِ مزار سے ہی  
 اسی شب کی سحر نہیں ہوتی  
 ہمتو سنتی ہتی سب سی یہ اکثر  
 بعد ہوتی ہی حشر کی بیدار  
 دیکھنی کا بھی رہ گیا ارمان  
 ظلم میں ہی نہیں سلیقا ہی  
 مانی دختر کا دیکھ کر نقشا  
 کیا ہوا آج کیون ہی تو غمگین  
 پر کہا دل میں تم کو کیا حساب

عجز کی مافی خیر ہی مان  
 بہاگی او سحاسی اولٹی پاؤن پہر  
 آنکھ پر نہر کھلکی روتی تھی  
 اری کنجست یہ نصیب کہان  
 جب کہا ماہ و شش فی کچہ کہا لو  
 تمہیں تلاء کہا و ن کیا کہانا  
 نہ تول کو قرار آتا ہے  
 اپنی حالت پہ آب حیران ہوں  
 کچھ ہی اپنی کئی کی للج مجھی  
 نہ تو بخود ہی دل ہو شمعین ہی  
 دل کو جو وقت آزماتی ہوں  
 صبر و دل طالب اجازت ہی  
 حبیب امن کی ہاتھ سائلین

کہا دلین کروں ہ خاک بیان  
 بستر غم پہ آن کروہ گری  
 بار بار او سکی صدقی ہوتی تھی  
 مین کہان اور میرا حبیب کہان  
 بولی ہنسر کہ بوجہ مت ٹالو  
 ہی حرام اب تو آب اور دانا  
 نہ وہ شوخ نگار آتا ہے  
 کچھ تو ہی رنج کچھ پشیمان ہوں  
 کچھ نہیں سو جہتا علاج مجھی  
 پر مئی شوق دید جو شمن ہے  
 تو بہت بیقرار پاتی ہوں  
 شرم کا ہی پیام رخصت ہی  
 پاؤن وار فکلی پہ مائل ہین

آو سوزان کا ضبط بہاتا ہی	ٹہنڈ ہی سانسوئی بٹ بہاتا
طائرِ خواب شکل غما ہے	رات و دن چشم مٹتا واہی
اشکِ خونِ رنگ لایا چاہتا ہے	گریہ طوفان اوٹھایا چاہتا ہی
دردِ دل سینہ زوری کرتا ہی	ضعف طاقت کی چوری کرتا ہے
کم نصیحت نہیں ہی گالی سی	ہی بہت شوق خستہ حالی سی
دل سبقِ بخود سی پڑتا ہی	وروسی ارتباط بڑھتا ہی
طوف و زنجیر ہنوں ہی ارمان	وحشتِ دل ہی سلسلہِ جنان
گھر نہیں کا لاجلِ حنائی ہی	تیرہ نظر و نین اب زمانہ ہی
بہاتا ہی وحشیوں سی یارانہ	دل ہی شتاق سیر ویرانہ
گنجِ کمرہ ہی بدتر ازِ محبس	مرغِ جان گو ہی خانہ باغِ قفس
چھکی لگتی ہی شورِ لبیل پر	رونا آتا ہی خستہ گل پر
اقربا کا لحاظ و پاس نہیں	دل ٹھکانی نہیں جو اس نہیں
غرض ایک دل ہزار آفت ہی	تم سی محبوکہ جہانِ امت ہی

گاہ کہتی تھی وہ گل رعنا  
 دل لگانی مین پیہ ہی ہوتا ہی  
 ہم تو واقف نہ تھی کہ کیا ہی  
 بولی بی لطف ہو کی وہ کم گو  
 کتنا دیتی ہو تھوڑی بات کو طول  
 کیونچہ بانی مین گہن لگاتی ہو  
 سچ سچا ہی کیا میری چڑہ  
 سستی تو عقل ہی میری حیرا  
 کل تو دیکھی ہی یار کی صورت  
 آج شکوہ فلک کا ہونی لگا  
 ہوشکی اپنی کچھ دوا کیجی  
 دن بدن ای مہ سپہر غرور  
 تم ابھی تک ہو ویسی ہی دان

لوگو تباہ و از برای خدا  
 آدمی جان اپنی کہوتا ہے  
 کونسی شے ہی کیا بلا ہی عشق  
 بی تہاری تو کچھ عجیب ہی خو  
 گوشت کہانی سی رات دکھ لیا  
 جان کیون مفت مین گواقی ہو  
 اتنا اظہار عشق ہی چڑہ ہی  
 ابھی کی روز کی کھڑی میریجا  
 چار دن ہی ہو ہی نہیں جیت  
 عشق لطف شباب کہونی لگا  
 بات کچھ سوچ کر کہا کیجئے  
 آدمی سیکھتا ہی عقل و شعور  
 عقل کی بات کچھ کری انسان

کارخانہ ہی یہ تو الفت کا  
 تم ابھی سی ہو جان کی در پی  
 گوئی صاحب کہاں تلک سمجھا  
 اسی پر سی آدمی وہ بات کری  
 اتنی اچھی نہیں ہی خود دیکامی  
 تنکو کیا جانی کیا ساسی ہے  
 کہا نا کہا لی بھسانہ یہ ٹھوسی  
 کہ نہ ہکان اپنی دل گو تو  
 وہ یہ حالت کری سن ابھی  
 دیکھی جو گوئی آنکھ سی اپنی  
 بات کر وہ نہیں جو ساری عمر  
 اتنا غم ہی ابھی سی ابھی  
 رہی حالت جو صبح و شام یہی

روز یہاں سامنا ہی آفت کا  
 انتہا کا خدا ہی حافظ ہے  
 کون بک بک کی روزِ مغر پہرا  
 تاکہ سنکر نکوئی نام و ہری  
 پابہی کچھ لحاظِ بدنامی  
 کون سی بات دل میں آئی ہی  
 اری پہر چلنا رات تو ہولی  
 رکھتے پُر ارمان اپنی دل کو تو  
 جسنی معشوق گو ہنو دیکھا  
 تو ہی بیفائدہ یہ رنجِ دلی  
 کیون عبث کہوتی تھی پیارِ عمر  
 ڈر یہ ہی آگی ہو گا کیا نقشا  
 کاہیکو دشمنوں کی جان بچی

ابھی کہنی ہیں در د و غم سینا  
 دل اگر خوش ہی تو یہ سب کچھ ہی  
 ماہوش جتنا اوسکو سمجھاتی  
 ہتی نہ بس فی شعور و صاحبِ خوش  
 یہ مبادا کوئی بیان سن پائی  
 باری مہوش فی خوب سمجھایا  
 اوسکو بہلایا کی دساری دن  
 آسمان پر سی جب چلا خوشید  
 ایک خوشی کی ہوا جگر پہ چلی  
 کب شبِ زلف میں تہا فرق اظہار  
 شعلہ پیدا تھا دودِ پیمان میں  
 شبِ تاریک میں سحر تہی بنان  
 بال باندہا ہی زلف کا مضمون

واری اچھا نہیں ہی یون رہنا  
 ہو جو رنجیدہ تو یہ کب کچھ ہی  
 اور یہ دل ہی دل میں کہہ اتی  
 کہا موقوف کر یہ خوش و خوش  
 جان پر دشمنوں کی آفت آئی  
 لاکھ وقت سی کہا نا کہلوا یا  
 کٹ گیا رنج و غم سی باری دن  
 مہ و انجم کی کہل گئی سب بہید  
 جلدی جلدی بسا و تہہ کی گنگنی کی  
 پوچھتی ہتی سحر کی تہی آثار  
 نہر جاری تہی سب بستان میں  
 طور برپا ہتی جوی شیروان  
 چامون جس پیچ سی مینش دن

زلف تہی جدولِ بایں سحر  
 و دشتِ گاہِ مجنونِ تہی  
 سبیلِ باغِ پرہی طہ تہی  
 حلقہِ حلقہ نہیں پر افشان تھا  
 چین کیوختن کی گھیلن میں  
 صفتِ جد کیجی موزون  
 و پنی چونی کند ہی ہوئی شفا  
 صاف چونی سی آشکارا تھا  
 تہی وہ پیشانی ماہ کا ٹکرا  
 اسکی پیشانی کر رہی تہی بان  
 چین سیا تہین نور کی لہرین  
 چین ایک اک تہی عکسِ موجِ گاہ  
 رخ تھا تفسیرِ صورتِ والفجر

زلف تہی کیوہی شبِ سحر  
 طہ زلف آہِ مجنون تہی  
 موجِ نکہتِ نقشہ تہی  
 گوچہ زلف میں چراغان تھا  
 دلِ صد چاکِ قیسِ نالان میں  
 گوہی چونی کاڈ ہونڈ ہی مضمون  
 فقری وہ پڑا ہوا موباف  
 ایک و نالہ دار تارا تھا  
 زلف کی نیچی تھا بلا ٹکھڑا  
 صاف ہی عکسِ ماہِ چہین عیان  
 گلشنِ رخ میں تہین وان لہرین  
 و فقرِ حسن پر تہی بسم اللہ  
 نون ابرو تھا آیتِ والفجر

زلفِ مین یون تہا وہ رخِ انور  
 خالِ رخِ چشمِ حور کا تل تہا  
 غوہ کرتی تھی چشمِ و ابرو پر  
 میری پتلی تو جان لیتی ہے  
 کون سی بات میں بہلا کم ہوں  
 تو کری کر مقابلہ مجھے  
 پر ہی شدت سی یہ تو امر بعید  
 بیتِ دیوانِ حسن تھی ابرو  
 بھر شمشیر ابروئی بُران  
 فتنہ محکومِ چشمِ جادو تہا  
 گلِ گلستہ و فانا نکمین  
 سحر و جادو میں تہیں انگلیں طاق  
 جھپ جاتی تھی جسنی گس باغ

جیسی آغوشِ شام میں ہی سحر  
 یا سویدایا دید و دل تہا  
 کہتی تھی خلق میں نہیں ہمسر  
 و وساییم جواب دیتی ہی  
 سحر و آفت ہوں قہر ہوں سم ہوں  
 تو تو حاضر ہوں لڑیکو تجھی  
 وہ کری او سکی کس طرح سی دید  
 طاقِ دیوانِ حسن تھی ابرو  
 گردشِ چشم تھی برنگِ فشان  
 حور ایک پیشکارِ ابرو تھا  
 ز گس گلشنِ حیا آنکھیں  
 قتلِ عاشق میں شہرہ آفاق  
 ملکِ خجی کی تہیں چشمِ چراغ



لیکن یہ کہلی دست اگر دیکھیں  
 خیر کی چشم کس پر کرتی ہے  
 ہین حلب کیسی آئینی رخسار  
 کس چمک پر بھار عارض تہیہ  
 کو کبِ خال عارضِ تابان  
 دیکھ کر نوزِ عارضِ رنگین  
 صائقہ جسکو کہتی ہی و نہا  
 او کو اسبابِ زہیب کرتی تہیہ  
 ہتی نہ و نہالہ وارِ چشم نگار  
 ترکشِ تیر تھا وہ و نہالہ  
 ناوکِ خطا تھا تیر مرثہ  
 کیا صفت کیجی نوکِ مرگان کی  
 صفتِ مرگان فی کامِ ایسا کیا

جامِ رُہی ہین طاقِ ابرو مین  
 واسطی کسکی دکھ یہم بہرتی ہی  
 ہین لبِ لعل او سکی شکر بار  
 حیرتِ آئینہ وارِ عارض تہیہ  
 اختہ طالعِ مہرِ کنعان  
 آئینہ شرم سی ہون خانہ نشین  
 ایک شرارہ تہا برو عارض کا  
 بوسی لیتا تھا غارِ رخسار  
 کمرِ ترکِ چشم مین تہا کٹا  
 گنگی شمشیر تھا وہ و نہالہ  
 اک خدنگِ قضا تھا تیر مرثہ  
 تشہِ خون ہتی ہر مسلمان کی  
 کہ ورقِ دلکاشِ ولت ہی یا

سَرمہ آنکھو غین بس گہلائی لکے  
 بینی انگشتِ قدرتِ یزدان  
 بحرِ رخِ مینِ ہتی عیان بینی  
 بینی و رخ پہ تھا نیا جو بن  
 تنگِ حور و نکا ایسا کم تھا دہن  
 دیدہ مورد آبِ حیوان تھا  
 سرا سرا غیبِ دانی تھا  
 لبِ جان بخش کا جو صفت لکھون  
 تیغِ مصری ہتی دابِ شیرین  
 شہرِ طائرِ تبسم تھے  
 ہتی اثرِ مینِ ہ ہی لب پر نور  
 لبِ فہ شمعِ زبان کا شعلہ ہتی  
 باغ ہو طوطی شکر لب ہو

ورو و غم یاد سی ٹھلانی لکے  
 ہتی ہر امی نشانِ دہی بان  
 کشتی ابرو ہتی باد بان بینی  
 شمعِ سورج نکھی مین تھی وشن  
 قفلِ دروازہ عدم تھا دہن  
 حلقہ حاتمِ سلیمان تھا  
 غنچہ باغِ لن ترانی تھا  
 کھلی آبِ حیات سی کر لون  
 جہِ جانِ عزیز دی شیرین  
 یال لبِ نو سے کلم تھے  
 نوش دار و پئی دل پر نور  
 آتشِ رنگ پان کا شعلہ ہتی  
 وہ نہوئی تو جشنِ پیر کب ہو

جب دہن میں زبان ہو صرف سخن  
 لبِ نازک پہ کب مسی تہی نمود  
 دیکھی مسی ملی جو او سلی ہونٹ  
 یللم اوں ہونٹو نسی ہو ہمسر کب  
 کہی جو ہر شناس طبعِ نفیس  
 دانت وہ موتی کی کلیان تہی  
 گوہرِ معدنِ تکلم تہی  
 پاری آئینہ حلب کی تہی دانت  
 صاف ہنسنی فی عقدی کہولی تہی  
 ناشپاتی تھا او سکا سبِ ذقن  
 وضع چاہ ذقن بلا کی تہی  
 تل ذقن پر نہیں ہویدا تھا  
 گوشِ نازک تہی پارہ الماس  
 پشت لب سی عیان ہوئی سخن  
 عکسِ مرگان سی ہو گئی تہی کبود  
 برگِ سوسن چبائی اپنی ہونٹ  
 مسی آلودہ دیکھ کر وہ لب  
 تیغ لب پر دیا مسی فی کیس  
 دانت ہیر کی صاف کنیان تہی  
 جوہرِ خنجر تبسم تہی  
 قطری یا آبِ تیغ لب کی تہی دانت  
 دانت ابر مسی کی اولی تہی  
 نازکی کہاتی تہی فریبِ ذقن  
 باولی گلشنِ صفا کی تہی  
 ماہِ نخبِ کنوین سی نکلا تھا  
 دوستاری قمر کی تہی چپ راس

وہ بنا گوش تہا سارہ صبح  
 گردن ایک موتی تہا صراحی  
 رشک نور سحر تہا نورِ گلو  
 ہی گلا یا کہ ہی صراحی می  
 غب غب او سکا ہی کل یہ تیار  
 صاف جلد بدن تہا آئینہ سان  
 ہاتھ آیا ہی پہہ نیا پھلو  
 شلخ نخل گل لطافت تہی  
 دست رنگین تہا رشک پنچہ حور  
 دست رنگین کا رنگ دیکھتا کر  
 سینہ خجالت وہ فروغِ سحر  
 مطلع آفتابِ صبح و صفا  
 نور کی او سکی تہی چہب تختی

یا منور تہا گوشوارہ صبح  
 شیشہ می سجھتی مٹی می خوار  
 شمع بزمِ سحر تہا نورِ گلو  
 می الفت سی بس لبالب ہی  
 بوسی لینی مین کچھ نہیں تکرار  
 حرف باتوں کی تہی گلہبی عیان  
 پنچھی تہی وہ ساعد و بازو  
 موجبہ لہٰ نزاکت تہی  
 اونکی اونگی تہی مثل شعلہ طور  
 رنگ یا قوت ہوتا دستِ نگر  
 نور افزا ہی چشمِ شمس و قمر  
 ماہتابِ شبِ براتِ ضیا  
 قہر تہی چہا تون کی ہی سختی

کوئی شی اسقدر نہیں ہی کرخت  
 سحر کی قہقی وہ پستان تہیہ  
 ہی یہہ مصنوع دل پسندیدہ  
 آئینہ صاف ہتی ہ جلد بدن  
 شکم ابدار نخبہ طلسم  
 چشمہ نور تھا لطافت میں  
 نئی موی کمر کی ہی یہ مثال  
 اپنی نظر و بین تو وہ موی کمر  
 گم بھان پر جو خضر عقل بشر  
 یا تھا موی میان غیرت بدر  
 کمر نازین میں ناف اسطرح  
 دم نظارہ شک یہ ہوتا تھا صا  
 ہای پایا تھا کینا کمر کو لھا

دل ظالم سی ہی سوا تہین و سخت  
 جفت سرخاب آبجوان ہتی  
 نور سینہ ہوا تھا بالیدہ  
 منعکس و طرف تھا سبب و قن  
 صاف تھا آسمان شہر طلسم  
 قرص کا فور تھا صباحت میں  
 لوح الماس میں پڑا تھا بال  
 دیدہ ناف کا تھا تار نطر  
 بادہ راہ ناز کی تھی کمر  
 سایہ موی کیوئی شب قدر  
 سیم لفظ کمر میں ہی حبطرح  
 عارض حور میں گڑھا ہی کمر ناف  
 سج ہی تھا نور کا کمر کو لھا

ساعنہ ماہ کاسہ زانو  
 و نو ساقین تہین دستون بلور  
 سورج اوس پشت پاکی آگی تہا ما  
 فرش گل پر اگر چلی وہ نگار  
 دم رفتار پشت پایی صنم  
 قد تہا وہ نو نہال گلشن تاز  
 نخل باغ مرا وقامت تہا  
 کردار و اوسکی دیکھ لیتا چہاں  
 اوسکی سرکار حسن خوبی کی  
 تمکنت اوسکی باندیوں کا تہا کام  
 عضو ایک اک بد نکاحست و کداز  
 موزون ناز و غرور و غمرا تہا  
 دیکھنا ناز کا محل جس جا

ساق پادست ساقی مہر و  
 و نو ساقین تہین شک ساعدہ  
 اوسکی تلوی کا ایک جواب تہا چاند  
 رک گل پشت پایی ہو انہار  
 صاف و کھلاتا روی نقش قدم  
 کہنی سر و حدیثہ اعجاز  
 چلنا ہنگامہ قیامت تہا  
 پہنر کہتا کہنی میں یہ وہ پاؤں  
 اک نکھار ہتی ملاحست بھی  
 ناز و انداز خانہ زاد و غلام  
 رخ بلا قہر اداستم انداز  
 جس قدر چاہی بس اوتنا تہا  
 اک ادا سی دین ادا گرنا

ختم کرنا ستم ستم کی جگہ  
 غمزدہ شہر زنِ گِ جان تھا  
 قتل کر نیکی یا د سب گہا تین  
 بانی غمزدہ و کرشمہ و ناز  
 روزِ مرہ بہت فصیح و لطیف  
 شوخ و طرار بات بات میں  
 کیا بیان کُجی کہ کیا تھی وہ  
 نئی جوڑی پہرا و سنی منگوائی  
 پہنو انجن سی ایک جوڑا نیا  
 بولی مہوش مجھی نہیں درکار  
 تیری ہی واسطی مہی زیبا  
 ماہ پر وین فی جوڑا اک پہنا  
 کتنی سچ درج سی ٹیکہ میاں

رحم کہا نا اویسے کرم کی جگہ  
 بہر دل ناز تیغِ بُراں تھا  
 غیرتِ سحرِ سامری باتین  
 موجدِ طرزِ عشوہ و انداز  
 سنی سببان تو دل میں ہی  
 آفتِ روزگار و فتنہ دہر  
 غرض اک قدرتِ خدا تھی وہ  
 بولی مہوش مجھی نہیں بیانی  
 بانگِ سیر کو چلو ہمیں  
 تمہیں شاکر رکھو طیار  
 بس مہ جامہ ہی تہیہ قطع ہوا  
 جا بجا تھا قرنی سے کہنا  
 کس قدر زرق برق تھی پوشاک

سادگی پر وہ سادہ روخش تھی  
 نشہ تو بادہ جو اپنے کا  
 جسکی پر تو سی چادر مہتاب  
 عشق سچاں تھی صاف آئینہ  
 موج میں جامدانی کی چہر یان  
 گوٹ لودات کی ہ نور آگین  
 چسک او سمین ہ کب تھی جلوہ  
 جلو ی کھلا رہی تھی یون چسک  
 سوسنی گلچ کا وہ انگر کہا  
 بدن او سمین سی یون تھا نور افزا  
 زرد اطلس کی گوٹ جلوہ نما  
 نور آگین ہ تنگ ویت انگیا  
 وہ گلانی کٹوریان او سکے

کتنی وہ وضع او سکی دلکش تھی  
 اور دوپٹہ جامدانی کا  
 چاک ہووی کٹانکی طرح شتاب  
 نخل قامت پہ چڑھ گئی تھی بل  
 یون گل افشان تھیں جیسی پہلہ پان  
 لودہر ایک تھی لب شیرین  
 موجہ رنگ گل تھا دامن گیر  
 جیسی ابر تنک میں نکل دھنک  
 اور وہ باریک تھا حریر آسا  
 چاند پر جیسی اودی اودی گہنا  
 صاف ہر رنگ عاشق شیدا  
 سب طرح قطع میں رست انگیا  
 رگ گل کی تھیں ڈوریان اوکی



جو کٹوری کا او سکی بنگلا تھا  
 پائیمامی کا گلب ن گلزار  
 ہر گلی پانچی کے غنچہ گل  
 یون بنت گو کہر و تہا او سپہ عیان  
 گو کہر و وہ در لیں الفت کو  
 موتیوں کی بنت بھی نہ مایاب  
 چمکی ایسی چمک مک کی تھی  
 کرن اس نور کی منور تھی  
 سنبہ اطلس کی پانچو نین ہ گوٹ  
 ہر چمکی کی او سپہ یون تھی عیان  
 ساق لور او میں پتی تھی نین لمع  
 طول کیا پانچو نکا عرض کوون  
 شیفہ پٹی کا برتن انگن دل

دل گشا کو ہٹی کا نمونہ تھا  
 خجری ایک ایک خجروار  
 صاف چڑیان تہین طرہ سہل  
 برق جیسی شفق میں جلوہ گن  
 دین جو تہرید میں تو صحت ہو  
 موتی ایک ایک گو شہ تاب  
 چشم اختر تلک چسکتی تھی  
 صاف مژگان چشم اختر تھی  
 اطلس طور بھی ہو جیسر لوٹ  
 جیسی سبزی پوج آب ان  
 جیسی خانوس سرخ رنگ میں شمع  
 کچھ وہ طول علی سی ہی تھی دن  
 تہا وہ پٹھا سجا ف دامن دل

سلوین اوسپہ قہر جو بن کی  
 نور کا وہ انداز بند و راز  
 سر سی پاتک وہ گوہر خوبی  
 بالیان پہنی وہ مرصع کار  
 بالیان ہجر اوہیری کی  
 دیکھی جب اونکو جوہری فلک  
 تاری گوند ہی پہی جامی مروارید  
 نور چشم نگینہ خورشید  
 عقل اسجا پہ رنگ ہوتی ہی  
 عقد پروین سپہ حسن پہ تھا  
 در شبنم میں ایسی آب کہان  
 پتی کا نون میں تہی جواہر کی  
 سر کی چوٹی کا دیکھ کر طافوس

اور وہ چہرین قیامت آس کی  
 تازیانہ برای تو سن ناز  
 خط میں موتی کی ڈوبی ہوئی  
 ہتی لگی جنین گوہر شہوار  
 ساخت ہی اونکی اس طیری کی  
 محض وہ کی لگائی وہ عینک  
 ہر نگین تھا سوای مرہ ارید  
 پارہ آگینہ خورشید  
 زیب گوش او سکی دہنتی ہی تی  
 یاقوت روی مہر حسن پہ تھا  
 یہ جلا اور یہ لعاب کہان  
 گر و بالکل ہتی جسمین جوتی لکے  
 مار کیو تھا جان سی مایوس

کب و صبح جبین پر ٹیکا تھا  
 کانین موتیوں کی جہالی تھی  
 دیکھ کر زیب گوش ہر جہالا  
 شب کیسو میں سانپ کا من ہی  
 بجلیان کا نوین جڑاؤ تھین  
 بجلیان شک برقت ابر بہار  
 بجلیان و نور برق خرمن برق  
 حلقہ چشم محسوس تھا بالا  
 ہیکل اوس حور کی تھی پر افسون  
 خوشنما کیا تھی اوسکی گولی پر  
 دلی تاحشر رہتی اوسپہ شمار  
 نور تن باز و نہ یون تا بان  
 یہ سنہری تھی اوسکی جلد بدن

سحر حشر کا ستار ا تھا  
 ابر کیسو کی پاکہ جہالی تھی  
 کہی بی شبہہ دیکھنی والا  
 جہاز یا موتیوں کا روشن ہی  
 پھلیان ہیر کی تھین جنین لگین  
 دلی عاشق کو صائقہ کردار  
 صاف تر تھین چراغ دامن برق  
 حسن میں بدرسی بھی تھا بالا  
 غیرت افزای ہیکل گردون  
 دیکھتی اوسکو حور خلد اگر  
 یاد ہیکل گلی کار ریتے ہار  
 تاری جبطح کرد کا کشان  
 تہا خجل نور تن کا بھی گزند

کیا کہون گندنی تھا کیا وہنگ  
 نور کی پور پور وہ چہلی  
 ایک ہی حور کی جو ہاتھ آئی  
 وہ جہانگیران تہین برقِ نظیر  
 تھا گلشنِ وہ نور کا مالا  
 صدقِ حسن کا تھا دُرِ تہیم  
 طوق تھا وہ جڑاؤ گرونِ مین  
 وہ پری بند دستِ رنگین کا  
 حور کیا وہ نگاہِ غلمانِ مین  
 کیا پری بند کی پری ہی نظیر  
 وہ مرصع تھی زیبِ دستِ کری  
 دستِ نازکِ مین تھی کڑی اسطرح  
 شکِ پہ تھا اوپنہ دیکھ کر مینا

ہر نگینہ کا ڈاک تھا وہ رنگ  
 دل عاشق کی چور وہ چہلی  
 شلخِ گل کی طرح وہ گل کہاں  
 قاتلِ ہوشِ جانِ عالم گیر  
 موتی ایک ایک حسنِ مین بسکا  
 قیمتِ او سکی خراجِ ہفتِ اقلیم  
 پڑتا تھا عکسِ بسکا دامنِ مین  
 دام تھا مرغِ جانِ پروین کا  
 عشقِ پیچہ تھا دستِ ضوانِ مین  
 پایِ دُر و حنا مین تھی نجیر  
 بی بہا تھی جواہرِ اوسمین جڑی  
 شلخِ گلِ مین لگی ہون گلِ حطرح  
 ہی زرا آفتابِ پر مینا

صاف گنگن طلائی مھر کی تھی  
جلوہ گر پاؤن تھی کیا پازیب  
زیب پا او سکی کب تھی خلخال  
بہتی زہر و نگار و خلخال  
زیرِ خلخال پازیرِ گل تھا  
بیٹھی جسدِ مہنگی وہ پوشاک  
بولی مہوش سی میری خاطر سی  
صدقی خواہر ہو پہنچہ کہنا  
گر نہ پہنچگی گوئی جوڑا نیا  
خفگی جو میری گوارا یہ ہے  
ماہ پر وین صدقی یہ تجھ پر  
جب تمنا چار ہو کی مہوش ہی  
پر تمہیں یار کو دیکھنا ہی

جلوئی و کش ضیائی مہر کی تھی  
چلن اوسکا تہا دستِ شکیب  
بدر کی گرو ہالہ سان تہا ہلال  
جسکی دیکھی سی ہوئی ل پامال  
شویرِ خلخال شویرِ بلبل تھا  
ہر فرشتہ لگائی جبرِ تاک  
کام ہر چند کیا ہی غلام سی  
نکوئی جوڑا اسی بواپسنا  
رہونگی مٹی اسی بواپسنا  
اسلنی جوڑیسی کسارا ہی  
مان لی کہنا میرا ایچا ہر  
بولی تم کہتی ہو تو یون ہی سی  
میری جوڑی کا کیا پانا ہے

بولی پروین بسے کئی نکر و  
 پہنوجوڑا نہیں یہ باتیں ب  
 زعفرانی اور شاکی اک جوڑا  
 او سکوزیب بدن خشی سی کیا  
 دو نو آپس میں پرگلی ہی طین  
 عشق کا جو خیال کچھ آیا  
 کہا منگو او تخت بس جلدی  
 لاچکو تخت از برای خدا  
 چکی چکی مکر یہ کہتی تھے  
 اچلی یہ ہی سن میں تھی ب  
 پہب گیا تھا وہ او سکی صورت  
 اچکی تخت و وہ جب باری  
 کہا مہوش سی تخت پر ہوسوار

دل نازک پہ غمی سل نہ ہر و  
 دل گوجو بہائی اور ہومر غو  
 عطر او سپر لگا لیا تھوڑا  
 کہا بس اتو خوش جو عین بہینا  
 روی بی اختیار بس پرو  
 دل بیتاب سخت کہہ ریا  
 بولی مہوش ہوئی جس جلدی  
 کہیں موقوف دلا ہو کہنکا  
 رنج و غم عشق میں دہستی تھی  
 کوئی شی وہ نہ کہتی تھی محبوب  
 سب کو حیرت تھی حکی قدرت پر  
 در و و غم بھول یہ گئیں باری  
 کرین پر سوی باغ و دشت گزار

چو کیان پہلی تخت پر دہریان	میشمین پہر اوسپہ جاگی دہریان
کھکشان کی طوط چلی و تخت	ماہ پروین کی جاگی اوسد تخت

ساقیا بد مزاج ہونہ ذرا	یا وہی عشق کا ہین تو مزا
شاہون گو یہ فقیر کرتا ہی	یہ گداگو امید کرتا ہی
نقش اسکا جگر پر آفت ہی	دو ذلونی لئی قیامت ہی
تاج شاہون گا ہی ٹپک دیتا	ملک دل ہی سراج میں لیتا
رنگ اسمین سفید ہوتا ہی	ولی بہت نا امید ہوتا ہی
تیغ ابروسی بس اسی ہی کام	رستمون کو بناتا ہی یہ غلام
بہاتا ہتا جنگی دل کو چنک و زبا	دل جلا کر کیا ہی اونکا کباب
سرخ غصہ میں رہتی ہتی جوسدا	عشق میں پھیکا رنگ اونکا ہوا
شب گیسو تو رات ہی اسکی	کیا کہون جو کہ بات ہی اسکی
بد قماشونسی بازی کھلوا کر	ہمکو دیتا ہی گردشین دروور

ہمتو یکلو بس اپنی ہین فن مین  
 اسکی باتون فی دل کو دہلایا  
 چوٹی جاتی ہین بس میری چٹکے  
 کھیل سار ایہہ آفتاب کاہی  
 کیا دُوری اور کیا تری سبھی  
 پانچ اور سات کیا کرین فلین  
 دولت عشق سی ہین مال مال  
 ٹیپ لیتا ہوں عشق کی جبین  
 کاٹ دیتا ہی یہ ورق ل کا  
 کیا زبردست سی بھلا چارا  
 چکمہ کہتا ہی ہر گھڑی مونہہ پر  
 عشق کا حکم عشق کی ہی بات  
 ہم تو نادار اور ہی وہ شاہ

نذرِ سرفشت میر کو کیوں دین  
 جھکو دریا ہی غنم مین نہلایا  
 حضرت عشق ہین بہت پکی  
 یہہ فسوں مجھ پر ماہتاب کاہی  
 بات اس عشق کی گری سبھی  
 آٹھہ اور چار گو بہرین ل مین  
 سب کو دیتی ہین ہم دو دستہ خلا  
 رنج سہتا ہوں ل ہی سب مین  
 سامنی دل ہی او سکی ایک چٹکا  
 زیر دستو نچا دل ہی آوارا  
 خرب لگتی ہی یہ بڑی مونہہ پر  
 چور ہم ہین ہمین نہیں ہی ثبات  
 ہم جگر سوختہ ہین وہ ہی ماہ



ہاں کلمِ نعتِ عشقِ خانہ خراب  
 اقبال ہم ہوئی ہنسن ہی شعور  
 رنگ اپنا ہی یہ جاتا ہے  
 خیر جو ہونی ہو وہ ہوا سجا  
 بس کیتِ قلم کی باگ کو نموڑ  
 شاعر سی بہرا یہ دل میرا  
 حال کہہ اوس غریب کا ہویا  
 ماہ پر دین کو تخت پر چھوڑو  
 نہر پر تھا اوس طسحِ غمگین  
 کہتا تھا آج چور پکڑون گا  
 چور میرا نہیں گیا ہے کہیں  
 اوسنی تدبیر پر یہ شہرائی  
 نہ رہی آج کوئی کو سہیے پر

دل جلاتا ہی سب کا مثلِ کباب  
 اپنی دل میں ہی عشق ہی کل و فور  
 ورقِ دل خراب جاتا ہی  
 عشق کا بس نکر تو ذکر دلا  
 شاہ کی تذکر کیو بالکل چوڑ  
 نہ سنو غنا بکے تو بہتیرا  
 مہر پرور کا حال کر تو حیا  
 مہر پرور کا ماجرا سن لو  
 عشق اوسکو سکھاتا تھا آئین  
 اوسکو زنجیر میں جکڑ دے گا  
 اوسکو لپکا ہی آئینکا وہ پہن  
 بات ہر ایک سی یہ فرمائی  
 چور ایسا چھوڑو راہ پر

سرِ شام اوسنی فروش کروا کر  
 قتل دروازی مین لگا کر پھر  
 پیدا و سکو مکر کب آتی ہتی  
 نیکمسی چمکتی ہتی نہ پلک  
 رونا آتا تھا رونہ سکتا تھا  
 لب پہ ہر دم ہجوم آہ و فغان  
 شدتِ درد و فرقتِ دلدار  
 سیلِ خوناب چشمِ ترسی وان  
 لب پہ ہر دم و فورِ آہِ جگر  
 پکی پھوڑکی طرح دل مین تپک  
 سب ہتی اپنی جگہ پر غفلت مین  
 دو پہر رات جس گہڑی گزری  
 پھر گہڑی پھر کی بعد کیا دیکھا

ڈالیاں پہو لوئی بھی ہر واکر  
 سورہا بس پلنک پر آخر  
 چور کی پیچی جان جاتی ہتی  
 یاس سی دیکھتا تھا سوئی فلک  
 ضبطِ نالہ یہی ہو نہ سکتا تھا  
 دل مین ابنوہِ سرتِ حرمان  
 غلبہ شوق و حسرتِ دیدار  
 شعلہ انگیز آتشِ خچان  
 ہر گہڑی دئی یار پیشِ نظر  
 تیس زخمِ جگر مین گاہ چمک  
 جاگتا تھا یہ غم کی شدت مین  
 دیکھی کچھ آسمان پر سرخی  
 تختِ اوسمین سی ایک ہوا پیدا

تخت وہ ہی خواہر و زر کا  
اوسپہ دو کرسیانِ مردِ کین  
اون پہ بیٹھی ہین دو پری چہرے  
چھری معلوم ہوتی ہین اسطرح  
زلزین بل کہا رہین ہین چہرئی  
لب رنگین سی پھول جہرئی ہین  
مئی الفت سی آنکھین ہین لہریز  
پلکین سینی پہ نوکِ نشتر ہین  
وہ پر افشانِ چینِ نور آکین  
نورین شامِ زلفِ پر افشان  
کا جل آنکھوئیں ہی وہ نور کا تھا  
چاٹ کر سبکِ سرمہ تیغِ نظر  
لعل لب پر مسی کا وہ جو بن

کار بالکل ہی اوسپہ کو ہر کا  
ہین قرینی سی ایک طرف بچین  
کچھ خوشی اور کچھ ہی غم گہری  
ماہِ کامل کی ہو جملکِ جسطح  
ہی گہن چاند پر لگا یک سر  
عکس اونکی زمین پہ پڑتی ہین  
بہرِ عشاق جامِ زہر آمیز  
کہ کھٹکتی وہ دل کی اندر ہین  
جیسی سیمائی جنح پر پروین  
شبِ انجم سی مہی سوا تابان  
صاف و دودھ چرخِ طور کا تھا  
قتلِ عشاق پر تہی بستہ کمر  
جسطح پہولتی ہی شامِ مین

شوخ کیا رنگِ دستِ رنگین تبا  
 وزو بر کف چراغِ وزو حنا  
 رنگ لایا تبارخ پہ کیا غارہ  
 ہتی وہ اوس جامہ زیب کی پوشا  
 وہ ڈو پٹہ تھا ووش پر رتا  
 کرتی انگیا کی پی وہ تیاری  
 جلوہ اوسکا جو دیکھی جو رجان  
 نارِ جنت پہ بہرِ خطِ نظر  
 ناز کی اوسکی کسا بیان میں آئی  
 پایجامہ وہ پر زراطلس کا  
 کیا رقم اب ثنائی زیور ہو  
 سر کا چھپکا تھا یا تھا سایہ فگن  
 ٹیکا ماتہ کو کب تابان

آبِ یاقوت میں گندہی تھی حنا  
 کہات میں نقدِ دل کی بیخ و سا  
 شفقِ شام زلفِ تھا غارہ  
 گرد تھی جستی اطلسِ افلاک  
 جسکا تارِ شعاع تھا ہر تار  
 کس قدر وہ کٹوریاں بہاری  
 طعنِ غالب ہی ہوا اوسی پہ گمان  
 تہیلیان میں چڑھی ہوئی پر زرا  
 جو کہ دستِ خیال سی طباہی  
 اطلسِ طور سی چمک میں سوا  
 کہنی کانِ جواہر اوس گل گو  
 سنبستان پہ موتی کا چمن  
 زیبِ صبحِ حسین پر افشان

وقتِ جشنِ کهنینِ شایانِ ہی  
 زِیبِ گوشِ او سکی و مرصعِ کان  
 گردِ تہی او کی نور کی وہ گہر  
 بالیانِ کب تہینِ گوشِ ریابین  
 بجلیانِ کانوں میں تہ تانبہ  
 حلقہ گوشِ بالہ سان پر تاج  
 زورِ چنپا کلی پہ او سکی بھاء  
 و ہلکے کی یون شکم پہ جلوہ کنان  
 جوشنِ ایک ایک نجمِ آسا تھا  
 اکون پر بازو و نکی وہ جو بن  
 پہوچیانِ جو دستِ سچ پائی  
 دستِ بند او سکی و تراکتِ زنا  
 وہ طلائی حسین بند او سکا

بزمِ انجمِ مین ہرہ رقصانِ ہی  
 صد فِ گوشِ تہی کمرِ ہر کی کان  
 اشکِ تہی شمعِ طور کی وہ گھر  
 عقدِ پروینِ تہا گوشِ ہر امن  
 برقِ تابان ہو جنسی شرمندہ  
 ماہی ل کی اسطی قلاب  
 دلِ عروسِ حین کا چپہ تار  
 فلکِ حسن پر سہا تہا عیان  
 لا جو ر و فلک کا مینا تھا  
 اکی تہی بزمِ حسن میں جوشن  
 صاف دوزخِ چرا ایجا ہی  
 شاخِ گل مین تہا موتیا پہو لا  
 دلِ عالمِ شہیدِ حکما تھا  
 حکما

دستِ رنگینِ او سی کتبِ عیان  
 کیا طلایِ تہی سب پاوہ چہری  
 عطرِ گلِ مین بسی ہوئی وہ نگار  
 وہ نفاست و نکست وہ شبہا  
 چستی انگیا کی سینی کا وہ او بہا  
 وہ گدازی بدن کی وہ مہرِ قی  
 باری وہ تخت او تر او پری  
 بہلی کی سیر بانگی ساری  
 چل بڑا اب نظارہ او سکا کرین  
 آج تو کہات اس طرح کیجئے  
 بولی وہ چل اوی او ہٹاؤنگی  
 کہا انسی مجھی ہی ڈر لگتا  
 بیوفا ہوتی ہین یہ سب اللہ

آبِ زمیں تہا پنچہ مر جان  
 موجِ آبِ زر شہی یا وہ چہری  
 اور پہو لونگی گہنی کی وہ بہار  
 وہ نزاکت وہ بانکینِ حجاب  
 اس خدا دادِ حسن پر یہ نکہار  
 تنگ تنگ او پچی او پچی وہ کرتی  
 صاحبِ تخت دو نو پہر او پری  
 بولی ایک او عین سی پہر اکبار  
 تاکجا درد و غم جگر پہ دہرین  
 اسی ہی عشق کا آثر وہ بچی  
 اور تیری پاس مین ہٹاؤنگی  
 کہین اسین بوا نہو کہشکا  
 نہیں کرتی کہی کسی سی نباہ

بولی وہ تو تو ہی ابھی لڑکی  
 کیا انگوٹھی نہ دیکھی ہو دیگی  
 مہر پرور کی بھی لگا ہی تیر  
 مہر پرور فی حب سنی گفتار  
 من نہ کہتا تھا چور سی کیا کام  
 اتنی من دو نو سو ی قصر چلین  
 مونہہ چپاٹی ہوئی بہ ناز و آوا  
 آئین بالائی قصر دو نوجب  
 ہی ہن آج دال من کالا  
 جیسی سیدار گوئی ہوتا ہی  
 بولی پروین پیر اسکی کیا تدبیر  
 کہا تقصیر کی ہی کون سی بات  
 خالی جاؤن نہ مجھی ہو دیگا

کیا ہنو گی یہ بات او سپہ گہلی  
 پاس تو او سکی بہنیا چل تہی  
 تیری حالت فقط تہمین تغیر  
 کہا دل سی یہی وہی عیار  
 مقت من سبکو کرو یا بدنام  
 اس طرف یہ کمال ملین جنین  
 آنیکا دیکھتا تھا وہ رستا  
 بولین دل کو طیش ہی کچھ بیہب  
 نہ کہیں اسنی جال ہو ڈالا  
 اس طرح مونہہ لپٹی سوتا ہی  
 بولی مہوش معاف ہو تقصیر  
 از برای خدا بتا کچھ بات  
 داغ کہاؤن نہ مجھی ہو دیگا

کہا جس طرح مین کہون دہ کرو  
 نہ تو جاگی گا اور نہ بولی گا  
 ایکدم اس جگہ توقف کر  
 مہر پرور تھا اس قدر دانا  
 دیر گزری جو دونو کو اوسجا  
 بی خبر سوتا ہی یہ غیرتِ ماہ  
 وڑ کسی کا اگر اسی ہوتا  
 کہا مہوش فی بہینا تو اب جان  
 پہنچتی خبر ملے لنگھ پائی گل  
 سات بار ہی بلا میں میں لنگھت  
 اسکی لک میں کشش ہوئی جو سوا  
 ہتام کر ہاتھ ماہ پروین کا  
 مہر اسنی چرائی میری ہی

خواب غفلت اگر ہی اب اسکو  
 نہیں تو اپنا مونہ یہ کہو لگا  
 راز کھل جائیگا یہ سرتاسر  
 مونہ جو ڈھانکا نہ اوسنی پہر کھلا  
 ماہ پروین فی ماہوش سی کہا  
 نہیں بالکل اسی خبر واسد  
 قصر پر آن کر یہ کیون سوتا  
 جان کال اپنی دلکی سب ارمان  
 میں میں پٹلا پٹلا مار کر ہٹل  
 تھیں جو میں میں چپہ مدنی ہوئی  
 دین کروٹ یہ لکی اوٹھٹھا  
 بولا یہ چور ہی میرا لینا  
 نہیں معلوم کونسی ہی شے



کیا کہوں سچ جو کہ پامای  
 ہو گئی دُرسی ماہ پروین بخش  
 مہر لی اپنی کیا ہمارا کتہ  
 چوری مین ہی تمہیں کیا لکال  
 اور گوڑی ہی تھگو لگو این  
 بولی مہوشش برای حق بخشو  
 چور و غین نام لکھا جا دیگا  
 جانی دو ہٹکو چوڑو و لند

دوڑو لوگو کہ چور پکڑا ہی  
 گر پڑی پاؤن پروین مہوش  
 بولی ای شاہ بہر حق بند  
 کہا بتلاؤ کیا کروں اب حال  
 کہو شکین تہاری اب باندین  
 کیون ابھی قید ہی کروں تھگو  
 نام و غت مین فرق آویکا  
 ہم کنیزین تہاری مین باند

و بخشو چوڑو مہر پروین از جانبہ مال بار و معدت  
 مودون بوقت صبح رخت شدن و ہر پران

اور ہی ل مین مہری اب یہ خیال  
 یہ نہ ہی بخود ہوا جو آیا جوش  
 ہوئی مہوشش یہ دیکھ کر غلین

ساقیادی مجھی شرابِصال  
 ماہ پروین کو دیکھ کر بیہوش  
 گر پڑی و نوجب بروی مین

مثل گل با تہ پاؤں پھول گئی  
 اوس حنین کا تو کچھ رہا نہ خیال  
 سخت حیران تھی وہ ماہِ منیر  
 بید کی طرح کا پنی جاتی تھی  
 بوی گل لٹخی سونکھانی لگی  
 گل فی چھٹی گلاب کی دی کو  
 مونہہ میں شبنم فی پانی پکایا  
 وا ہوئی چشم مست ناز جوہن  
 شکر ہی شکر اسی حیاتِ ایترا  
 جیتی جی میں توجہ مگنی تھی ہوا  
 باری اب تو ہی کچھ مزاجِ جمال  
 ماہِ پروین کو جب ہوئی جوت  
 ہاتھ مونہہ اوس نگار کی بھی ہو لای

اسی ہوش و حواس پھول گئی  
 غم میں شہزادی کی ہوئی خیال  
 بن پڑتی تھی کوئی ہی تدبیر  
 شعلی کی طرح تہر تہراتی تھی  
 دامن اپنا صبا ہلا فی لگے  
 کچھ کچھ اوس کی بجائے تیور  
 تب کہیں جا کی اوس کو ہوش آیا  
 بولی خوش ہو کی وہ بتِ غمگین  
 پہر بھی انکو زندہ دیکھلایا  
 خود سی اپنی گذر گئی تھی ہوا  
 بولی شرم کی ہان پچی ٹہی ہال  
 اوٹھ کی مہوشی پہر بصدِ محبت  
 چھٹی پانکی کی عطر سونکھای

کی بہت فکرِ رفعِ بیہوشی  
 بولی گہرا کی تبہ جو رمزاج  
 ماہ پر دین فی ہوش میں اگر  
 میری افسوس تم ہی عاشق تھی  
 پڑ گئی چشمِ شرم پر پردی  
 ہو کی آما وہ مسیحا یے  
 شرم سی چارست کر کی نظر  
 چھیان لین کہی بلائین لین  
 دل پر آرزو جو بھر آیا  
 جانی اب آنکھیں کہو تو تائب نہیں  
 دل بہر آتا ہی حسد کی قسم  
 کچھ جفا محسی ہو تو فرماؤ  
 میں سنون تو میرا قصور ہی کیا

نگئی اوسکی خود فراموشی  
 اور اب انکا کیا کروں میں علاج  
 بولی اوس نکل سی جوش میں اگر  
 بس جاتی تھی جھوٹ یہ نخری  
 شوق بولا کہ مونہہ پہ مونہہ دہر  
 اپنی بیہوش کی قریب آی  
 سرگور کہا اوٹھا کی زانوں پہ  
 کثرتِ عشق کی دعائیں دین  
 آنسو آنکھوں میں بہر کی فرمایا  
 جانی اب مونہہ سی بولو تائب نہیں  
 بہت اسوقت ضبط کرتی ہیں ہم  
 لوہین پیو تم جو شرماؤ  
 سب رخسِ حضور ہی گیا

رنجِ تکلیفِ بکنا - ی - سینه  
 کون کہتا ہی تم گلا نکرو  
 ہم کو قاتل کرو لڑو ہم سی  
 خوش ہو رنجِ فراق و دوری  
 خود مقرر ہوتی ہیں خطا پر ہم  
 ناز برداری پہ کرتی ہیں ناز  
 رنجِ فرقت کا ذکر زائیدی  
 عشق اپنا جو کرتی ہم اظہار  
 ہم میں معشوق ہم کو زیب تھا  
 روشنی کا سبب ہی ہم سمجھی  
 جو جو حجت ہی ختم ابھی ہو جای  
 خیر بہتر عیشِ خدا میں حضور  
 کون مانع ہی پوچھنا کیا ہی

یا خطا اور کچھ ہماری سہ  
 بی تکلف کھو حیا نکرو  
 مثل گیسو او بچہ پڑو ہم سی  
 عذر کرتی ہیں لو قصور ہوا  
 ناحق اس درجہ آپ ہیں پریم  
 سب او ٹھانی ہیں عاشقِ جان باز  
 اسی کیا جی حسد اتو شاہدی  
 آپ کہتی یہی کہ سبے مکار  
 تمہی منظور کچھ فریب نہ تھا  
 یہہ رو کہا ہی یہہ ضد یہہ دم سمجھی  
 عذر باقی نکوئی رہنی پای  
 کہنی تک کیا ہی خود رسا میں حضور  
 آپ کا کسنی ہاتھ پکڑا ہی

لو او ٿو مونہ سی بو لو بات کرو  
 آپ ٺکرا کر کجائین گے  
 تنگ آنخوش مین دلیتی تھی گاہ  
 مس کئی اون لبوئی اپنی جالب  
 دفعۃً آنکھ کھول دی و سنی  
 دیکھتا کیا ہی وہ می غم خوش  
 لئی مٹھی ہی اپنی زانو پہ سر  
 خواب ہی یا خیال ہی کیا ہی  
 ایسی سیری بہلا نصیب کہاں  
 باری گردون نی کی مدد گاری  
 عشق بازی کا مٹی پہل پایا  
 دل مین پیرا تیار کرنی لگا  
 کون ہی آج مجھ سا خرم و شاد

بس یاد نہ تھی گہات کرو  
 دیکھو پیر ہم ہی روٹھ جائیں گی  
 چشم و ابرو پہ بوسے تھی تھی گاہ  
 جی گیا وہ اسیر رنج و تعب  
 غور سنی جو نگاہ کی اوسینے  
 کہ وہ خانہ خراب طاققت مٹوش  
 دلی خوش ہو کی بولا وہ گل تر  
 میرا قاتل میرا مسیحا ہی  
 مین کہاں زانوئی حبیب کہاں  
 چوڑ دی خوی مردم آزاری  
 شجر آرزو ٹٹلایا  
 اپنی قسمت پہ ناز کرنی لگا  
 کون ہی آج مجھ سا غم و شاد

اپنی قاتل سی و بدو ہون میں  
 بٹا ہمال ایک وہی کیا بی برگ  
 چشم وادیکہ وہ شرمائی  
 ایسی یا قوت لب کی تہی معجون  
 اوٹھہ کی بی اختیار وہ پہوش  
 بولی غمزہ جتا کی وہ خوش خو  
 گفتگو کجی الگ سی ذرا  
 ابھی شش میں پڑا ہوا تہا یہ کون  
 اتنا بد ذات میں نجانتی تھی  
 بیخودی یہ نہتی فقط دم تہا  
 تو بہ اللہ رسی مرد وہی بد ذات  
 گرا قدمو نہ ماہ پر وین کی  
 میں ہنسی تم سی کرتا تھا واللہ

جان تار و نین سرخ و ن ہون  
 زیت بہی گئی تھی شاہی گ  
 سر کی پنچی سی ران سرکائی  
 دم میں طاقت ہی ہو گئی افزون  
 ہو گیا اوس پر پسی ہم آغوش  
 ہین ہین کیا خوب ہوشین آؤ  
 پٹھی جانا مجھی نہیں بھاتا  
 لکھو سکتا تھا مر رہا تھا کون  
 یہ تیری گہات میں نجانتی تھی  
 پاس الفت میری لی سم تہا  
 مفت کی معنی راہ بکان اوقات  
 اور کہا عفو ہون گناہ میری  
 مجھسی آنہ روہ ہونہ غیرت ماہ

مُہر کی فکر میں خیال یہ تھا  
 تنجو ای جانِ جانِ دیکھاتا تھا  
 جیسی صورت کو تیری دیکھا ہی  
 حق تعالیٰ ہی حال سی ماہر  
 پوست اور گوشت نذر تیری کیا  
 پاؤں پر گر پڑا وہ پہہ کہہ کر  
 حرکت مجھسی جو ہوئی اس دم  
 ضبط بالکل نکر سکا واسطہ  
 اس لمی کلمی یہ سناتا تھا  
 گہہ خوشی سی کہ میں ہوئی اضی  
 اٹھو بس اب ملاپ کروادون  
 اری موقوف کردی تہن پہ  
 ملی اس طرح پہر وہ با اسلوب

لیکھا کون وہ لال یہ تھا  
 ورنہ تدبیر میں تو کیوں کرتا  
 بخدا دل کا اور لیکھا ہی  
 یا میری جان تجھ پہ ہی ظاہر  
 جامہ عشق مینی تن پہ سیا  
 نہ بُرا ماننا تو اسی دلبر  
 تھا میری دل کا اور ہی عالم  
 بات کر نیکی پائی کوئی نہ راہ  
 جان و دل ہو چکی نہی دو نوا  
 بولی مہوش کہ میں بنی قاضی  
 صیغہ کہہ کہلی میں قلبت پڑھون  
 بولی پروین بڑی ہی تم نہ پہنٹ  
 جیسی ہو وصل طالب و مطلوب

بیٹھی مل کر وہ قیون پہنچا  
 حال اپنا وہ سب کیا ظاہر  
 دو فی الفٹ پیش ہوئی دوفی  
 اسی فسانی مین گزاری ات  
 وصل مین تھی جو ہجر کی دہڑکی  
 وہ یہ کہتا تھا مین غلام ہوا  
 کہتا تھا وہ کہ مین ہوا شیدا  
 وہ یہ کہتا تھا تجھ مین صدقی  
 یون ہی کہہ لگی دو نور وئی  
 مہر پرور یہ بولا اسی پر وین  
 بولی مہوش کردہ اسکا غم  
 او سکا ذل مین کرو نہ کچھ خیال  
 یعنی جب گہات بن ٹیگی مجھے

قصہ پروین فی بس شروع کیا  
 اسکا ہی حال سن لیا آخر  
 ماہوش تھی بڑی جو باتوں  
 لگتی بات مین وہ ساری بات  
 قصہ غم کو جلد کہتی تھے  
 یہ یہ کہتی تھی میرا کام ہوا  
 کہتی تھی یہ ہزار جان فدا  
 یہ یہ کہتی تھی تیرا لپے لپے  
 اشک رنگین سی موندہ کو دھوئی  
 وصل کی روز ہو گا کیا آئین  
 کہ چلکا تو اسکا دیتی ہن ہم  
 جبکہ فرصت کا وقت ہو گا کمال  
 لی ہی آگئی مین اوڑا کی اسی



بولایہ وقت کو ہی بتلاؤ  
 رات بھر اپنا دل رکھو ٹھنڈا  
 کہا پروین فی ہای ای باجی  
 شرم تجکو ذرا نہیں بیدر  
 کہا میں تو ہوں صاف صاف بوا  
 غمض السہین یون ہی نہیں نفیس کی  
 اتنی میں صبح کا ہوا تر کا  
 ہتی اذان کی بھی اور گرج کی صدا  
 کہا پروین فی مھر پروری  
 لو خدا حافظ اب تو جاتی ہیں  
 مھر پروری پاس سی دیکھا  
 لین بلا میں جو ماہ پروین فی  
 ماہ و ش فی بھی پر بلا میں لین

کہا شب کو نہ رنج گیمہ کہاؤ  
 صبح کو ڈول ڈالو رخصت کا  
 بخدا کس قدر ہی تو پا جی  
 اری پھر پڑین سکھانی پر  
 چوریسی بس رکھو معاف بوا  
 ہتی خوشی کی کلام وہ کرتی  
 تپا پتا نسیم سے کھڑکا  
 غل اوٹھا ایک سمت نوبت کا  
 کبھی ہم کو رخصت اب گہری  
 درد و غم آپ کیا ساتی میں  
 اوس فی بھی اکی پاس سی دیکھا  
 مھر پروری بھی ہو گیا صندیتے  
 ہاتھ اوٹھا کر بہت دعائیں دین

بولی پروین یہ ہوشیار سی  
 بولی مہوش کہ خیر یون ہی سہی  
 لین بلائین تو بہائی کتنی  
 کہا کچھ کہتی ہو نین خج کیا  
 مہر پرور ہی ہنس کی یون بلا  
 کہا ہی خیر کچھ نہین صاحب  
 سخن کرتی ہی مجھے یہ پروین  
 بولی پروین کہ پھر بہار ہی بہلا  
 سنو صاحب یہ ماجرا ہی یون  
 ہوئی عاشق تہی تم یہ مین جدم  
 ہوین بر رواج یہ آنکھیں چار  
 بولی مددش یہ مہر پرور سی  
 کرتی ہی جو جلی کٹی مجھے سی

اتنی سازش فقط ہماری ہی  
 ہو سیطح تیری لگو خوشی  
 یہی شکوی مین کیون کلام کئی  
 بات کیون میری کاٹی ہو بہلا  
 یہ پہنلی تو مین نہ کچھ بوجھ  
 آپکی جو بلائین لین صاحب  
 بہائی کی کیا بلائین لٹی تہین  
 مدعا ونسی یہی یہ کہول دیا  
 کہل گیا ہی چپاؤن پزمین کیون  
 ہوا تھا میرا اور ہی عالم  
 دنیا داری ہی ل میں یا پیار  
 کیا بہر و سنا ہو ایسی خواہری  
 کیا طبیعت تیری ہی مجھے سی

مین نہ آونگی ساتھ اب اسکی  
 بولی پروین اری نہیں ہی نہیں  
 ہنسی مین رونما ہی تمہارا کام  
 مہر پرور بھی بولا ای خواہر  
 تھی انسی ہنسی تھی رنج ہی کیا  
 تم بھی دو باتیں کہلو انکو خوب  
 بولی مہوش نہیں خفا و انتہ  
 بہتو ساتھ اینگی اگر ہی حیات  
 میری گنگا ہی یہ تو کہہ دای  
 بیچ مین اسکی مین نہ بولون کر  
 ماہ پروین سی بولی ای بیہیا  
 مہر پرور کی چشم بہر آئی  
 اٹھو رخت ہو ملکی یک دیگر

طعن تشنیع کون اسکی سنی  
 بی مزہ ہوتی مین ہنسی مین کہین  
 کرو مجھ کو نہ ماہ و شش بدنام  
 رنج لاؤ نہ کچھ ڈرا دل پر  
 اس بلی تھا کلام یہہ بکلا  
 شان مین انکی ہو مین جو معیوب  
 جو کہی وہ ہی کہی جاوی واہ  
 رہو تم دو خوش بڑی ہی بات  
 کیون لگی ہوتی مین خنابہائی  
 حال ہو جائی اسکا نوعد کر  
 چلو اب گھر کو ہو گیتاڑ کا  
 ماہ و شش پر یہ بولی ای بیہی  
 ماہ پروین یہ بولی رور و کر

صدقی تجھ پر ہون مہر پرور آہ  
 تجھ کو ایک لٹلہ کس طرح چھوڑوں  
 کیا کہوں سخت ہوں مگر بی بس  
 نہیں تجھ کو وہین مین لیجاتی  
 ڈال کر پہر گلیمیں ہاتھ اپنی  
 حق کی حفظ و امان میں بس مگر  
 ناز نیشون فی حب کیا مجرا  
 ساتھ پہچانی تخت تک پہ گئی

جی نہیں چاہتا حد ہی گواہ  
 جیست کس طرح تجھ سے مر نہ ہو  
 کہ میرا گھر تو ہی مثال نفس  
 والدہ سی مگر ہوں گہرا تی  
 لال کین نکمیں رو کی اشکونی  
 بیشی جانتخت پر وہ شک قمر  
 تہندی سانسین ہرین یا مجرا  
 تخت وہ اوڑ گیا یہ روتی رہی

تجھ سے شہدائے محبت ہوں سب  
 و ہر حال میں تجھ کو چھوڑوں

ساغرِ غم بھی پلا دی لب  
 ہای افسوس دارد نیا کا  
 مہر پرور جو غم سی گہرا یا

جھکونی یار چین ہو گا کب  
 ابھی تک مہنی کچھ نہیں دیکھا  
 غزلِ نصرت کی لب یہ یہ لایا

کیون اوڑی عنذلیب گلشن سی  
 آفسو سورش سی عشق کی پہون  
 نرو الفت جو کہیلتا ہون مین  
 استخوان مثل شمع جلیتی ہین  
 دل خم زلف مین لٹکتا ہی  
 تیر مرگان سی سینہ چہلنی ہے

چاک، لکی، واکہان خستہ

اسکا بخمہ بنو گا سونے کی

پڑہ کی فن ساختہ سہ و تاپا  
 نہ تو سر کی خبر نہ پاؤں کا ہوش  
 کہتا تھا رات پہ کہیں آوی  
 آسمان پر کہی وہ کی کی گاہ

ساتھ مجھ کو لیا نہ اسی گل و  
 نو گرفتارِ دامِ عشق جو تھا  
 کہی ہر اتادِ مین یہ تدبیر  
 صبحِ فرقت جو ہو گئی ناگاہ  
 ماہِ پروین او وہز بحالتِ زار  
 اور تو کچھ نہیں خیال ہیں  
 کچھ عجب اپنی اولیٰ ہی تقدیر  
 جھگو جا کر کہاں پہنسا یا ہی  
 جسی ہم ہمسی جو نہیں آگاہ  
 سیکڑوں تو ہماری عاشقوں  
 ہم کہی التفات بھی نہ کریں  
 آسمان یا یہ رنگ دکھلائی  
 یہی کہہ لکھی روتی تھی ہر بار

کیوں بہاؤنِ غم سی مین آنسو  
 قفسِ غم مین تھا بہت کھسکا  
 چھوڑی سلطنت گو ہو جی فقیر  
 حال اسکا ہوا الم سی سبّاہ  
 روکی مہوش سی کہتی تھی ہر بار  
 ہاں اگر ہی تو یہہ ملاں ہمیں  
 اخترِ بد کی دیکھنا تا شیر  
 کس پریرا و پرول آیا ہی  
 واہ واہ واہ اسی مقدرواہ  
 خود بھی وہ چاہنی کی لائق یمن  
 بہول کراؤنی بابت بھی نہ کریں  
 بی نشانوں کی دامِ مین لائی  
 چین لیٹا نہ تھا ذرا دل زار

چاہی تہا بیان سی ہو ٹکین  
 جون جون وہ بقرار ہوتی تھی  
 گاہ لاکھوں بلائیں لیتی تھے  
 صدقی مہوش تیری تیرتی با  
 گاہ باتو نین دل کو بہلائی  
 دل کو سمجھاؤ ہوش میں آؤ  
 یون ہی انخای راز کرتی ہیں  
 اک تمہیں تو کسی کی شائق ہو  
 بی خدا کی لئی جو اس میں آؤ  
 ہمئی مانا بری ہی دل کی لاگ  
 بان بچا یہم ہی ای پریرو ہی  
 مگر اتنا تو دل میں کچی خور  
 کیا کہین گی جو لوگ دیکھیں گے

ماہ پروین ہوئی زیادہ حنین  
 ساتھ بہ دس ہی او سکی دیتی  
 کہی او سکو دلاسی دیتی تھے  
 بس اتنا ہلاک ہو میری جان  
 کہی او س نا سمجھہ کو سمجھا تی  
 اس قدر نا سمجھہ نہ بن جاؤ  
 یون ہی بدنامیوں سنی تی ہیں  
 اک تمہیں تو انو کہی عاشق ہو  
 نہی نادان تو نہ بنتی جاؤ  
 فی الحقیقت بلا ہی عشق کی آگ  
 دل پہ کیا آدمی کا قابو ہی  
 گر رہی گا یہی حضور کا طور  
 آپکا جب یہ جوگ دیکھیں گی

لاکھ ہم اسپہ خاک ڈالیں گے  
 پرچہ ہی اجی یہ بات کوئی  
 تاڑ لیتی ہیں لوگ ساتھ حال  
 کیسی دنیا میں ہوگی رسوائی  
 یہہ جو اتنی امید ہی کہ کہی  
 مہر پروراد ہر تہا خستہ جگر  
 وانی سی کام کچھ نہ پانی سی  
 دیکھتا وہ اگر گل چنپا  
 یہی حالت تھی ماہ پروین کی  
 ماہ و ش کو نہ چھوڑتی تھی وہ  
 مہر پرور جو غم سی روتا تھا  
 نہر پر کوئی روز ہی تھی کڑی  
 بس اسی طرح سی گزارا دن

گہا تھی ہم ہزار ٹالیں گے  
 پیش بھی جائیگی نہ گہات کوئی  
 کہل گیا گر خدا نخواستہ حال  
 مدعی ہو گئی ہیں سو دای  
 شاید آنکلی اس طرف وہ پری  
 مونہہ لپیٹی پڑا رہا دن بہر  
 لال تھی گال خوشنسانی سی  
 رنگ عاشق کا یاد کرتا تھا  
 چل رہی تھی جگر پہ غم کی چھری  
 اپنی رگ رگ کو توڑتی تھی وہ  
 سارا گہر بیترا رہتا تھا  
 حالت غش میں کوئی لیٹی تھی  
 کٹ گیا رنج و غم میں سارا دن



و امن شب میں جب گیا خورشید  
 یلکی تارونکی فوج نکلا چاند  
 شمع روشن ہوئی جو محفل میں  
 ہر طرف آسمان پر انجم  
 جو کہ نازک و مانع تھی انسان  
 ببل و گل فی سہی سہ رشک کیا  
 گوئی معشوق کی طلب میں تھا  
 کوئی کہتا تھا یا آوی گا  
 و یا یہ حکم محسوس پرورنی  
 روشنی ہوئی ہر مکان میں خجرب  
 شمع و جام لاکی دہر وادو  
 جو کہا تھا وہی ہوا یکبار  
 روشنی جا بجا لگی ہوئی

یعنی زیر زمین چہا نور شید  
 سب نے آنکھوں سے اپنی دیکھا چاند  
 شعلی پروانوں کی اوٹھی لٹین  
 نخلی خورشید کی ضیا ہوئی گم  
 عاشقی کا اوہن ہوا ارمان  
 جاری آنکھوں سے بحر اشک کیا  
 جوش غم سی کوئی غضب میں تھا  
 اب میرا غمسا راوی گا  
 روشنی ہوئی باغ میں باری  
 سب قرینی سی اور با اسلوب  
 مئی رنگین سی اوئین بہر وادو  
 جام رکھی گئی جو اہم کار  
 جلدی جلدی لگا یہ موندہ ہوئی

رونی رونی جو کین تین لال  
 بہاری جوڑی بہت سی منگوائی  
 سج لیا جسم پر پہر ایک جوڑا  
 کمر باندھ کر کی اوسنی پٹ  
 سُر می کی دو سلائیان دی کر  
 بہاری ٹوپی سی سر پہ رکھتی پہر  
 حُسنِ محفل طلب کیا یکبار  
 حُسنِ محفل جو سامنی آیا  
 طرز سی پہر عجب لطافت سی  
 صاف و مال سی وہ کی مہال  
 کیا غمخیزی پہلی تو محبرا  
 محر پرورنی ہاتھ مین لیکر  
 ہنسکی اوسنی دھین کیا محبرا

اونکو دھو کر ہوا مزاج بحال  
 جال ہیر کی اونپہ ٹکوا سی  
 چاند کو رنج و یکی دل توڑا  
 یہ سنا پا جامہ کار چو بی جہٹ  
 گنگھی کرنی لگا وہ رشکِ قمر  
 بیٹھا مسند پہ ناز سی آخر  
 حکم کی دیر تھی کہ تھا طیار  
 ایک ستارینی کہو لایچ اوسکا  
 کیا کہون مین کہ کس نزاکت سی  
 ہاتھ پر رکھ کی اور دکھا کی جال  
 پہر نزاکت سی اوسکا پیچ دیا  
 رکھ لیا ہنسکی اپنی زانو پر  
 کیا چنبر کو جا کی پھر سید ہا

تورہ پوش ایک اوٹھا کی کشتی کا	قد و توانائی با ہزار آوا
لی گلوری وہ مہر پرورینے	اسنی مجرا کیا آدب سی اوسی
کر کی تسلیم جو ہٹی پیچھے	مہر پرورنی یہ کہا اوس سی
جوڑی تم جا کی سب بدل ڈالو	اور گہنی بہت سی سب پہنچو
حکم جوڑی بدلنی کا چودیا	سب فی مجرا خوشی سی آ کی کیا

محفل آراستہ نمودن ماہ پرورد قسطنطنیہ  
و آمدن ہر توادان و سائرہ و طلبہ تکرارینہ

مئی شیرین پلا وہ ساقی اب	تلخی چہر بھول جاوین سب
رنگ آبِ صال کا بھی جی	خارِ غم دل میں کب تلک کٹھکی
سب خواصون فی حسب حکم یہاں	از سر نو سجا متسام مکان
صاف کر کی وہ ایک ایک مقام	فرش دیباہی چین بچھایا تمام
مسند او سپر لگای اک پر زر	تکئی رکھی قرینی سی لا کر
اک مسہری سچی دولہن کی طرح	اور بسایا اوسی چین کی طرح

کار چو بی دوشا لونکی پردی  
 لاله گون ایک اک دوشا تہا  
 کچھ عجب رنگ کا تھا طور اوکا  
 کنج گلزار کنج ہتی اونکی  
 سقہ دیوار و در سپہ آسا  
 روشنی کردی جا بجائیں آن  
 اوٹ پہو لونکی ہتی جو کچھ نبوی  
 اولیان میو و نکلی چنن ہر جا  
 کشتیوں میں گلور یونکی بہار  
 چو گہڑی پاندان اور چنگیر  
 بادہ خاوری کالا کی سب سامان  
 کبڑا لباس کی وہ نور انگیز  
 وہ زمرہ کی خوبصورت جام

جا بجا وہ درون پہ لکائی  
 تحنہ لالہ سیسے بکالا تھا  
 تہا زمانہ کا دور دور اوکا  
 پٹی میزان حسن کی پتہ  
 شیشہ آلات سی سی کیا کیا  
 نور سی بہر گیا تمام مکان  
 حسن سی وہ ہوا کی رخ پہ لگا  
 میوہ میوہ تہا باغ جنت کا  
 عطر و انونین عطر مشک تار  
 رکھی ہتی آئینکی ہتی اونکی دیر  
 چن دیا ایک میز پر اوسی آن  
 آب یا قوت رنگ سی لبریز  
 جنکو مینا ہی چرخ تاکی مدام

تہا لیان لعلونکی، و نامور کار  
 تہی وہ گلہ ستونکی جاب کہین  
 یہہ قرینہ جواوس جگہ پہ ہوا  
 چاندنی شرمسار ہوتی تہی  
 سامعو میں کہون ہ کس ڈھب سے  
 زلفین کالی بلا میں تہین سب کی  
 تہی لکھوٹی وہ پانوں کی لب پر  
 مسیان گہری گہری ہو ٹون پر  
 کاجل آنکھو نہیں پوست کی دور  
 بھلیون کی جھلک وہ کانو نہیں  
 نیزہ بازی ہ کرتی ٹرکان سی  
 گوئی چستی تہی مابہی پرافشان  
 مانگ کو کوئی صاف کرتی تہی

کہین سچین کباب کی طیار  
 وہ ظروف پر آب تاب کہین  
 ماہ کو بہی ہوا تہا بس سکتا  
 صدقِ فصل بھار ہوتی تہی  
 نازنین نی چین جسٹ ہب ہی  
 ٹھڑی ٹھڑی او این تہین سب کی  
 جیسی عاشق کا ہو دخی ن جگر  
 تہا وہ عاشق کا دو و آہ مگر  
 صاف رخسار اور مونہہ گوری  
 انیٹونکی چمک وہ کانون ہن  
 باندہ لیتی تہین ل کو وامنسی  
 گوئی کرتی تہی عیش کا سامان  
 حسن پر گوئی لاف کرتی تہی

گوئی کہتی ہتی ای سیری بہینا  
 گوئی کہتی ہتی ہی جھی ارمان  
 گوئی آمینہ دیکہ کر کیتے  
 لاکہ گو کرتی ہون نظر میں یہ  
 گوئی کہتی دو گانا میں اری  
 عرض اس طرح کا سامان تہاواہ  
 سب کی سب ہو چکین جب طیار  
 جتنی گانی کی فن میں ہون بکتا  
 تیس اونین سی این پھرناری  
 عہدہ دار اپنی سب لئی عہدی  
 گوئی جوڑی کھڑی ملائی ہتی  
 پیکہ ان ایک کی بغل میں تھسا  
 پڑی تلی پہ تہا پ ہی اکبار

وڑا کجس لوٹی تم مہنی دینا  
 اپنی شیشی کا عطر دو بجان  
 محل حین میری آنکھ ہی کیسی  
 کیون ہوا میں یہ آنکھیں قابل دید  
 دی سروتا تو کانوں پیاری  
 رنگ ہوتا جو کرتا ایک نگاہ  
 حکم اونکو ہوا یہ پھر اکبار  
 ہو وین حاضرہ آکی سب اسجا  
 جوڑی ہتی ڈاک کی فی ساری  
 سامنی ہتی کھڑی قرینی سی  
 گوئی ناز واداد کہا تاتی ہتی  
 خا صدان ایک ہتی لی اوسجا  
 اونین سی ہو گئیں کترین دوچار

کان سارنگی کی مروڑی گئی  
 ہوئی سطح پہر تو اوسکی لک  
 بائین کی ل میں گہس گئی آواز  
 گو کہ تہلی طمانچی کہاتی تھے  
 ساتھ اوسکا بھیری دیتی تھی  
 آیا دہریت پہ جوہن اوکا خیال  
 راگ اور رقص میں انہیں چھوڑو  
 کہ کٹا سارا دن اوسی غم میں  
 کہتی تھی یا الہی آوی رات  
 اوسکو بہلاتی تھی بہت مہوش  
 فکر میں شب کی صبح سی گزری  
 کہا بہ وش بنی بیٹا ہو طیار  
 چلو ول اوسکاب کروٹھندا

شانی طہلی کی ساتھ توڑی گئی  
 کہ فلک پر ہوئی جو دنگ ملک  
 اوسکی سارنگی پہر ہوئی دمسار  
 خوشی ہو ہو کی غل مچاتی تھی  
 تال سر جان پر وہ لیتی تھے  
 ہوئی سب دور ولسی رنج و ملال  
 ماہ پر دین کا حال اب سنلو  
 نہ رہی اشک چشم پر غم میں  
 اوٹھ رہی تانگو عیش کی بات  
 پر یہ کہاتی تھی ن میں خوش  
 باری فضل خدا سی بات ہوئی  
 ہو گا مشتاق وہ تمہارا یار  
 دہو کی موہ نہ تم لگاؤ اب سوا

خوش ہوئی سنی اس کلام کو وہ  
 پہنا گنا وہ جتنا تھا اور کار  
 یہی رہتی تھی قصد وہ خوش  
 چھینک اتنی مین بس ہی پڑی  
 بولی ہو خیر آج یا اسد  
 بولی ہو وش نہیں خطر نکمہ ہی  
 سیر کا جلد کر کی مادر سی  
 کہا پروین فی آہ بہینا جان  
 کہین نہ رہہ پہ یہ نہ گہل جانی  
 کہا مہ وش فی کر نہ یہ باتن  
 محر پر ورتھ مفتطر بیٹھا  
 بجلی اک سر پہ آن کر چمکی  
 دی صدا سنی آسی صاحب

یا د کرتی تھی دن سی شام کو وہ  
 تخت او سنی طلب کیا یکبار  
 کہی مہ وش کہ اسی بوا اوٹھو  
 تخت سی یہ او تر پڑی جہٹی  
 کسی کم نخت فی یہ چھینکا آہ  
 جسنی چھینکا او سی یہ چھینک پڑی  
 بیٹھ کر تخت پر چلین گہر سے  
 بہری ہین میری ل مین کیا ارمان  
 کہ غضب ہو بلا سی نو آئی  
 عشق کی ہین بہت بڑی اتن  
 اتنی مین راٹکا پھروہ بجا  
 سمجھا دل مین کہ ہی یہ امر ہی  
 غم نہ کچھ دل پہ لائی صاحب



تیری ہی واسطی یہ محفل ہے  
 آمین قربان میں تیری صدقے  
 جام صہبا بھی پلا کم بخت  
 کیا یہ پیرِ فلک کی ہی بیدار  
 کب کسی کو یہ سونی دیتا ہی  
 کسی معلوم ہتی یہ بیدار  
 وہ تو معشوق جان کر بولا  
 جادو کرنی ہتی یا سمن اک نام  
 اوسنی دیکھی جو یہ صدائی نشاط  
 ارض پر پایا پیرِ کامل کو  
 اوس پہ طرہ یہ اوسنی دی آواز  
 اور آواز دنی تو عشق کی دی  
 مھر پرور تہائی خبر نہولا

میرا دل تیری غم میں بسلی ہی  
 میری سر کی قسم جو جی میں ہی  
 حال اس عشق کا بہت ہی سخت  
 کہ جو انون کو کرتا ہی برباد  
 غمِ فرقت سی جان لیتا ہی  
 ہا ہی شاہو کلی خاند بربادی  
 کہ ادا ہر آمین تیری صدقے ہوا  
 کہین جاتی ہتی تہا اوس کی کچھ کام  
 بچھی پائی نشاط کی جو بساط  
 ہاتھ سی دی دیا دین دل کو  
 اور بھی دل سی ہو گئی مساز  
 کہ وہ سن اوسکی دل میں جا چھی  
 دفترِ عشق ہا ہی کیون کہولا

بر ملا آ کی کو ن پہا نی  
 میہ جو آواز اوسنی سن پائی  
 مھر پرور کی ای پھر و پاس  
 دیکھا عورت ہی اک قوی خبا  
 قشقہ سیندور کا کچا یک سر  
 کا کلین مو نہ پہ واہیات پرین  
 سرخ تھا چہرہ پتلیاں تہین نہ  
 لٹین مو نہ پر لٹکتی تہین سطر ج  
 ہاتھ مین ناریل تھا چوٹی دار  
 ایسی آتی تھی مو نہ سی وکی با  
 کہا ایجان مین ہوئی حاضر  
 مھر پرور بہت ڈرا دل مین  
 نہ سوا اسکی مو نہ سی کبھی نکلا

ایسی بات کو بس نہ جانی  
 تخت لای زمین پہ گہرائی  
 مھر پرور کی مو نہ پہ چہائی یا  
 خوف کچھ دل مین آیا کچھ غصا  
 اک لڑی مو تو نکلی ماہتی پر  
 روغنِ ناریل سے چسکین  
 اور جی مو نہ پہ راو کی سب گرد  
 گوہ پر سانپ پہرتی مین طرح  
 دوسری ماہتہ مین لٹی ہوئی مار  
 جیسی ہو وی بہرا ہوا سٹاں  
 مین نہیں تیری حکم سی قاصر  
 کہا ہی خوب میٹھو محفل مین  
 آئی آئی بہت اچھا

یاسمن شاد ہو کی اور نیک  
 سانپ اور ناریل چپا ڈالی  
 مھر پرور کی ہتی نہ جانیں جان  
 کہ یہ آئی بلا کہا۔۔۔ پسے آہ  
 وہ تو کچھ بول بھی نہ سکتا ہوتا  
 گائین تہین جو مھر پرور کے  
 موہنہ سی کچھ گاتی تہین نکلتا تھا کچھ  
 مھر پرور فی ڈر کی یہ پوچھا  
 کہا ہی یاسمن ہمارا نام  
 بولا ڈر ڈر کی مھر پرور جب  
 ہنسکی بولی کہ یاسمن قربان  
 مھر پرور پھر اور گہرا یا  
 ڈر کی ماری ہتی اسکی جان ہوا

آہی بیٹی وہ پاس مسند پر  
 جانکی اسکو پڑ کئی لالی  
 بیقراری ہتی ہر گھڑی آن  
 ڈر کی ماری تھا حال غم سی تباہ  
 جوش حیرت سی موہنہ کو تکتا تھا  
 خوف سی بن کئی تہین شہر کی  
 حال میں کیا کہون ہوا کیا کچھ  
 نام اپنا تو ویسے بے تلا  
 پر نہیں جانتی تھا رانا نام  
 کہتی ہیں مجکو مھر پرور سب  
 دیوتا کی قسم ہو میری جان  
 نام ناعت یہ اپنا بتلایا  
 کرتی ہتی اختلاط حد سی سوا

مَعْت کی پائی جو شراب اوسنی  
 مہر پروری بولی ای صاحب  
 راگ اور رقص کیون ہوا موقوف  
 چکیم یہ مکتب نہین ہی میر جان  
 تنی سبھا ہی محک کیا خیلا  
 مین تو آخوند چکیم نہین صاحب  
 مہر پروری یہ اشار کیا  
 ہو کسی طرح گائیم نہ قصور  
 باری گانا ہوا شروع ادھر  
 مہر پروری بولی ای گلو  
 بان سوا او سکویا یہ دیتا جو آ  
 پہر بہانی سی جام مونہہ گولگا  
 جام مونہہ سی لگا کی مونہہ پہر

ویکھی رکھی نہی کباب اوسنی  
 یون بان اپنی کہولی ای صاحب  
 میری آنی سی ہو گیا موقوف  
 کچھی رنگ ورقص کا سامان  
 مین تو یون آی جیسی ایک ڈھیلا  
 مجھسی ڈرنا نہ تم کہین صاحب  
 گائیموشی کہ ازہ برای خدا  
 رات جلدی کہین یہ ہو گا فود  
 می سی اسنی او دھر ہر اساخ  
 میری ہرگی قسم اسی لی تو  
 جل کی دل ہو گیا مثال کباب  
 دیاسب پیکدان مین ہر گرا  
 پیکدان مین گرا دیاسارا

اپنا قصہ یہہ پھر لگی کہنی  
 کہا ہی باپ میرا چا و دگر  
 اسکو دیتی ہیں سات شاہ خراج  
 جاتی ہتی تخت پر مین آج گن  
 ہوا دل مین مرا محبت کا  
 نشہ مین آئی یہہ جو اسکو ترنگ  
 بیہی بیہی اوٹھا کی ڈوٹا ہتہ  
 ماہ پروین کی غم مین تہا مرو  
 طائر رنگ اور گیا اک بار  
 کہا ڈر کر کہ ہر ہی طبع نہایت  
 گہ سی کلا نہیں کہنی نخصار  
 بزم مین ہو جی گا آکی شرمیک  
 لکھا ایسا جان بہت اچھا

ورو غم یہہ لگی او دہرہنی  
 نام نہ بنت رکھا ہی اسکا کر  
 دی دیا ہی او نہیں کوخت تاج  
 سنی آواز مینی تیر غصہ  
 تو نی ہی دم بہرا محبت کا  
 اور کچھ سوچی اسکی لمین منگ  
 کہا جانی چلو گی میسہ سی تہہ  
 ہو گیا مثل گل یہہ پڑ مرو  
 جان بہر سفر ہو می طیار  
 بہین ہر روز لائی شریف  
 روز محفل رہی گی یہہ طیار  
 اسی بہتر نہیں جگہ نزدیک  
 پر کوئی وقت ایسا دہترا

بی تکلف ہو وصل مجھ کو نصیب  
 پر میری جان گم یہی ہی کلام  
 دوسری کی مذیکہ صورت  
 کہا اسنی کہ اسکا ذکر ہی کیا  
 بولی کب وصل سی کر و کی شا  
 تمسی ظاہر تمام حال کیون  
 کہا کہ ہی نہیں ہی کچھ کھشکا  
 مہر پرورنی پھر کہا دل سی  
 وی نجات اس سی مجھ کو یا اللہ  
 عاقبت دل میں یہ بنائی بات  
 کہا سنی بڑا ہی یہ قصا  
 ہوا تھا گھر میں اپنی جب پیدا  
 جمع والد فی سب کئی رمال

ای میں قربان تو ہی میرا حبیب  
 مجھ سو اور سی نہ رکھنا کام  
 اور نہ کرنا کسی سی اب الفت  
 نہ کرونگا یہہ کام میں حاشا  
 کہا میری اگر سنو رو داد  
 ورنہ کیون آہیں رنج و غم سی بہر  
 تیری صورت پہ جان دلی فدا  
 پیچھا پکڑا ہی میرا ساحر فی  
 میں مسلمان ہوں یہہ ہی گمراہ  
 سوچتی سوچتی نکالی گہات  
 تمسی کہتا ہوں آج تھوڑا سا  
 میری مایا پ مجھہ تھی شیدا  
 کہا دیکھو پسر کامیہی حال

یعنی دیکھو نصیب میں کیسی  
 سعد طالع تو خوب ہی یہ پسر  
 کہ نہ عورت سی ہو کہی اقس  
 اسکو صحبت کسی سی ہوگی اگر  
 جان بالکل بچی کی پہ نہ کہی  
 سب بدل ہوئی آلم حسی ش  
 بعد مدت کی مین ہوا جو جان  
 ہوا مان بپ پر جو خوش حال  
 عورت تو نسی کیا مجھی باہر  
 ایک دن پہر پدر جو گہرا یا  
 بار دیکر یہی جو حال سنا  
 منگی محکو یہی ہو گئی نفرت  
 مر گئی میری والدین مگر

زایچہ کہینچ کر کہا سب فی  
 دیتی ہیں ہم مگر یہ شہ کو خبر  
 سب رہیں اس سی آدمی وقت  
 اسکی گرمی کر لگی دل پہ اثر  
 یہ جو تقریر والدہ فی سنی  
 کہ نہ شادی ہی کر سکی اسکی  
 دل میں آنی لگا کچھ اور گمان  
 دل میں کرنی لگی وہ رنج و ملال  
 اسی باعث سی میں جان بر  
 دو سری بار قرعہ پہکوا یا  
 میری یہی گوش زد کیا سارا  
 خوف جان سی نہیں غنیمت  
 اب تک تو نہیں ہوں اس سی خبر

پھر کہا دل میں مھر پرورنی  
 کہا تجھ پر سی صدق ہوں بیان  
 سخت اس امرنی کیا ناچار  
 کہا اوسنی یہ مھر پرور سی  
 امر یہ او سکو بس گوارا ہو  
 محکوفت ہی میں نہیں جلاؤ  
 میں ہی دیکھو نگی یہ کتاب میں چال  
 کوئی تدبیر اب کرونگی میں  
 ساقیادی مجھی شراب گھن  
 مھر پرور یہہ دل میں کہتا تھا  
 لشکر رنج ہی مجھی گھیرے  
 دل پڑھتا ہی بقیاری ہی  
 راز دان ہای کون ہی اسجا

ساز اس سی ضرور کچھ کبھی  
 وصل کا تیری ہی بہت ارمان  
 یہی منظور ہو تو ہوں طیار  
 چارہ ہرگز نہیں مقدری سے  
 جسنی عاشق کو اپنی مارا ہو  
 کہ جو معشوق پر کروں بیداؤ  
 کہ تجھی کس لئی مضر ہی وصال  
 ہجر میں کب تلک مرونگی میں  
 ذہن ہو جس سی تیر نخت بدن  
 بات کا سب بگڑ گیا نقشا  
 پائی ہن داغ ایسی بہتری  
 رات دن غم سی اشکباری ہی  
 جسیہ ظاہر ہو ماجرا دل کا



دل ہی دل میں پڑا ہی اب ناسو  
 کیسی گزشتہ ہو گئی تفتدیر  
 گوئی نس نہیں محب اصلا  
 کس گوئیہ ماجد اسناؤین  
 کس لئی کی تہی ساری طیار  
 میری خم خانہ سی وہ رندہوی  
 شیشہ و جام ہی میں سب تیار  
 رنج کہاتا ہوں جوشِ الفت میں  
 تجکو مطلق خبر نہیں اسی یار  
 تو سن خامہ اب نہیں یار  
 سخت پریشہ کروہ رشکِ قمر  
 دیکھا آکر حیا تو سامان اور  
 دیکھی بالای سندا یک بلا

آنکھ سی ہی نہان وہ غیرت جو  
 کیا کروں ہائی صل کی تدبیر  
 کس سی احوال میں کہوں لگا  
 اوس پر ہی گو کہا نسی لاؤین  
 صحبت عیش و رقص و میخواری  
 ساقیا اسمین میرا کیا ہی قصو  
 پرہنو وہ تو کچھ نہیں درکار  
 کاٹتا ہوں عجب مصیبت میں  
 سارا سامان ہی میان طیار  
 ماہ پروین کا حال لکھہ سارا  
 پہنچی مہوش کو ساتھ جب لیکر  
 نظر آیا نیا نیا کچھ طور  
 او کی پہلو میں محسوس کو پایا

بولی مہوش سی دیکھو اسی بہینا  
 وہ بھی بولی کہ سچ تو کہتی ہو  
 بیوفا ہوتی مین یہ سب انسان  
 کہا تدبیر اس کے بتلاؤ  
 دیکھین او پر سی سب شاہم  
 جب سنی گفتگو تمام و کمال  
 کہ بچاتا ہی اوس سی یہ خود کو  
 تو تو کہتی تھی بیوفا ہی یہ  
 کہا مہوش فی اس پہ مین صدق  
 مگر افسوس کیا ہوا یہ حال  
 کا ہیکو وصل ہونی دیگی یہ  
 دیکھ اسکی کرونگی مین تدبیر  
 وزرہ جائی بیان ہی یہ بخت

اس جگہ تو یہ ماجرہ ہی نیا  
 کس لی رنج دل پر ہستی ہو  
 بیوفائی کا کتنی مین سامان  
 کہا اس حال مین نہ تم جاؤ  
 پاس جادنگی اب نہ حاشا ہم  
 اور سب کا سنا مفصل حال  
 بولی مہوش سی دیکھو خوشخو  
 بہینا دل مین سمجھ کہ کیا تھی  
 کیا یہ معلوم تھا کہ مین ایسی  
 کیسی کم بخت فی یہ ڈالا جال  
 نہ کہی پاس سو فی دیگی یہ  
 تیری سر کی قسم نہیں تاخیر  
 تو او تار مین بیان یہ اپنا تخت

دیکھین کہتا ہی شاہ کیا ہم سی  
 مھر پرور کا تھا او دہریہ حال  
 مضطرب تھا کمال وہ مہر و  
 جلد پیر او نکو پوچھتا تھا وہین  
 دیکھ کر سوی چرخ ڈرتا تھا  
 سانس ٹہنڈی کہی وہ بہر تا تھا  
 کہی آپسی بلائین لی لی کر  
 کہتا تھا صدقی ای میری اللہ  
 دیکھ کر وہ دعائین دیتی تھی  
 یک بیک او ٹہنے کی پاسبین جلدی  
 لی میں جاتی ہوں تو نہ کہہ انا  
 کل اسنی قت شب کو آؤن گی  
 مین ہن بجان جان ہی تجھ مین

کام رکھتی مین او سکی ہمد م سی  
 مضطرب تھا ملال غم سی کمال  
 مونہہ پہ ہوتی تھی جیب و آنسو  
 خوف تھا یہ نہ دیکھ پائی کہین  
 لا کہون تدبیرین دل مین کرتا تھا  
 بی اجل جان سی گذر تا تھا  
 ہاتھ او ٹھا کر دعائین دی کر  
 عشق نی کر دیا ہی حال تباہ  
 تخت پر بلائین لیتی تھے  
 ہاتھ او سکا پکڑ کی کہنی لگے  
 کچھ نہ دلیر ملال و غم لانا  
 دیکو وقت کی رنج کہاؤن گی  
 نہین طاقت جدا نیکی مجھ مین

بولاً مونہ پہر کر حرا حافظ  
 منگی تہخت پر ہوئی ہ سوار  
 ماہ پروین جو دیکھتی تھی یہ سیر  
 جبکہ وہ او سطرف روانہ ہوئی  
 ماہ پروین فی شکل دکھلائی  
 دیکھی صورت جو مہر پرور کی  
 ناز و انداز سی وہ غیرت حور  
 رنج کی تیز گفتگو آئی  
 تم گل یا سین کی تلبیل ہو  
 عشق میں اوسکی تم کرو نالی  
 باغ عالم میں ہی مجھی انسوں  
 مثل شبنم کی ہم تو گریان ہوں  
 لالہ سان اوسکا داغ اوٹھایا

کہا دل میں کہ ہو بلا حافظ  
 ہوئی ظاہر یہاں خوشی کی بہار  
 ولین کہتی تھی یا سمن سی بر  
 داخل باغ یہہ گمانہ ہوئے  
 مشتری بُرج مہر میں آئے  
 رد و ہتی رنگت اوس گل ترکی  
 مہر پرور کی آکی مٹھی حضور  
 شکوہ آمیز گفتگو آئی  
 غافل راہ عشق بالکل ہو  
 تم تو ہو اوسکی چاہنی والی  
 عشق پر میری پڑ گئی کیوں اوس  
 محکم مانند آپ خندان ہوں  
 آپ فی تازہ گل کہلا یا ہی

شرم آئی نہ کچھ حجاب کیا  
 اسی صورت پہی یہ صورت عشق  
 پاس الفت تہین مگر نہ رہا  
 اوسنی اوس جویہ کلام کیا  
 رکھ دیا اوسکی پاؤں پر سر کو  
 ایسا ناواقف محبت تھا  
 حال ابتر الم سی ہوئے لگا  
 عرض کی انا غصہ کیا ہی ضرور  
 مین برایا بہلا ہون تیرا ہون  
 مجسی اسی بت میرا حسد اچھی  
 مست تیری شراب حسن کا ہون  
 تجھ سو اکل کو اسی قمر دیکھوں  
 کور آنکھیں ہون انھیں نور نہو

عشق کا نام کیون خراب کیا  
 کچھ ہی آئی تہین نہ غیرت عشق  
 دور ایسی ہوئی کہ ڈر رہا  
 مہر پرور فی دل کو تہام لیا  
 ترکیا اپنی دیدہ تر کو  
 ایسی باتوں سی غرق حیرت تھا  
 غم سی بی اختیار روئی لگا  
 بی خطا ہون نہیں ہی میرا قصور  
 تہین ممکن کہ غیر کو چاہوں  
 اور کو دل جو تجھ سو اچھی  
 ذرہ اس آفتاب حسن کا ہون  
 اور کو بھول کر اگر دیکھوں  
 حور ہی ہو تو یہ قصور نہو

سخت لاچار سخت ہوں مجبور  
 مار ڈالو تو غم سوا ہو جای  
 یہہ بلا کس طرح سی گو و پڑی  
 یا سمن نام تو بتاتی ہے  
 کچھ بن آئی ہنیں کروں میں کیا  
 وصل کی روز محسی ہی طلب  
 تیری فنون کی ہی قسم منجھو  
 یہ تمنا ہی گوئی گہات ملی  
 کل پہر آویگی جان لینی گو  
 ماہ پروین فی جب سنی تقریر  
 میری لائق تو تیری لائق میں  
 مہر کی لاکھون بتی ہیں عاشق  
 کس بڑی کی ہیں جستجو کوئی

ایک اس لیے ہی یہ غم کا و فور  
 ہنیں معلوم پہر کہ کیا ہو جای  
 خار ہی اسکی صحبت ایک گہری  
 مجھسی الفت بہت بتاتی ہی  
 جان جاتی ہنیں کروں میں کیا  
 میں ہوں یہ ار حاضر و غاب  
 اس بلا کا نہو جو غم منجھو  
 اس بلا سی مجھی نجات ملی  
 بد بلا ہی ملال دینے کو  
 بولی قربان تجھ پہ مہر نسیر  
 میرا عاشق تو تیری عاشق میں  
 کون ہوتا ہی ماہ سی فائق  
 اپنی گل کی سہی میں بکرتی

خندی اپنی دُون کو روئی گئے  
 کس لئی ہوتا ہی میری قربان  
 جلدی کہہ راکی کچھ نہ کام کرو  
 کل وہ جب جا چکی گی ایشکی ہم  
 لگی ہونی سحر کی طیساری  
 ماہ پروین اوہر کور اہی تہی  
 باغِ عالم میں یا سمن تہی جو دو  
 زعم میں تہی چمن میں ڈوبی  
 حسن پر مثل سرو اکڑتی تہی  
 مہر پرور کی عشق سی مردہ  
 بہکتی تہی عشق کا دماغ بدل  
 مہر پرور کی عشق کا تھا دورہ  
 مہر پرور کی بس یہ حالت تہی

مشکل آسان یہ ہی ہوتی گی  
 غم نکھا غم نکھا تیری قربان  
 مکر سی او سکھو تم تمام کرو  
 شکل اپنی تہین دکھا ینکی ہم  
 رات اسی باتو نین کٹی ساری  
 جان فی رخصت اس سی چاہی تہم  
 اپنی جو بن پہ تھا اسی ہی غور  
 جانتی تہی کہ ہون گل خوبی  
 آدمی کیا ہو اسی لڑتی تہی  
 خارِ الفت سی او سکی بڑ مردہ  
 لالہ کی طرح ہتی وہ داغ بدل  
 یا سمن کی طرح تھا چہرہ زرد  
 نام سی یا سمن کی نفرت تہی

دیکھتا تھا نہ بارتکین سے  
 یا سمن کو کینز جانتا تھا  
 اور کا باغبان کشتن تھا  
 سنبلیں لہف کا تھا سودائی  
 قصد اسکی سوانہ تھا کچھ اور  
 باغِ عالم میں اسکو ذک پہنچی  
 اسکو تھی ناپسند خواہ اسکی  
 ہوش و نیانہ تھا نہ غم وین کا  
 اتفاقِ زمانہ سنئی اور  
 اس طرف تھی وہ بیقرار و بار  
 اسکو چلنی کی اپنی حسرت تھی  
 فوجِ انجم کی لیگی ماہ چلا  
 ہو گئی دُری اک قلمِ نابود

عشق تھا اسکو ماہِ پروین سے  
 اسکو اک بد تمیز جانتا تھا  
 مثلِ صیاد اسکا دشمن تھا  
 یا سمن کی کب اسکو بویہائی  
 اسکو کانٹوں میں کپھنچی کسی طور  
 پنکھری پنکھریے الگ کیچی  
 اسکو تھی جان و روح بواسکی  
 وہی ان ہر وقت ماہِ پروین کا  
 طور یہ تھا یہاں مان و طور  
 تھی گہلی چشمِ انتظارِ بھیاں  
 اس طرف یہہ محلِ صحبت تھی  
 بہاک کر محضر اپنی راہ چلا  
 ماہِ پروین کی تھی فلک پہ نہو



بند و بست اسکا ہو گیا سر و دست  
 کچ گیا ہر طرقت کو پر دُشِب  
 بند و بست زمانہ ہر جا تھا  
 مرد و نسی ہو گیا زن و لکج بیر  
 غل زمانہ جو تھا سولہ سی کا  
 تھا جو عاشق سی شوں آسپاں  
 راز سی عشق کی جو آ کہ تہی  
 مہر پرور کی باغ پر آ کر  
 ناگہان اسمین یہ بلا آئی  
 سب دہیا تھا عیش کا اسباب  
 ہر کلی خاطر ہو عیش و عشرت سب  
 جس سی اس طبع کو کدورت ہو  
 سامنا غیر جنس کا ہو وی

ملہ کی خست مہر کی تہی شکست  
 تار سی روشن ہوئی فلک پر  
 خانگی کارخانہ ہر جا تھا  
 نگی کرنی کو چاندنی کی وہ سیر  
 رتبہ تھا مہ کو چو کی داری کا  
 کی نہت اوسنی اپنی آرایش  
 ماہ پر دین کی وہ بھی عمر تہی  
 تہرین معمول سی بہ یکدگر  
 یا سمن بھی سوی ہوا آئی  
 جمع تہی صحبت شراب و کباب  
 رہی محروم وہ تو باغی غضب  
 اوس سی دُور دُور کی صحبت  
 خفان کیون نہ پھر پہلا ہو

اپنی لیلی کا جو کہ مینون ہو  
 تہا یہ فرہاد اپنی شیرین کا  
 یا سمن سی بیہ زرد ہوتا تھا  
 قفر قہ یہ فلک فی ڈالا تھا  
 کس بلا سی اسی تھا اولہا با  
 اوسکا ملنا تو اسکو قہر ہوا  
 جب سی چوٹا تھا یار جانی سی  
 اوسکی صحبت سی لگو نفرت تھی  
 بس کہ پیش نظر وہ صورت تھی  
 دیکھتا تھا نہ مہر کہی سو چشم  
 ہوش تھا کچھ نہ طیش سی لگو  
 مصلحت ہی خموش رہتا تھا  
 جو کہ تھا ناگوار کرتا تھا

غیر سی کیونہ دل جگر خون ہو  
 شیفہ دل سی ماہ پروین کا  
 اوسکی پہلو سی درو ہوتا تھا  
 شعبہ تازہ اک نکالا تھا  
 ڈر سی مھر کو تھا لڑوایا  
 شہد لب اسکو غم سی ہر ہوا  
 تنگ تھا اپنی زندگانی سی  
 ماہ پروین کی قہر فرقت تھی  
 مثل آہو کمال وحشت تھی  
 شیر تھی اسکو اوسکی آہو چشم  
 رنج ہوتا تھا عیش سی لگو  
 رنج دل پر تمام سہتا تھا  
 جبر سب اختیار کرتا تھا

چار ناچار دل کو بھجھایے  
 منتظر رہتا تھا وہ آنے کا  
 محفلِ عیشِ سب وہ ہتی طیار  
 خارِ غم و لہ اک کہنکنا تھا  
 بیکلی تھی زبس کمال ادسی  
 واشد دل تھی چین کی وہ سیر  
 ہر روش او کو بقرار سی تھی  
 غم سی پڑ مروہ ایسا تھا وہ جوان  
 چھوٹنا کب خیال خام میں تھا  
 بیٹھا تھا وہ جو بد دماغ او سجا  
 کہل کہلا کر ہنسی وہ صورت گل  
 زرہ تھا چہرہ شکلِ مہرِ کمال  
 بیٹھی اس طرح پاس وہ عیار

دل ہی دل میں غم و الم کہا کی  
 غم نہ تھا او کو جسکی جانیکا  
 او سکا مشتاق بیٹھا تھا لاچار  
 لب پہ دم آنکر اٹکنا تھا  
 کیا کہون جیسا تھا بلال ادسی  
 جانتا تھا ہر ایک گل کو غیر  
 مثلِ بلبلِ فغان و زاری تھی  
 حسن کی بس بہار پر تھی خزان  
 ایسی صیاد کی وہ دام میں تھا  
 یاسمین آئی باغ باغ او سجا  
 ہوا اسکی چراغِ زیت کا گل  
 مثلِ سنبل تھی سب پریشان با  
 پہلوی گل میں جیسی بلبلِ زار

مائلِ احتلاط ہوتی تھے  
 گندہتی یہ وہ تیز کرتی تھی  
 اوس سی ہر بات میں بجاتا تھا  
 مثلِ صیاد گہات کرتا تھا  
 دورِ جامِ شراب جب آیا  
 اوڑ گئی ہوش نشہ می سی  
 ورو دیوار ہو گئی مدہوش  
 یا سمن کو نکمہ ہی ہوش رہا  
 ہوئی گستاخی سی مقابل تھا  
 مہر پرور کہا کیا کتنا  
 اس سی لازم ہی تم پشیمان ہو  
 کہہ چکا ہوں یہ میں راہِ نجوم  
 اس لٹی تمہی ہوں کنارِ کشت

تلخ بزمِ نشاط ہوتی تھے  
 طبعِ نازک گریز کرتے تھے  
 انگہین نمی تھین جی چراتا تھا  
 لاکہ حیلونسی پاست کرتا تھا  
 ہو گیا اور بزم کا نقشا  
 ہوئی غافل جہان کی شئی سی  
 شرمِ پیمان لحاظ تہار و پوش  
 ٹوٹا بند نقابِ شرم و حیا  
 بی تکلف کئی حامل ہاتھ  
 یہہ براہی برا نہین اچھا  
 ہو کی معشوق جی کی خواہان ہو  
 گر کروں صل ہوں ابھی معدوم  
 ورنہ میرا ہی ل ہی تم پر غش

اس قدر تھکو بی چابی ہے

میں یہ کہتا ہوں اسلئے تھکو

اسکی خواہش سی نہ برہم تم

وصل کا غم مہارا سہتا ہوں

فائدہ تم کو ہی ضررہ محکو

محکو اہل نجوم فی ہی کھسا

یہ سب ہی فقط جدائی کا

چند سال اور اب گذر جائیں

وصل کی پھر مدام باتیں ہوں

وصل سی بحر میں مزا ہی زیاد

ملا نا نہیں یہ بہتر ہی

عقل سی یہ تو ہی نہایت دور

دیر کا کام تو ہی رحمان کا

اسین حد سی فزون خرابی ہی

اتنی جلدی ہی کس لئی تم کو

بہاگی جاتی ہوں کیا کہیں ہم تم

جو کہا تھا وہ اب بھی کہتا ہوں

مار ڈالو کی تم مگر محکو

وصل ہی نہ ہر تھکو عورت کا

دھیان لاؤ نہ کچھ برائیکا

خس دن جائیں نیک دن آئیں

پہر ہی دن ہی تو را تین ہوں

پیر کو آتی ہی جو اسے یاد

جلدی کا سارا کام اتنی ہی

ساری عالم میں ہی مثل مشہور

جلد کا کام سب ہی شیطان کا

بیکلی سے نہوجی بیکل  
 یا سمن گو ذرا جو ہوش آیا  
 گری غیرت سی پا بگل ہو کر  
 آتش شوق نی لگائی آگ  
 شکل شعلہ نہ ایک جا بھری  
 رہ گئی اپنا دل مسوس کی وہ  
 جیسا کہو یا ہی تو فی میرا مزا  
 وصل میں تنگو سرگرا فی ہی  
 جھوٹ با تین یہ سب بناتی ہو  
 ایسی گہرا ہی وصل ہونی میں  
 کیا ضرر مرد کو وصال میں ہے  
 جان تیرا تیار کرتی ہوں

ہمیں توڑ نیکی باغ حسن کا پہل  
 اور یہ مدعا بگوش سنا  
 ہوئی خاموش کچھ نہیں ہو کر  
 وصل فرقت میں ہی نزل لگی  
 سر کی آگ کی زیر پا بھری  
 بولی پھر اسکو کوس کوس کی  
 تو ہی اپنی کنی کی پائی سزا  
 شعلہ و آتش نہانی ہے  
 چھپلیاں اب مجھی کہلاتی ہو  
 چھپی پھرتی ہو کونی کونی میں  
 بات بجا یہ بس خیال میں ہی  
 تم کو میں دل سی پیار کرتی ہوں

مین برائی تمہاری چاہو کیے  
 یہ خیال اپنی دل سی دور کرو  
 دل میں اپنی نہ کچھ کرو و سواس  
 خیر مرضی جو یہ تمہاری ہے  
 نہ سہی وصل مہربان نہ سہی  
 تم سلامت ہو میں شاد رہوں  
 تم جو میں جیون نہیں یہ خیال  
 نہیں ہی وصل کی اگر صورت  
 غرض ان باتو میں نہ رات کٹی  
 اس میں تھوڑی سی شب ہی باقی

تم سوا کس سی پہر بنا ہو نگی  
 وصل بندای سی تم ضرور کرو  
 مارتا ہی مجھی تمہارا ہراس  
 جان مجکو تمہاری پیاری ہی  
 خیر مایوس میں رہی تو رہی  
 تسی جو یا ہی اتحسا و رہوں  
 زندگی ہی تو ہو رہی گا وصال  
 صبر اور شکر ہی بہر صورت  
 اور باتیں رہیں بات کٹی  
 ہوئی پہوش مطرب مساقی

آمین و میرزا داغ نامہ پرچہ دریاہم شکر شکر

ساقی دی شرابِ آتش رنگ  
 کہ دکھاؤن سخن کا اب نیرنگ  
 وہ سناؤن تجھی فی مضمون  
 زرد ہو جس سی عارض گلگون

سنی والا ہی سُنکی دنگ رہی  
 رتبہ میرا جہان سی اعلیٰ ہی  
 لُن ترانی سی مجھ کو نفرت ہی  
 مین دکھاؤن جو معجزِ تفسیر  
 مین دکھاؤن جو طبع کی گرمی  
 نہ رہی سُنکی مخلوق کو ہوش  
 ہند میں ہوں جو زمزمہ پرداز  
 نہیں آتی بھی سخن سازی  
 اس لئی اب بھی بہت کد ہی  
 جوش ہی نشہِ محبت کا  
 جب خزان ہو چکی ڈگل کی بہا  
 یا سمن اپنی گہر ہوئی داخل  
 اوڑھی جب آسمانی دستِ تخت

انور کی نہ موندہ چرنگ رہی  
 ہر سخن اُردو ہی معلیٰ ہے  
 وادیِ امینِ محبت ہی  
 جان پڑجای بول ادھی تصویر  
 نہ ہی ہٹ دھرم کی ہٹ دھرمی  
 شمع طورِ کلیم ہو خاموش  
 صدق ہو روحِ بلبل شیراز  
 اب دکھاتا ہوں اپنی جانبازی  
 ماہِ پروین کی آمد آدھی ہے  
 مین سامان اب دکھاؤن صحت کا  
 چاندنی فی دکھایا لطف اکبار  
 ماہِ پروین ہتی رونقِ محفل  
 مہرِ پرور کی جاگی خوابِ بخت



ماه پروين کا حسن جب چمکا  
 باغين حسن ماه و ش يون تھا  
 حسن سی ممتنع ہی ممکن تھا  
 تين حسن ایکجا یہہ باہم ہی  
 روشنی ماه کی ہتی اونسی ماند  
 چاند نی دیکھنا جو تھا منظور  
 سب سراپا سفید ہتی پوشاک  
 ہتی ستارونکی پاؤنیں پاوش  
 حسن پر اپنی پیہہ اکڑتی ہتی  
 یون ہی مہوش نی نہی کیا تھا بناؤ  
 مہر پرور غریب بیچارا  
 ناز غمزہ کا وار ہوتا تھا  
 پستا تھا اونکی آن بان پیہہ

سارا جلوہ اسی کی تھا دم کا  
 چاند نی فی ہو جی کہیت کیا  
 فی الحقیقت کہ راستکار دن تھا  
 مہر و مہتاب و شمع ہدم ہی  
 چو دھوین ات کی ہتی تینو چاند  
 ماه پروین بنی ہتی غیرت جو ر  
 رخ مہتاب پر لگی ہتی خاک  
 دیکھ کر حبکو جان ہو بیہوش  
 چاند نی اوسکی پاؤن پر تہی  
 دل میں تہی چاند نیکی ازبس چاؤ  
 اونکی شوخی فی تھا اسی مارا  
 مہر پرور ہنسا رہوتا تھا  
 اپنی کہلی ہوا تھا جان پیہہ

تیغِ ابروئی ل تو سبل تھا  
 یہہ ہی تھا خو بر و حسین کمال  
 حسن فی اسکی ہی تھا کام کیا  
 او سکی صورت کو یہہ ہی تکی تہین  
 رات وہ تھوڑی صبح کا سامان  
 اسکی وہ بس مین او سکی یہ مین  
 رکھتی تہین شوق وصلِ پاکین  
 ہو رہی تھی کنا ئی ہر سوس  
 چھیڑ چھاڑ او کی ہوتی تھی باہم  
 لگی ہوئی جو گفتگو برو  
 ماہ پر وین پہنہ کہتی تھی ہنسر  
 ہکو کا ہیکو شاد کیجی گا  
 او سکی تم باغی تو گل مین ہو

تیر مژگان کا اونکی کہاں تھا  
 او سکی تیر و نسئی وہی تہین مال  
 کام او کا یہی تھا تمام کیا  
 دنگ تہین رنج سی سسکتی تہین  
 ہتا زیادہ وصال کا ارمان  
 دو نو کی دل ملی تھی آپس مین  
 دو نو کی جو رہن تہین چار آنکھ مین  
 دو نو باہر تھی اپنی قاپو سی  
 طعن تشنیع کی سخن ہر دم  
 طعن مین یا سمن کی آتی تھی بو  
 ایسی کی دام مین پہلا ہنسر  
 بھول کر ہی نہ یاد کیجی گا  
 ہم ہی کس طرح تم کو تسکین ہو

گل بی خار وہ ملا ہی نہیں  
 میری آتی ہی چوٹی وہ ہدم  
 ایسی گل رو کی عندلیب ہو تم  
 وہ نہیں تم کو ملنی کی زخار  
 عشق کر کی مین خوش کمال ہو  
 چ تو ہی تم نہ کیوں کو مجھی  
 ناز بجا کسی ہو دکھلائیے  
 تم کو لذت ہو وہ مزا پاوی  
 بچکن حسن پر تو مرتی ہو  
 لب شیرین کی بوسی لیتی ہو  
 وہ لذیز آپ کو مٹھائی ہی  
 شربت وصل آپ پیوین گی  
 ہم سی الفت مین تمکو بٹا ہی

خار ہین ہم سی کام کیا ہی نہیں  
 مجھ سا ہو گانہ کوئی سبز قدم  
 سچ تو یہہ ہی کہ خوش نصیب ہو تم  
 مجھی تم کو تو مل رہین گی ہزار  
 ایسی الفت سی بس نہال ہو  
 یہہ نہو و لگا بس ہٹو سی مجھے  
 مجھ کو یہہ چو چلی نہیں بہا تی  
 اوسکا جھوٹا میری بلا کھاوی  
 ہیکلی با تین یہہ مجھی کرتی ہو  
 تلخی بھر ہم کو دیتے ہو  
 پستہ لوزاوسکی بہائی ہی  
 زندگی ہی تو ہم ہی جوین گے  
 اپنا ہی مٹی دل یہہ کٹا ہی

اوس سی بہر دم خوشی بہتاری  
 و بان تو شغلِ شراب ہوتا ہی  
 را و الفت نئی نکالی ہی  
 خوب الفت کی غم سہوگی تم  
 گر یہ ہی عشق دہو کی کی ٹٹی  
 اوسکی صورت پہ آپ پستی ہین  
 رنگ کیا کیا اپنی دکھائی گی  
 خرمہ لب کا تم تو چکھو مزا  
 جنس حسن اوسکی تکو تو بہائی  
 اوس سی تم عشق پاک صاف کہو  
 میرا دشمن جو آپ نی پالا  
 اوس سی تو آپکی ہودل کو کوج  
 مین بن نختہ نہ مجھی کہا تین کرو

خون لگی یہاں نہاری ہی  
 دل ہمارا کباب ہوتا ہی  
 عشق مین خوب پوری ڈالی ہی  
 ریوڑ کی پیر مین رہو گی تم  
 خوب دیکھی تہین گھسن پٹے  
 ہم یہاں اپنی پاؤں گھستی ہین  
 نقلِ مجلس تبیین بنائی کے  
 مثل بادام ٹوٹی دل اپنا  
 بول ہم لیوین نیج بالائی  
 صاحب اس بند سی کو معاف کہو  
 کچھ نہ کچھ تو ہی دل مین کالا  
 مین جلون نان سوختہ کی طرح  
 کسی کچھ نسی ایسی باتین کرو

عمر بھر تم جو اس سی تارک ہو  
 خوش رہو اس سی دل گوشتا کو  
 ایسی باتو نکا تہل نہ بیڑا ہی  
 او سکی مائل تہا ری مائل وہ  
 یہی حق میں تہا ری ہی بہتر  
 اس میں تم کرنی سات پانچ ہو کیا  
 عشق میں او سکی آپ او بستی میں  
 سہر پرور فی حب سنی یہ سخن  
 کہا سچ ہی قلم یہہ لیگا کون  
 طعن تشنیع سی سنا تی ہو  
 محبو اس باغ حسن سی پل ہی  
 او سکی الفت میں میں نہیں ہو لا  
 ہنسن ہو نہ ہون با سمن کل میں

حلوا کہاؤ سیہ اجمی پیٹو  
 غم نہیں ہی نہ محبو یاد کو  
 جیسا مونہہ ویسا ہی تہیڑا ہی  
 میری دشمن ہی میری قاتل وہ  
 یون نہو اس سی جیسی شیر و شکر  
 سچ جو ہی بات اسکو آنج ہی کیا  
 آتش غم سی ہمتو جلتی میں  
 ہوا دل کو کمال رنج و محن  
 تم نہ دو کی جو طعن و لگا کون  
 کیون جلو نکو پہلا جلا تی ہو  
 میوہ حسن او سکا حنظل ہی  
 رخ گل رنگ یہہ نہیں ہو لا  
 باغبان ہون تیری حسن کا میں

تیرا مائل ہوں تیرا شیفہ ہوں  
 سکی بوس مجھی پڑی کیل  
 نرا کس چشم ہی نہ ہو و غرض  
 روتا ہوں دیکھ کر صبح رشتہ پر  
 زہر چلتا نہیں ہی چلتا ہوں  
 اتنی خاطر نہ کر کروں اسکی  
 کچھ بن آتی نہیں مجھی تدبیر  
 سیلہ سی آپکو بجاتا ہوں  
 مار ڈالوں بن نہیں آتی  
 باپ اسکا ہی ساحر بی باک  
 اور ہی مجھی وصل کی خواہان  
 نازِ عجب مجھی دیکھاتی ہے  
 سخت حیران بن تھی وہ کسی

تیری ہی حسن پر فرشتہ رافت  
 وہن غنچہ او سکا گتہ و فصل  
 یرقان کا ہو جس طرح کہ مرغا  
 صبر پر صبر جب پر ہی جبر  
 کھتا فوس روز ملتا ہوں  
 ورنہ پیر آشنا ہی یہ کسکی  
 اسین میری ہی کیا ہوتا ہے  
 ناز او ہٹاتا ہوں رنج کھاتا ہوں  
 سحر کا ڈر ہی جان ہی جاتی  
 اکیدم میں مجھی کر گیا ہلاک  
 مثل آئینہ سخت ہوں حیران  
 روز بک بک کی مغز کھاتی ہی  
 یہ بلا ہی کہانی گو پڑی

گوئی تدبیر ہی نہ چارہ ہی  
 آبرو ہی میری خدا کی ہاتھ  
 ماری مرقی نہ کاٹی کٹی ہے  
 تمہیں تدبیر کو یے تہلاؤ  
 بات گوئی ہنہیں بتاتی ہو  
 کس کو تہلاؤ تم سوا دیکھو  
 بہتر از حور ماہ پر وین ہے  
 ایسا حسن جمال ہی تیرا  
 قید می لب اسیر دام ہون  
 صاف دل سی نہ تو مکدر ہو  
 طعن تشیع تہنی کی یہ کیا  
 گر پڑا پاؤں پر یہ وہ کہہ کر  
 ماہ پر وین فی دیکھہ کریہ طور

زندگانی سی اب کنارا ہی  
 کس بلا سی ہوا ہی میرا ساتھ  
 رنج بڑھتا ہی عمر گشتی ہے  
 جو نہ آتا ہو مجھ کو سکھلاؤ  
 اولی تم سید ہیان ساقی ہو  
 تم نہو پاس پہر تو کیا دیکھو  
 اسی دم سی بھی تو تسکین ہے  
 خواب میں بھی خیال ہی تیرا  
 تیرا بندہ تیرا غلام ہون  
 وہ سزا دی جو حق میں بہتر ہو  
 دل مجروح پر نکم چہر کا  
 رہ گئی اشک آنکھوں سی یہ کہہ  
 سر قدم سی اوٹھایا فی الغور

لین بلائین ہزار بار او سکی  
 کہا صدتی عجب فشارمین بن  
 تیری عاشق ہون تیہی شیدا ہون  
 تو اگر ایک سی ہزار زکری  
 تیری باعث سی سکو چاہون  
 یہ فقط چیرنی کی واسطی ہا  
 تیری مین مائل محبت ہون  
 رنج تو وی تو محکوم است ہی  
 رنج دیوی فلک تو دور ہی کیا  
 رنج تقدیر مین جو لکھا ہی  
 یا سمن ہی جو ہو تو کیا غم ہو  
 رہن یون مین نہیں ممکن دن  
 تہن یہ آپس مین باتن یکدیگر

لونی وہ حسن کی بہار او سکی  
 ہر طرح تیری اختیار مین بن  
 تیری یوانی ہون مین جیسا ہون  
 مول میرا تو ہی تجھ کو نہا کر ہی  
 جو کہوں منہ ہی وہ بنا ہون  
 بعض اسکا نہیں مجھے اصلا  
 تیری مین خیر خواہ دولت ہون  
 تجھ کو چھڑون یہ میری شامت  
 بی خطا ہی تیرا قصور ہی کیا  
 نہیں تدبیر ہی وہ مٹا ہی  
 تو سلامت رہی تیرا دم ہو  
 یہ ہی کٹ جائیگی کسی دن  
 ایک بیک ہو گئی نمود سحر



دو نو چلنی پہ ہو کینیں لیار	تخت پر پہر ہو پنہ اپنی سوار
اپنی وہ شہر کو چلین ناگاہ	مھر پرور کی جان ہستی ہمارا
دل لگا گھٹنی کا ہش غم سی	دل جلا سوز آتش غم سی

کیشگی کی شراب دی ساقی	نثار میں محبی کام لی ساقی
قلقل می ہوا اور خندہ جام	نثار میں خوب مجھ سے ہی کام
می گلزنگ سی چکا دی مجھی	کچھ تو کیفیت اب کہا دی مجھے
می کی دینی میں کچھ نہ تو رنگ	شعبہ ہی پر ہی چرخ مینا رنگ
آج ہی دور پہر شراب کا ہو	کس کو معلوم ہی کہ کل کیا ہو
کم نہ ہتی صبح غم قیامت سی	گہر وہ پہنچی عجیب حالت سی
مہر پرور کا رنگ او ہر فق تھا	رہج سی سیمہ او سطر شوق تھا
جان بلب یہہ زان دہر سی	رہج او سی عشق مہر پرور سی

اسکو یاد او سکی اے کو یاد سکی  
 آنکھوں میں شب کا وہ سماں چایا  
 صحبتِ شب جو یاد آتی تھی  
 کہتی تھی زندہ بدتر از مردہ  
 آرزو ہی کہ ہوئی شام کہین  
 صورتِ یار تا فطر آوی  
 آمدِ یاسمن کا دہڑ کا تھا  
 رات جو جو زیاد ہوتی تھی  
 سینہ تھا داغدار مثلِ اناڑ  
 ماہِ پروین کو تھی پیہ بیتابی  
 کہہ ہی کیا کرتی عشق تھا کہوٹا  
 کہاں طاقت تھی ماہِ پروین  
 ماہِ پروین کا نام ہر دم تھا

یاسمن باعثِ عناد اسکی  
 عشق کا کچھ تہا مرا پایا  
 غم ہی غم سی تو جان جاتی تھی  
 جان سی بیزار دل سی افسردہ  
 دن قیامت کا ہو تمام کہین  
 بیکلی سی پیہ جان کل پاوی  
 آتشِ غم کا شعلہ پیہ کا تھا  
 موتِ پروین کی یاد ہوتی تھی  
 پہلچڑی تھی ہر آہِ آتش بار  
 آہِ سوزانِ بنی تھی مہتابی  
 صبر کی تھا تلخ مین ٹوٹا  
 صورتِ چرخ تھا وہ چکر مین  
 گریبان ہو تم تو کیا غم تھا

ثابت عشق تہا نہ وہ بھگتا  
 کہتا تھا سیری دل کو لوٹا ہی  
 صد فی جان اوسپہ مہر پرور کے  
 اوسکی اینکی بوجو آئی ہے  
 سخت ہی نج تفرقہ پر واز  
 دل چلاتا یہ محسوس پرور کا  
 رات جب آئی اک پہر کی قریب  
 اوسکی سر پر بس اک بلا ٹوٹی  
 صاف اوس سی تھا وہ مہمنا  
 ماہ پروین کی عشق میں مہبوت  
 تھی جو آراستہ وہ محفل عیش  
 اسکا پہلو جو خار تھا اوسکو  
 مسکراتی جو ساتھ پہرتی تھی

عشق نی کے لوکا کو لگا چھکا  
 یہہ کہاں سی پٹا نا چوٹا ہی  
 یاسمن کی ہی بو چھو ندر کی  
 جان تن میں نہیں جو امی ہی  
 دل جلاتا ہی چرخ آتش باز  
 پایوں تک پہنچا تھا وہ جان سر کا  
 آگ پر پہنچی اسکی سر کی قریب  
 وہ ستاری کی طرح آٹوٹی  
 یاسمن سی عبا ر دل تھا کمال  
 اسکا اک نکتہ اوسکو تھا باروت  
 مہر پرور سی تھی یہہ مائل عیش  
 میٹھا پاس بار تھا اوسکو  
 خرمین دل پہ چلی کرتی تھی

ابر کی طرح دل میں روتا تھا  
 گرمی کی باتیں اوسکو پہنچیں  
 کہلتی کس طرح اسکی دل کی کوڑ  
 لاکھ وہ چھٹیر چاڑ کرتی تھی  
 رکھتی تھی سروہ اسکی زانو پر  
 راحت اوس سی پہلا اوس کی تھی  
 کہتا تھا غم کمال ہی مجھ کو  
 شوق ظاہر وہ کرتی تھی بار  
 باتیں وہ کرتی تھی ہنسائی کو  
 مونہہ ملائی سی یہ خجل ہوتا  
 ڈالتی تھی گلی میں وہ بائیں  
 وہ گھوڑی اگر کہلاتی تھی  
 وہ سنکھاتی جواپنی لٹ کی ب

ظاہر اوس سی غلط ہوتا تھا  
 رعد نالی تھی ٹہندی سانسین تھیں  
 غم کا ٹوٹا ہوا تھا اسپہ پار  
 طبع اسکی جگاڑ کرتی تھے  
 تکیہ تھا اسیکو اپنی مہر و پر  
 وہ تو پہلو میں نشِ عقب تھی  
 موت اوسکا وصال ہی مجھ کو  
 کان ڈالی یہ سنتی تھی لاچار  
 مستعد تھا یہ داغ کہانی کو  
 چٹکی لیتی تو دورِ دل ہوتا  
 کہنچتا تھا یہ سیکڑ و آہن  
 خون ہوتا تھا جان جاتی تھی  
 سونگہ جاتا تھا سانپ بس اسکو

وہ دکھاتی تھی اپنی غمزہ و ناز  
 قصد کرتی تھی وہ لپٹی کا  
 وہ بلا خیز تھی یہ رنج انگیز  
 رنج ہوتا تھا بسکہ باتوں سی  
 کہتی تھی اسکو کونسا ہی رو  
 اسکا یہ سن ہی یہ جوانی ہے  
 ہر طرح چھیڑتی ہونین اسکو  
 میری کس طرح ہو اسی خواہش  
 سخت حیرت کا کارخانہ ہی  
 کہان اپنا نصیب پھوٹا ہے  
 طبع کو یاس دل فی جب گھیرا  
 انجمن سی وہ آی خلوت میں  
 پوچھنی پھر لگی ہو کی او داس

سوجھ کر تھی تہی جسم سی پرواز  
 شوق تھا اسکو چھی ہٹنی کا  
 تھی او دہر سی طلب دہر سی گریز  
 یہ ہٹاتا تھا او سکولا توں سی  
 کہیں عورتی یہاں گتا ہی مرد  
 اسنے پیکا ہی کیسا پانی ہے  
 ہا ہی کیا اسکی ہو گیا حس کو  
 ایسا کیون ہو گیا یہ فی خواہش  
 مرد تو ہی مگر زمانہ ہے  
 سچا موتی ہنیں یہ جوٹا ہی  
 مہر پرور سی اوسنی مونہم پھیرا  
 بیٹھی تنہا پھراو سکی صحبت میں  
 سچ تھا مجھ کو ہی او دہر سی یاس

تیرِ نرکان کا کسکی گہا مل ہی  
 کس کا بیا چشم ہی تو بتا  
 می الفت سی کس کی ہی سہار  
 کس کا بازِ حسن دیکھا ہی  
 میری الفت ہی ناگوار بچی  
 مین تو راغب ہوں بجو نفرت ہی  
 جھسی کر تو بیانِ حالتِ دل  
 جس کا عاشق ہو او کو بلو او دن  
 کہدی رکھتا ہی گر مرض کوئی  
 کر نہ پر ہیز اس مقام مین تو  
 سحرِ تجھ پر ہو گر کسی نی کیا  
 ہر طرح تیرا مین علاج کروں  
 مجھی پوشیدہ کر نہ راز اپنا

کس پہ مائل تبا تیرا دل ہی  
 مین کروں تاکہ تیری فکرِ شفا  
 تقدیر جان کس پہ تیری ہی نہ تیار  
 سچ تبا مشتری تو کس کا ہی  
 کسکی او پر ہی اتنا پیار بچی  
 محجو الفت بچی عداوت ہی  
 تاسنوں تیری کچھ مصیبتِ دل  
 چاند سی شکل او سکی دکھلا دوں  
 نہ چہپا تو جو ہو غرض کوئی  
 دیر کر بس نہ ایسی کام مین تو  
 تو کروں رو سحر کی مین دوا  
 کل جو کچھ کرتی تھی وہ آج کروں  
 دور رکھ سارا امتیاز اپنا

تیری عاشق ہوں تیری منتی ہوں  
 توجو یوسف عزیز و لہا ہی  
 فائدہ کیا جو رنج پہنان ہی  
 مجھی تجکو اگر کنا را سیہ  
 دشمن ای جان جان نہ بن میرا  
 اکیدم مین ہلاک کر دوں گی  
 نامراد اب ہونین پائی مراد  
 وور رکھو یہ دل سی اچیل  
 اسی مین خیر بس تہاری ہی  
 جو کچھ سچ ہو وہ بیان کر دو  
 مہر پرور فی جب سنی یہ بیان  
 جو مرا مجکو تیری چاہ مین ہی  
 تیری نہ تو نکا مجکو سودا سیہ

تو ہی ملی تو مین ہی مجھون ہوں  
 بندی دل سی تیری زلفا ہی  
 پردی پردین تیرا نقصان ہے  
 یا تجھی گوئی اور پیارا ہی  
 یاد رکھ یاد رکھ سخن میرا  
 او سکون نہی یہ خاک کر دوں گی  
 تیری ممکن نہیں بر آئی مراد  
 پہر نہ تم ہونہ وہ پر سی تمثال  
 نہ چہا و جو جان پیاری ہے  
 ہو بہو حال سب عیان کر دو  
 بولا ڈر ڈر کی خیر ہی ای جان  
 کس سی یہ لطف مسم و راہین ہے  
 پہول ہل تیری حسن عشق کا ہے

عارضہ محبو کوئی اور نہیں  
 عرض آگے ہی کی تہی خدمت میں  
 گفتگو سنکی یا سمن فی تمام  
 ہم زیلخا کی طرح ہو وین پر  
 فی سری جو پھر جوانی ہو  
 لکلی وہ تو وہان سوار ہوئی  
 آیا پھر دو رماہ پروین کا  
 تریب محفل ہوئی جو وہ محبوب  
 یا سمن کا وہ حال تھا جتنا  
 ہنس پڑی کھل کھلا کی مہوش  
 مہر پرور جو مسکرائے لگا  
 ٹہری آپس میں مشورے یا ہم  
 آشتی آشتی میں کام کریں

بان وہی عارضہ ہی جان لیتیں  
 نہیں کچھ فرق اگلی حالت میں  
 ہنسکی بولی کہ اس میں کیا ہی کلام  
 آپ ہو وین جوان نہی تقدیر  
 متی تو لطفِ زندگانی ہو  
 اس طرف صحبت آشکار ہوئی  
 وصل تھا اوس حیرت زین کا  
 ہوئی کجا یہ طالب و مطلوب  
 مہر پرور فی کہہ دیا سارا  
 ماہ پروین کو آگیا خوش بھی  
 غنچہ گلشن میں جی چپا فی لگا  
 کبھی اس ہلاکے کے آمد کم  
 جنگ کا اسکی اہتمام کریں



کسی صورت سی پاپس سخی دور  
 ماہ وش تہی غص بڑی چل  
 مین ہی اس رو کو مٹاتی ہوں  
 کی مٹانی کی اداسکی طیاری  
 کیا کہوں مگر اداسکی کیا کیلے  
 وارو بیہوشی کی بنائی پھر  
 کر کی زہرا سی حال سب اظہار  
 یہ بلا جب نہو کسی عنوان  
 سعد طالع ہی بخت یا ور ہی  
 آخر بخت ہی جو سعد سعید  
 اسی تدبیر مین کئی وہ رات  
 پہنچن جب اپنی گہ وہ نیک شیم

اس بلا کا نہیں ہی رہنا ضرور  
 آخر اوسنی یہ فکر کی اول  
 سیر اسکی تہین دکھاتی ہوں  
 سوچی ل میں عمر کی عیاری  
 یہ کمند بلا مہتیا کے  
 یہ طبیعت مین بات آنی پھر  
 اوس سی لڑوائین اسکو آخر کار  
 تب تو ہو ماہ شتری کا قران  
 ماہ پروین ہی مہر پرور ہے  
 شب شب عید ہی تو دن ہی عید  
 دو نو گہر کو چلی بنا کر بات  
 ماہ پروین و ماہ وش باہم

ماہ پروین مہوش از فریب سکایت بائیں ساحرہ نمودن

# مادرش و آرزو شدن پادشاه و رقعہ نوشتن با حیرہ

دی مچی ساقیا مئی گزنگ	نشانین ہومی تالڑای کاٹھنگ
تا کہ انگور سی شراب کچی	نقشہ جنگ بی حساب کچی
گئی مہوش بیان سی عیارہ	جھوٹ کا اوسنی باندہ پستارہ
کشتی مکر کی عجیب روان	وہ اوٹھا یا شیر فی طوفان
بحر خون تاروان ہو چار طر	شور و غل تا عیان ہو چار طر
کشتی عمر ہی ہو طوفانی	یکچی ہر ایک کا لہو پانی
اس کنار سی اوس کنار تک	غرق ہونی مین ہو کسی کی شک
عقل مین اوسکی جو کہ آیا ہتا	ماہ پر دین کو وہ سکھیا ہتا
یہی انداز بد لو اب اپنا	یہ بگاڑ و بناؤ سب اپنا
آنکھوں مین اشک اپنی ہر لای	چلو اس طرح آگی زہرا کی
تکورو تا ہوا جو پائی گی	حال پوچی گی داغ کھائی گی
اس طرح آنسو آنکھوں سی آدین	لینی کی دینی تاکہ پڑ جاوین

کر کی تدبیر دل میں ہو سوس  
 اسکو نچیدہ دیکھ کر زہرا  
 بولی واری تیری ترقی بان  
 وجہ کیا ہی یہ آج رونی کی  
 کسنی تیرا یہ دل دکھایا ہی  
 کیون ہی اشک دیدہ ترسی  
 کسنی ایذا دی میری دلبر کو  
 اسکو رونی سی لگ گئی ہچکے  
 پوچھتی تھی وہ اسکو سوسو با  
 سرسی پاتک بلائیں لیتی تھی  
 یہہ زیادہ جو چلی جاتی تھی  
 گوئی پانی اوسی پلاتا تھا  
 جان چھوٹی بڑونکی سیل تھی

ماہ پر وین گئی جو مانگی پاس  
 پیٹی ہاتھوں سی خوب سر زہرا  
 صد فی ان آنسو و نہ میری جان  
 بات کیا ہی یہہ جان کھونکی  
 کسنی واری تجھی رو لایا ہی  
 وارڈالون اوسی میں تجھ پر سی  
 چھڑا کیون میری ماہ پیکر کو  
 کسی صورت نہ تہمتی تھی ہچکے  
 اسکی کھلتی نہ تھی زبان زہرا  
 لاکھ تسکین اسکو دیتی تھی  
 جان زہرا کی لب پر آتی تھی  
 اسی ہرگز نہ ہڑا جاتا تھا  
 ساری گھر میں عجب بل جلتی

اسی سب پوچھتی تھی آکر  
 چشمش گریہ سی سیہ ہکلا کی  
 کوئی ہرگز نہ کچھ سمجھتا تھا  
 حد سی افزون جو ہو گئی مضطر  
 بولی صدق گئی بیان تو کرو  
 سٹ گیا کچھ جاو سکی رونی کا جوش  
 جب کو زہر اکمال لہہ راہی  
 تو ہی ای لڑکی کچھ ذرا کٹال  
 ماہ ویش فی کہا کہ خیر ہی خیر  
 یا سمن ہی جو ایک جاو و گرن  
 باپ کا او سکی نام زہنق ہی  
 او سکو دعوی سحر ہی ایسا  
 نہیں او سکو کسی کا پاس ادب

لوگ کرتی تھی پیار جابا کر  
 کرتی تھی آدھی بات سنا کی  
 سب کا بی سلجی دم او پھٹا تھا  
 گر پڑی پای ماہ پر دین پر  
 حال نکلا ذرا عیان تو کرو  
 صورت بہت مدہ گئی خاموش  
 ماہ ویش سی یہ بات فرمائی  
 کچھ تو معلوم ہو کہ کیا ہی حال  
 کل گئی تھی جو ہم برای سیر  
 وہ بھی آئی تھی بہر سیرا و دہر  
 سخت نادان سخت اہنق ہی  
 سامری اپنی فن مین شہا جیسا  
 کبر و عجب او سکونی نہایت اب

گا و سالہ پرست ہی وہ پیر  
 اوسکی بیٹی فی ہمس کی ہی چہڑ  
 تخت پر وہ اود ہر سی آتی تھی  
 اوسنی قصہ اسی تو چہڑا ہے  
 تخت کو اسکی اوس سی پہنچی گزند  
 کہہ کی بیوہ وہ مہنہ سی سوسو بار  
 سحر کا پہلی روز دکھلا یا  
 تخت ہم دونو کا اور اایسا  
 ہم کہان اور اوسکا باغ کہان  
 مہر پرور جو شاہراہ بچھا  
 ہنس پڑا وہ تو دیکھ کر صورت  
 ماہ پروین کی دیکھ لو پوشاک  
 ہاتھ اور پاؤں میں بھی چوٹ آئی

بزاغش فی اتقی صین شیر  
 شیر و نکی مہنہ پو چہڑا ہی چہڑا  
 ماہ پروین اود ہر سی جاتی تھی  
 بس اوسی چہڑا کا بکیرا ہے  
 اوسنی تخت سی کر لین انجمن بند  
 بہشت اور مست پر ہو سی طیار  
 بہر جو کچھ اوسکی ہیائین آیا  
 مہر پرور کی باغ میں وہ گرا  
 دل کہان اور یہہ ایسا داغ کہان  
 اوسکا اندیشہ بس یاد تھا  
 اسکی لیکن بری ہو سی حالت  
 تن میں ہی صورت کتان سب چاک  
 خاک میں سب ملی یہہ رعنائی

دُوبنی غم سی یہ بحرِ غیرت مین  
 اسی غم سی یہ روزِ روتی ہی  
 پری ہو کر یہ ہی غضب کی لہلہ  
 اسکا انصاف ہی تمہاری تہ  
 سنی تقدیر جب یہ زہرِ بانی  
 کتنا قدرتِ خدا دیکھو  
 میری بیٹی کا یہ جو حال کیا  
 بڑہ چلی ہم سی اسکی یہ طاقت  
 ہوئی آتش کا خوب پر کالا  
 ہمسایاں و گداز کر تی  
 سحر کی دانوں پر جو مرتی ہی  
 نزدیکی طرح مار کہا وی جگے  
 تین تیرہ کروں کی مین اسکو

روزِ شب رہتی تھی یہ حیرت مین  
 اسکو جلت کمال ہوتی تھی  
 سامنی آدمی کی ہوئی ذلیل  
 کچھ ہو سکی جو اسکی ساتھ  
 لگی مانند بید تہرانی  
 ہو گئی اسکو کیا بلا دیکھو  
 محکوم ہی اوسنی اور کچھ بھیجا  
 آئی ہی سپہ کونسی آفت  
 سحر کا اسکی ہوئی مونہہ کالا  
 ہم پر یہ ہاتھ صاف کرتی ہی  
 ہم ہی سی اولٹی چال کرتی ہی  
 جیتی بازی یہ ہار جا دی گی  
 بچ کی جاتی ہی یہ کہاں دیکھو

اوسکو اس بات پر سزاؤ دینی

باپ کی سحر پر وہ بہولی سہیے

سحر بے تنگ اوسکا کروون گے

سر خر و اوس سی اب کری کالا

کہہ سی نگلی نہ میٹھی حب تہک کی

بہر پرور کہ جا کی پیلے وہ

سحر میں ایسی آئی ہی وہ بڑی

لکھو ہی اوس سی سحر میں مارا

سحر آتا نہیں پسان فی بن

فاحشہ ہی وہ سخت آوارہ

نئی یار و پنہ اپنی مرقی ہی

ماہ پر وین سی کیا کیا اوسنی

وہ جو لرتی ہی میری پاس آئی

گوئی اوس سی چال پر گوئی

اسی جگہ پر وہ اپنی پوولی ہی

بمک پر رنگ اوسکا کروون گے

مھر پرور پر حب جو اڈالا

میں اوڑاؤ دینی ہاتھ کی چکی

کسی کچھ نہی کہیں کیسے وہ

میری میٹھی سی لڑنی پر جوڑی

وہ جو ہی پانچ تو میں اتھارا

سب یہی شہنی ہین تین کافی میت

یار میں اب بھی اسکی دس بارہ

روز پو بارہ پہنکا کرتی ہی

محکو رنج و الم دیا اہ سہنی

سحر اپنا بھی تو دکھلائی

بایاد سکا تو بہرہ ااحق ہی  
 سحر او سکا اگر زیادہ ہے  
 کل اوسی ایک نامہ لکھو نگلی  
 پستہ اور بالادست ہونین  
 اوس سی لڑنیکو کب میں قاصر ہو  
 دل میں اندیشہ او سکا کسوی  
 سیری اس لعل کو ستایا ہی  
 اسی غمی بھی ہی حیرانی  
 او سکو صدق کر و عین اسکی ساتھ  
 یہم ہی شہزادی اور وہ کتری  
 بات نہرانی پہر یہم بھرا کر  
 ماہوش کی نوبانی سب سنکر  
 دیکھ کر اپنی شتری کا حال

سخت کٹک ہی نامہ رشت ہی  
 میرا ہی لڑنیکا ارادہ ہی  
 او سکا جاو وہی آزما لو گئے  
 وہ ہی کاوند پرست ہونین  
 وہ ہی حاضری میں ہی حاضر ہون  
 یہی میدان ہی ہی گو ہی  
 ہستی کو مفت میں رو لایا ہی  
 ایک اسکا کیا لہو پائیے  
 جہان ای فی او سکی ہوئی ن ہا  
 کیا پہلا اسکی وہ برابر ہی  
 اک عطار و رستم کو بلوا کر  
 جو کہ گزرا تھا ماہ پر دین پر  
 شل برنج غصی میں تھی کمال



کرتی ہتی ایک آسان زمین	استدر ہتی وہ دور و نعمتین
یک قلم سب وہ لکھا جاتا تھا	غصی میں جو کہ مونہ میں آتا تھا
اور مطلب وہ ہتی کہ دل ہو گا	پہلی القاب پیچی تھا آداب
سامری کشیں دشمن بایں	یار نامہربان و نافرمان
یارینی رنگ باعث ایدا	دشمن جان و دوستانِ صفا
خار پہلو وطن لم بد خو	بیوفا یار و دوست دشمن و
سبزہ بی بھار و بیگانہ	بیوفا آشنای بیگانہ
باعث شورش و جفا و عنا	مایہ فتنہ و فساد و بلا
پرفن و حیلہ ساز و شور مک	بی آداب بنی تمیز و کورنک
شعبہ ہ باز و ساحر غدار	سہزن دین و کافر غدار
صاحب ظلم و راغب عبت	موجد جور و صاحب عبت
ورپی ظلم و شر رسان نام	بعد انجام خیر و لطف سلام
نیک صورت کمال بدسیرت	گل بنی رنگ و یاسمن صورت

زور صورت پر یہ غور ہوا  
 حسن میں اس سی کیا پہلی تو ہی  
 پیر سن میں خوشی سی پہولی ہی  
 نہ ہرنی پر کمر جو باندھی ہی  
 گون تہو کی گالا ایسی صورت پر  
 سحر کی جو غور میں تو ہی  
 کانٹی کی طرح لٹی جاتی ہی  
 خوف تجکو نہیں دیرونی  
 تارنخری دکھاتی ہی کس کو  
 نہ پہل اس قدر نہ جوش میں  
 یاسمن ہنکی جو ہوئی ہی عزیز  
 حسن میں تو فی سب کو چو پلا  
 حسن میں بدتر و فنی بدتر ہی

حسن کا اس قدر و غور ہوا  
 زرد اک گل کی سی کلی تو ہی  
 یہ تو تہلا کہ کس پر پہولی ہی  
 اور لڑنی پر سب سی آندی ہی  
 کس کی پہولی نا تو حمایت پر  
 سامری کی مگر تو جو رو ہی  
 مجکو ذہن پر تو دہراتی ہی  
 رو بہ بازی یہ ہمسی تیرو نی  
 چٹکون میں اوڑاتی ہی کسکو  
 ہوش میں آ بس اپنی ہوش میں آ  
 تو تو میری چیلی کی ہی کینز  
 کوئی عاشق ہی تیرا ال بلیا  
 میری لونڈی گلاب بہتر ہی

تیری ایک ایک کلی میں تو رُونگی  
 نہیں پہچانتی کسی کو ذرا  
 یہ میرے بچا ہی جو شوں بچی  
 گل خیر و جو باپ ہی تیرا  
 چھڑ بھسی کری یہ قدرت ہی  
 دیکھ احمق نہ بن نادان ہو  
 راہ والوں کو تنگ کرتی ہی  
 ماہ پروین جو میری ہی دلدار  
 دیکھ کر تو فی سخت پروین کا  
 زور قوت کا تجھ میں یہ دم  
 کاہیکو ہوگی نسبت کی صورت  
 بی سبب اس طرح جو رنج دیا  
 تو فی ناحق جو چھڑاوس سکی

سر ترا سو کر سی پہو رُونگی  
 مویا بند ہی سبھیے گویا  
 آج کس بات پر ہی فوج تھی  
 اوسکو ہی ہمسر بچا ہی دعا  
 مونہ تو دیکھو یہ شکل و صورت ہی  
 اپنی افعال پر پشیمان ہو  
 رستہ چلنی میں خنک کرتی ہے  
 نوک چوک اوس سی کرتی ہی بار  
 مصر پرور کی باغ میں پھینکا  
 رنڈی کاہیکو تو تو رستم ہی  
 تجھ پہ اور تیری فعل لعنت  
 ماہ پروین کو تو فی کیا سمجھا  
 کونسی اوسنی تجھ کو ایذا دی

میری اس آستانِ دولت پر  
 اسکا ہی کچھ نہ بجھو پاس آیا  
 تجھی تو لاکھوں دیکھی بہالی میں  
 پاسِ آداب کی خلافت کیا  
 سیکھی کیا طورِ جیسا ئی کا  
 ملک تجھی سوا ہی مال سوا  
 سحر کی تو کری جو گوئی بات  
 پہونک دنگی تجھی رولا دونگی  
 سب سی تہا پیکر سوا طرار  
 برق رفتار نام تہا اوسکا  
 خط دیا اوسکو وہ ہوا راہی  
 مھر پرور کو چلکی دیجی خبر  
 تخت پر اپنی ہو کی وونو سوار

سجد کرتا تھا روز تیرا پیر  
 خوف آیا نہ کچھ ہراس آیا  
 بال و پر سحر میں نکالی میں  
 ہمیں پر پہلی ہاتھ صاف کیا  
 ہمیں سی جو صلہ لڑائی کا  
 عصہ تجھی سوا جلال سوا  
 ملات و عزت تیری مارین لالت  
 صفحہ ہستی سی مٹا دینگے  
 لکھ میں ثانی عسر عیار  
 جلد چلنا تو کام تھا اوسکا  
 ماہ پر وین فی بات یہ چاہی  
 تاکہ شادی سی ہو وہ بہر اور  
 راہی باغ ہو گینن یک بار

مہر انکا مہر پرور تہا  
 یاسمن جا چکی بتی اپنی گھر  
 ویکہ کرانکوشا دشا دہوا  
 خال خط کا بیان کیا سارا  
 مہر پرور یہ سنکی کہہ ایا  
 بولا لافہ بلا یہ آئی ہے  
 کہین آسان ہو یہ مشکل کام  
 ساتھ میں ہی چلون تو بہتر ہی  
 ماہ پروین گلی میں ڈال کی ہاتھ  
 کب یہاں تجکو رہنی دیتی ہوں  
 تخت پر او سکو اپنی بٹھلایا  
 باغ تھا جو کہ دل کشا و سکا  
 ویکہ زہرائی او سکی صورت

دم غم ہجر سی لبو نہ تھا  
 اوترین اتنی مین یہ وہاں بکر  
 اختلاط آگی سی زیادہ ہوا  
 ور دیول کا عیان کیا سارا  
 ناز مین بسم مین عرق آیا  
 بی طرح سحر کی لڑائی ہی  
 اسکی آغاز کا ہونیک انجام  
 اس لڑائی میں جانکا ڈر ہی  
 بولی میں لیچونگی تحکو ساتھ  
 تجکو ہمراہ اپنی لیتی ہوں  
 شہر میں اپنی لاکی پنچا یا  
 او سمین جا کر اوسی اوتار دیا  
 ماہ پروین سی پوچھا او سکا سب

کہا اوسنی سہمیہ می بہانہ میں  
 جبکہ گلشت سی پہی ہتی میں  
 جان نہیں فی میری بجائی ہتی  
 منقہم انکی تو نظارہ سی ہین  
 رکھتی ہون انسی عشق و الفت میں  
 علی زہرا بہت محبت سنی  
 دور وقت کی ہو گئی غم و ہم  
 مھر پرور سی خالی باغ ہوا  
 برق رفتار پہنچا صورتِ بر  
 زہرا کا جا کی نامہ پہنچا یا  
 پہر گنج کردہ غصی سی برسا  
 دست ذہن میں جب دیا نا  
 بھر تسلیم سر کیا پھر حسہ

یاسمن کی غضب سی حیران ہیں  
 اونہیں کی باغ میں گری تہی میں  
 راحت انکی سبب سی پائی ہتی  
 انکی احسان مجھ پہ ساری میں  
 لائی ہون انکو بہر دعوت میں  
 رکھا گھر میں کمال عزت سی  
 زہرہ و شتری رہی باہم  
 یاسمن کی جگہ پہ داغ ہوا  
 سیر کر تا وہ غب سی تاشرف  
 صورتِ رعد خوب چلایا  
 گھر تہرائی ہل گئی ترسا  
 اوسنی تعظیم سی لیا نامہ  
 ہوا نامی کی حال سی محرم

حب سنی یا سمن کی بی ادبی  
 سخت شرمندہ وہ بخیل ہوا  
 برق رفتار کو بلایا پاس  
 سب سنی او سکی گفتگو اوسنی  
 دیکھی انعام اوسنی روانہ کیا  
 کھسا تو پہنچنی نہ پائی کا  
 بیچپی سی بھیجتا ہوں عرضی شستا  
 پہر کہا یا سمن کو لاؤ جلد  
 خوب او سکی اوسنی سزاؤ نکلا  
 ورنہ ایذا کہ وہ کریں باد  
 یا سمن کا یہاں یہ حال ہوا  
 دوسری باپ کی ملال کا غم  
 ایسا کانٹا لگا کلیجی پر

وین مٹی پر آگنی — عجب  
 اپنی پچھمون مین دلیل ہوا  
 اور تو فیسی بٹھایا پاس  
 نہ کہا کچھ ہی رو برو اوسنی  
 مٹی کو تیرے نکا نشانہ کیا  
 نامہ برجو یہاں سی جائیگا  
 کہو نکا ہر سوال کا مین جواب  
 صورت او سکی محبی دیکھاؤ جلد  
 او سکو کا ٹوٹن مین پرودو نکا  
 خوب ہی اسکو دن یہ آئین یاد  
 ایک تو ہجر کا ملال ہوا  
 وہی دن مین عجب ہوا عالم  
 کانٹا سا سو کہہ کر ہوئی لاغر

پایا آسند کو چہ مال غنیمت  
 ز ہر کھانیکہ کرتی تھی وہ تلاش  
 کشتی تھی روز و شب تامل میں  
 بیگلی سی جو بیج کھاتی تھے  
 سرو قد کی فزانت میں ہر سو  
 اتنی میں یہ کسی فی جا کی کھا  
 مستعد ہو گئی وہ جانی پر  
 جوش غم سی ہو گئی خونبار  
 پہنچی پیش پر بجال محن  
 دیکھی صورت جو او کی نہ تھی فی  
 یا دیلی کی اپنی جو آئے  
 صدق تھا ضرب دست او کی پٹی  
 سب یہ بولی نہ دوسرا پہلی

نخل تہ ہو گیا نخل غنیمت  
 مثل بلبل کھسی تھی پر حاش  
 تھی وہ دسیا و غم کی نخل میں  
 باہر اندر وہ آتی جاتی تھے  
 مثل قمری کی کہتی تھے گو گو  
 پل تری باپ ہی یا د کیا  
 ہوئی راضی بلا او سہانی پر  
 کاپنتی تھی قدم صبا کردا  
 چھکی مجری کی واسطی گردن  
 غصہ میں ہاتھ اوٹھایا احمق نے  
 بید مجنون کی طرح تہرائی  
 بیچ میں آئی او سکی چوٹی بڑھی  
 گر لو ثابت تو کچھ خطا پہلی



کچھ تو کر لیجی حال استفسار  
 اس قدر تم ہو کس لہی مغموم  
 شرمین ہی بہت بیہ عزت دار  
 کوئی ثابت ابھی قصور نہیں  
 ایک تو جان جای بیٹھے کے  
 کوئی کرتا ہی کام یہہ انسان  
 ہوئی ناصح جو سب نصیحت مند  
 یا سمن گو بلا کے تہلایا  
 ہوئی مضمون خط سی حب آگاہ  
 مجھ کو حضرت کی ہی قسم سر کے  
 وہ کہان اور میں کہان کم بخت  
 قتل کچی گنہ جو میسر اہو  
 ماہ پروین کا کجا بہوش

پہ ہنرا دینی جن نہیں تکرار  
 حق و ناحق تو کبھی معلوم  
 ہاتھ اٹھاؤ نہ اسپہ تم زینار  
 جان ناحق جو دیتی دور نہیں  
 اور ہو خلق میں ہی ہدنامی  
 بات کب ہی یہ عقل کی تلیان  
 آئی ذہن کو بات سبکی پسند  
 خط جو زہر اکا تھا وہ دکھلایا  
 کہا حاشا نہیں ہی میرا گناہ  
 اپنی گہری جو ہون کہیں سرگی  
 ماہ پروین ہی کیسی کیسا تخت  
 آنکھیں پہوین جو تخت دیکھا  
 مجھی کس وزوہ ہو میں کبش

نام او کا سنہائے تسی	پر میں واقف نہیں ہوں عورت سی
وہ سر اندیپ میں یہاں ہیں	وہ کہاں اور کہاں میں ہوں
کچھ واس بات کو مگر تحقیق	میری ذمی ہو یہ اگر تحقیق
خوب دریافت آپ اسی کیجے	جیسی اقرار نامہ اک سیلجے
کچھ بھی ثابت اگر ہو میرا قصور	کیجی قتل اپنی جانسی دور
نہیں تو بس تو نہیں سزا دیجے	یا نبھی یا اونہیں ساو سیجے
سنی ہی یہ اوسی جہاں آیا	خط کی لکھنی کا بس خیال آیا
عرضِ جہوقت اوسنی لاشا کی	لکھنی تعریف لات و عزای کی

### جواب نامہ

قبلہ و کعبہ پر ہی ایستان	مالکِ قاف و تاجِ بخشِ جہان
روشنیِ بخشِ مام و مہرِ نسیر	فرخ پرور مہرِ با تو قیر
شہرِ ہی بخت و خصلتِ زہرا	تقریب و صورتِ زہرا
کوکبِ جاہ و دولت و اقبال	صاحبِ فضل و نیرِ حلال

صاحب ملک شاه جن پری  
 جلوہ فرما ہوا جو شقہ خاص  
 خط فی سرت کی سرفرازی کی  
 جب ملک بود و باش خلقت ہو  
 جیسی سب طالبان دولت ہیں  
 اس غنایت سی ہو گیا رتبہ  
 کب ہوئی یا من سی بی ادبی  
 سیکڑون مہینہ تو کہانی ہی  
 وہ جو دختر مہاری ہی شاہ  
 ہر کسی کو وہ رنج دیتی ہی  
 تمنی خود او سکونی حجاب کیا  
 ابھی کیا سن سال ہی او سکا  
 حسن پر اپنی ہی غور اوی

واقعہ رسم و راہ جن پری  
 ہکو پہنچا وہ از رو اخلص  
 آپ فی مہربان نوازی کی  
 ذات والا صفات حضرت ہو  
 ہم ہی اک بندگان دولت ہیں  
 محسی تاجیز کا بڑا رتبہ  
 او سپہ تہمت عبت یہ آپ ہی  
 نیکو تہمت نہیں یہ بہانی ہی  
 یہی او سکی سدا ہی رسم و راہ  
 دم میں اپنی وہ سب کو لیتی ہی  
 آپ کی چاہ فی خراب کیا  
 ابھی سی ایسا حال ہی او سکا  
 کبھی تنبیہ کچھ ضرور او سی

نام اپنا نہ یوں خراب کرو  
 ماہ پر دین یہ نام کیسا ہی  
 حسن پر اپنی ناز کرتی ہی  
 حُسن یار و نکو بیہ دکھاتی  
 شرم آتی نہیں تمہیں اسکی  
 او سکی مان ہر پہنی یو یو سی  
 گشتی جیب اپنی مانکو بیٹی بنای  
 مجکو اس بات کی تو حیرت ہی  
 اسپہ ہی حوصلہ بگڑنی کا  
 اپنی دل میں ذرا قیاس کرو  
 کب سمجھتا ہوں اس غریب کو یہی  
 لگتی کی طرح موند نہ کر بون کا لا  
 میرا کوئی اگر چلا تو کا

ایسی فعلو نسی اجتناب کرو  
 آسمان پر دماغ او سکا ہی  
 ہم سی بھی اب نیاز کرتی ہی  
 اور گشتی تمہیں بناتی ہی  
 ایسی بیٹی خراب ہو جسکی  
 بلکہ اور اختلاط اوس سی کر  
 ایسی مانکو خداجہا نسی اوٹھای  
 یہہ بھی افسوس کوئی غیرت ہی  
 اسپہ دعویٰ ہی محسوس لڑینکا  
 کچھ تو عزت کا اپنی پاس کرو  
 میں نہ مانو تمہارا دیو کو یہی  
 آتشِ سحر کا ہون پر کا لا  
 تو یہہ جانو کہ قاف کو پہونکا

میری جادو کی لوجہ اوسپہ کری  
 نام زہرا کا گرد کہا تا ہوں  
 اسقدر رنج محسوس پاؤں گے  
 سحر میں تم پہ اسقدر کردون  
 کچھ نہ سوچیں تمہیں سو اسی بلا  
 ساری اس فوج کی عنائی ہو  
 آپ رکھیں بلسم میں تو قدم  
 ونگا اس طرح کی گزند تمہیں  
 کہیں تکو گریز گاہ نہ ہو  
 کچھ نہ درکار جسکو سامان ہو  
 سب کو دم بہر میں بریتج کرو  
 نہ ہو رسوا تمام مرد و مین  
 لکھ کی خط میں یہ اوسنی حال تمام

ماہ پروین فلک پہنچتی پہی  
 ناچ کیا کیا تمہیں نچاتا ہوں  
 تال اور رسم کو بہول جاؤ کی  
 ابھی چاہوں تو جانور کردون  
 رہو تا حشر مبتلا ہی بلا  
 نہ تمہیں سحر سی رہائی ہو  
 دیکھنا کیا سلوک کرتی ہیں ہم  
 دم میں کرد ونگا سحر بند تمہیں  
 ہاتھ سی میری اب پناہ نہ ہو  
 جمع سارا اگر پرستان ہو  
 رنج سی کچھ نہ مین دریغ کروں  
 تم لڑو محسوس جان کیا تم میں  
 لکھا سزا مہ پر ہر اپنا نام

جمع ساحر و بان جو ہنری  
 خط و یا اوسکو اور یہہ کی تقریر  
 جاکی نہرا کو خط یہہ پہنچا نا  
 تہا جو اوسکا عقاب جادو نام  
 اوسنی پیدا کیا پر پر واز  
 اوسطرٹ کو تو وہ ہوا را  
 یہ کبھی جمع ساحر و نکلی فوج  
 رقعہ لکھ لکھ کی فوج بلوائی  
 آپ قائم طلسم میں وہ ہوا  
 مروی جاگ اوشین افلاک غل  
 قلعہ کی گرد آتشین وریا  
 سیکڑوں لوک قلعہ کی ہر سو  
 تختی لوح وہ جواہر کار

دیکھ کر ایک کی طرف باری  
 جلد پہنچا اسی سے نہ کرتا خیر  
 نہ اوس کی کچھ خیال میں نا  
 بن گیا بس عقاب وہ نام کام  
 اور گیا لی کی خط کو وہ جان باز  
 بات و بن فی دل میں یہہ چا  
 فوج ہو وی مثال وریا موج  
 ہر طرف ہو گئی صفت آرای  
 فوج کا مورچہ بند ہا ہر جا  
 ہر طرف ہوشیار باش کا غل  
 صاف و وزخ کا وہ نمونہ تھا  
 اوسکی حاکم ہتی گلشن جادو  
 چپ سی بس نکال کر یکبار

اوس پراوسنی اوسنی یا قابو  
 اعتماد اوسکا بس نہو کیونکر  
 حسن میں اس قدر وہ تہی مقبول  
 یہہ بجایا ہی کہین جو غیرت مہر  
 آمدوشد کی راہ کر دی بند  
 تھا حذرانہ طلسم کا جو جو  
 پہر کیا اوسنی بند قلعہ کا در  
 متعین وہ چو کی دار کئی  
 سحر کی جو کہ یاد تہی منتر  
 الغرض قاصد جستہ لقائے  
 دست زہرا میں ی دیانا ہم  
 لکی فوج نکی ہونی تیار ی  
 غٹ کی غٹ فوج کی پرکنی پری

نام تھا جسکا گلشن جادو  
 بڑی بہائی کی اوسکی تہی دختر  
 یا سمن دیکھ کر جسی ہو ملول  
 گر وہ تہی اوسکی آکی صورت مہر  
 قلعہ کو کر دیا زمین سی بلند  
 کر دیا اوسنی ایک جاسب کو  
 پل و تختہ اوٹھا دیا یکسر  
 دس جہان تہی ہان ہزار کئی  
 سب کو سکھلائی اوسنی جا جا کر  
 ملک زہرا میں جیب کہ جا پہنچا  
 من عن اوسنی پڑہ لیا نامہ  
 حلقہ زن فوجین ہو گئیں ساری  
 الجذر جنسی آسمان گری

شور ہو جا یہ تھا کہ قہر ہوا  
مستعدِ عینی پر و و شکر دیو  
زیرِ رانِ برق و ارتوسن تھا  
گوج اپنا کیا بجا ہ و خشم

پیش خمیدہ و ن شہر ہوا  
دل خیل اک نعت ایک سہت غریو  
مہر پرور ہی غرقِ آہن تھا  
مع فوج و نشان و طبل و علم

تانی عشق کا تماشا ہو  
کسی جا اور داؤ ڈالی عشق  
پہر کسی اور کو قتل کرے  
اور گہر میں لگائی گہر پہ  
اور اب ہو متاعِ دل غارت  
یا عمن تہی جو قلعہ کی مختار  
ساحر و ن پر حکومت اسکی تہی

ساقیا بزمِ جام و مینا ہو  
رنگ پہر کچھ نیا نکالی عشق  
دل لگانکی کچھ سبیل کری  
پھوک وینی پہ لائی راکیہ پہر  
گہر کئی اسنی متصل غارت  
وار دات اور سنی آخر کار  
قلعہ میں استقامت اسکی تہی



ایک دن بکلی سی کہہ کر	یا سمن بکلی سیر کو باہر
خار خار الم سی حیران تھی	مثل شبنم غونسی گریان تھی
مھر پرور کو یاد کرتی تھے	ٹھنڈ ہی سانسین دل سی بہتی تھی
خچہ دل فروہ رہتا تھا	بیشتر دردِ گروہ رہتا تھا
عشقِ مشکون ہی جو تھا پھلا	دل مضطرب ہی جھٹکتا تھا
بہر قیامت نہیں بدلتی تھی	دلِ مشکون ہی جھٹکتا تھا
منحرف غیر کی طرف سی دل	سیر تھا سیر کی طرف سی دل
جہان ہستی تھی گلشنِ جاو و	اوسے جانب سی نکلی وہ نہرو
بہر تفریح وہ خجستہ تھی	محو تھی سیرِ باغ میں ہر سو
یا سمن ناگہان ہوئی داخل	ہوا و نون میں اختلاط بدل
بیشی پیر پاس حاکی یون یہ ملول	جیسی اک شاخ میں لگین و پھول
یا سمن کا جو دیکھا چہرہ زرد	ہوا دل میں کمال اسکی درد
رہ سکی یہ نہ دیکھ کر زخما	لگی کرنی یہ اوس سی آفسار

رنج ہوتا ہی دم نہیں مین  
 زرد رنگت جو یہ تہاری ہی  
 عارضہ ایسا کونسا ہی تہین  
 غم پوشیدہ صاف پیدا ہی  
 کس کی تم چشم کی ہون ببار  
 کسکی الفت مین ہی ٹال تہین  
 ایسا یہ انتظار کسا ہے  
 کسکی الفت مین لہ یہ کہو یا ہی  
 رہتی ہو کسکی عشق مین ہوش  
 یاد آئی جو یار کی صحبت  
 اگلی صورت نہیں نہ شکل نہیں  
 رنگ و روپ حسن کا نہ ہا  
 کسکی فرقت مین داغ دیدہ ہو

گہلی جاتی ہو کس کی تم غم مین  
 کونسا دور و تم پر بیماری ہی  
 کونسی اس قدر جفا ہے تہین  
 عشق اس چہی سی ہو یا ہی  
 تیغ ابرو سی کسکی دل ہی نگار  
 روز و شب کسا ہی خیال تہین  
 تیرے مرگان دوسار کسا ہے  
 کونسی گل کا دل یہ جو یا ہی  
 گئی تاب تو ان عقل و ہوش  
 ہو ہی ہوش حواس کی رخصت  
 شکل پوش و طرز اکمل نہیں  
 ہنسنا وہ بولنا کہ ہر کو کیا  
 کونسی سمی و سی کشیدہ سم

کو نسی دل کی تم ہو بلسزار  
 کس پر ہی وہ گاہی بنون تلو  
 کسکی شیدا ہو کسکی مائل ہو  
 کسنی دل آپکا دکھایا ہی  
 فی ل آئی کہیں یہ طوبہ نہیں  
 جب بہن فی کئی یہ اوس کی کلام  
 یا ستن بولی یون بجا لنتزار  
 دل پہ کسکا بہن اجارا ہی  
 جس کو چاہی یہ دل خراب کری  
 اتفاقات کی ہی یہ بہن بات  
 جیسی کہنیرائی ہی طبیعت آج  
 سخت کہنیرایا بیتزار بنوا  
 یہہرتی ہتی سیر کرتی ہر جا پر

تیرے مکان ہی دل میں کجا دوسرا  
 روز و شب ہی جو غم فزون تلو  
 تیغ ابرو سی کسکی کہاں مل جو  
 کسکی یہ عشق فی ستایا ہی  
 عشق ہی کچھ مرض تو او نہیں  
 یا بہن ہو گئی حیا سی تمام  
 کیا کروں اپنا حال دل اظہار  
 عشق سی کس بشر کو چارہ ہی  
 جان لی مورد عذاب کری  
 دل فی ہیکا کہان مجھی سیہات  
 اسی صورت سی اکیں یہ مزا  
 سیر کا شوق ایک بار ہوا  
 ہوا ناگاہ ایک سمت گذر

سر پہ اپنی بلا یہ نہ آئیںچی  
 ایسی کیفیت آئی پہر تو نطفہ  
 محرم پرور سامہ لقا دیکھا  
 جوین آہیں آنجھیں چارہوین  
 لمحہ لمحہ تھا حالِ دل تغیر  
 ہوش جاتا رہا نگاہ کی ساتھ  
 عقل فی ہاتھوں ہاتھ چوڑ دیا  
 عشق فی دل میں پاؤں پہلا  
 ہاتھ پہنچا اگر گریبان تک  
 نام اور رنگ سی گدڑ بیٹی  
 بزم او سکی عیشِ تزیین ہتی  
 شمع میں او سکی آنجن کی ہوی  
 خلط و رابطہ بجم پہنچا

مہر پرور کی باغ جا پہنچی  
 سر و پا کی رہی نہ محکوب  
 کیا کہوں آنکھوں فی کہ کیا دیکھا  
 بر چہیان تہین کہ ولکی پارہوین  
 پہر یہ حالت ہوئی بقول میر  
 صبرِ رخصت ہوا ایک آہ کی ساتھ  
 تاب و طاقت فی ساتھ چوڑ دیا  
 طبع فی اور رنگ دکھلائی  
 نہ بچا پہر تو مجھسی دامن تک  
 قصد الفت کا اوس سی کہ بیٹی  
 اوس صحبت سی محکوب تسکین ہتی  
 میں ہی بلبل اوس چمن کی ہوی  
 عشق سی او سکی لب پہ دم پہنچا

چین تھا جبکہ اوس سی یار تھی مین  
 روزِ محفل مین اوسکی جاتی تھے  
 اوس سی سرگرم اختلاط تھی مین  
 ہی بشر سی و نا کجا ہویتے  
 مین تو تھی اوس پہ جان دل سی فدا  
 ماہ پر دین سی اوسکو الفت تھی  
 اوسکا دل اوسکی چال پر مائل  
 ظاہر دوست بن کی مرتا تھا  
 اوسکی اوپر نشا رہتا تھا  
 اوس سی ہر رات عیش کرتا تھا  
 لی اوڑی ہ پری ہانسی اوسی  
 شعلہ کی طرح سر کو دھنتی ہون  
 بایمن جب یہہ کرتی تھی تفسیر

اوسکی بی دیکھی بیتہ رہتی مین  
 روزِ اوس سی مری اورانی تھی  
 اوس کی باعث نشاط تھی مین  
 ذات انسان ہی ہو نا ہوتے  
 وہ کسی اور گل کا بلبل تھا  
 اور میری نام سی عداوت تھی  
 اوسکی حسنِ جمال پر مائل  
 باطن دشمنی وہ کرتا تھا  
 اوس سی ہمکنار رہتا تھا  
 اوسکی الفت کی دم وہ بہرتا تھا  
 اب مین پاؤں پہلا کھانسی اوسی  
 روز اسی اک مین مین بہنتی ہون  
 حال ہوتا تھا اسکا غم سی تغیر

دل پہ خارِ ایلم گدڑسینے لگا  
 عشق فی صورت اپنی دکھلائی  
 گل سا چہرہ وہ زرد ہوئی لگا  
 عشق فی دل کو خون ناب کیا  
 رزدی عشق دل میں بسنی لگی  
 کہٹ کئی بحساب قوتِ پا  
 دل ہوا موم کی طرح سی کداز  
 مونہ کی اوپر ہوائی چٹنی لگی  
 مضطرب روح اس نفس سی ہوئے  
 یاسمن فی جو غور کی میک بار  
 کہا دل سی کہ خیر ہو یا رب  
 جو شمشِ رشک سی ملاں ہوا  
 غیظِ کچھ دل ہی دل میں بس کہا کر  
 گد گدی دل میں عشق کرنی لگا  
 ہاتھ پاؤں میں سنسنی آئے  
 دلمین سستی ہی درد ہوئی لگا  
 عقل فی ہوش کو جواب دیا  
 چہری پر زعفران ہمئی لگی  
 لگی دینی جواب قوتِ پا  
 رنگ چہری سی کر چلا پرواز  
 جان رہ رہ کی تن میں گھٹی لگی  
 تنگ وہ تنگی نفس سی ہوئی  
 عشق کی صاف کہل گئی آثار  
 اس سی محبی نہ بیر ہو یا رب  
 دشمنی کا اوسے خیال ہوا  
 پاس سی اوٹھ چلی یہہ چنچلا کر

سیرتی اور طرفہ داغ دیا  
 او سکی جاتی ہی پہر ہوا یہ حال  
 عشق کا جوش جب کمال ہوا  
 ہو گئی دوسری دین صورت زرد  
 عشق فی کر دیا یہ حال او کا  
 نہ وہ تریت رہی زیبائش  
 مونہہ لگانا مسی کو چھوڑ دیا  
 عاری زینتوں سی آنی لگے  
 ذکر غارہ جو روبرو آتا  
 میلی کپڑہ پہ میل کرنی لگے  
 ہاتھ کھینچا حاسی پہی سر دست  
 خود غامی سی دل چھپانی لگی  
 خود سری نی ہی پاؤں پہلائی

دل کی پہلائی گویہ باغ دیا  
 بند کھئی دل میں اور اور خیال  
 سر کو ہر موی سرو بال ہوا  
 آئینہ فی دکھائی رنگت زرد  
 خاک میں مل گیا جمال او کا  
 نہ خود آرائیان نہ آرائش  
 آشنا لب کو دود و دلی کیا  
 آئینہ سی بھی مونہہ چھپانی لگی  
 رنج سی رنگ رخ بدل جاتا  
 اور ہی رنگ میں گذرنی لگی  
 چوڑیونکو ہو سی نصیب گت  
 آنکھ سرمی سی بھی چھپانی لگی  
 نصف کو روز حلی ہاتھ آئی

خون دل لپہ پہ آگی تہنی لگا	طرفہ لاہکی کا رنگ جسنی لگا
روز کم گوئی او سکی بڑہ فی لگی	زردی رخ بھی نہہ پہ چرخی لگی
رات دن شورش خموشی تہی	ٹہنڈ ہی سانفونسی گرم جوشی تہی
طاقت دل جواب دینی لگی	بوسی ہونٹوں کی خشکی لینی لگی
بدل کہا نیکی تو غذا غم تھا	جایی آب اشک چشم پر نم تھا
لب پہ نالی تہی قہقہوں کی عوض	شورش آہ چھون کی عوض
نشہ عاشقی سی تہی مبہوت	رات دن موہنہ لگا ہوا تہا سکو
سر پرست او سکی تہی پریشانی	موئی سر پرست راہی عریانی
خود فراموش یا دیار میں	باد و عشق کی خار میں
بشرم ذلت نہ پاس بدنامی	بیخود عشق و محو خود کا بیہ
گاہ بیخود تہی گاہ محزون تہی	گاہ لیلی تہی گاہ مجنون تہی
پہرہ و ن رہتی تہی چکی آئینہ سان	سکی باتونسی ہوتا تہا سخنان
عشق کا اس قدر بڑا سودا	کہ وہ رہتی تہی اپنی جیسی خفا



سامنی روز و شب تہی صورت یار  
 چمکی رہتی تہی خستہ حالی سی  
 مست مدہوش عشق میں تہی تہ  
 شرم گین آنکھ شرم کہائی ہوئی  
 رہتی تہی بات سُنکی یہ خاموش  
 گہر میں اسکی انیس تہی جو جو  
 لاناہ سکتی تہی کچھ زبانوں پر  
 نرگس جادو واسکی تہی ہمد  
 عشق جب روز و شب زیادہوا  
 نرگس جادو تہی جو محرم راز  
 گلشن جادو سی لگی کیہنے  
 کسا بی دیکھی تیر عشق لگا  
 کس کی کیو کا دل میں سو دیا

جان دل میں بہری تہی الفت یار  
 گفتگو صورت خیالی سی  
 جان پر بن رہی تہی بی محبوب  
 ہر کسی سی نطنہ لجائی ہوئی  
 نہ اسی تھا جواب کا کچھ ہوش  
 جوش خیرت سی بج تہی سبکو  
 جانین دیتی تہی پر بیافون پر  
 اوسکو اس حال کا بڑا تھا غم  
 راز یہ باعش فساد ہوا  
 دیکھ کر اوسکی عشق کی انداز  
 اشک رخساروں پر لگی ہنی  
 کون ابرو کمان تھی بہا یا  
 گل رخسار کسا دیکھا ہے

نشا ہی کسی چشم میگون کا	یہ جو عالم ہی جانِ مخزون کا
دروِ سرعشق کا یہ خوب نہیں	اس مرضِ سیِ بخائیِ جانِ کسین
اب بھی باز آؤ اسکو ترک کرو	دیکھو تم مبتلا سیِ عشق نہو
جانِ جانیگی ماہتہ آئینا کیسا	ساری عالم میں ہوو گی رسوا
ما نواب بھی کہا تو بہتر ہے	ورنہ رسوائی اسکی گہر گہری
گلشنِ جاو و بولی سنکی سخن	دل پہ قابو نہیں کیا کا بہن
آپ سی کب یہ کوئی کرتا ہی	جان کر کوئی آپ مرتا ہی
جو لکھا ہی وہ پیش آتا ہی	بخت کیا کیا بھی دکھاتا ہی
زرِ گسِ جادو ہو گئی معقول	سبھی سمجھانا اب ہی اسکو فصول

صحرا نورِ دشمن پرور و پور و غیرہ ایدھی ایدھن و کنار و یامی خیمہ بنو

ساقیا پر بھی ہی شوقِ شراب	نشہ میں ہو کا واطلم کا باب
سامعینِ ابنِ سینا بیانِ طلسم	اکی لکھتا ہوں داستانِ طلسم
بینِ شہنشاہ ہوں معافی کا	صفحہ لوحِ طلسم ہی میرا

خامہ افنون طراز میرا ہی  
 اس عجائب سی آشنا ہے  
 بعد قطع منازلِ بسیار  
 مہر پرور غریبِ ناواقف  
 کہہ سی باہر اوس نکالا ہی  
 پاؤں ایذا ہی اہ سی مجروح  
 چہر سی کوری و ہو گئی کالی  
 پاؤں بی طور سبکی پڑتی تھی  
 دم بدم وقتِ دم شمار سی تھا  
 رات کی اوس اور دہکی ہو پ  
 رنج و آفت سی جان جاتی تھی  
 دیکھو نیزنگ چرخِ شہدہ گر  
 جو کہ ناز و نسی پرورش پائی

کارِ اعجازِ صمدِ مسیحا ہی  
 و مضمون اسی سی اسبھون  
 کر کی طی وہ مرا حل آخر کار  
 سحر اور ساحری سی کیا و ا  
 عشق فی کس بلا میں ڈالا ہی  
 سو جہتی تھی نکوئی را و فتوح  
 راہ کی ماندگی سی تھو ایلے  
 لونی جنگل کی دم او کھڑتی تھی  
 بوجہ سر کا بدن کو بہاری تھا  
 نہ ہاتھ کیسی حسن کا روپ  
 مانگنی سی نہ موت آتی تھی  
 جای انصاف ہی مقامِ عذب  
 آسمان اوتسی خاک چھنوائی

فروش گل پرچی نہ آئی قوار  
 جو کہی گہری ہی نہ نکلا ہو  
 رگ گل سی جو پاؤں چون انگار  
 وہ بت ناز پرور اور یہ سفر  
 وہ گل گلشن نزاکت زنا  
 آسمان جسا اک بگولا تھا  
 جب اوڑاتی تھی باد تند عیار  
 وہ حرارت وہ فصل تابستان  
 شمر افشان چار ساہریہ  
 ہر گڑھی میں تنور سی حدت  
 دامن دشت پر سحاب عیار  
 چاہ چشمہ کہین نہ دجلہ و نیل  
 پانی اتنا تھا کہ تر ہو زبان

او سکی زیر قدم ہو بستر خار  
 وہ گل تر ہو اور یہ صحرا ہو  
 پاؤں ہو ادنیٰ یون سر ہر خار  
 وہ مہر چور پیکر اور یہ سفر  
 اور یہ وادی قیامت زنا  
 طول میں عمر خصم جادہ تھا  
 کالی آندھی کی صاف تھی آثار  
 منز لون تک تمام رگستان  
 دڑی دڑی میں تابش شید  
 ہر بگولا ملاؤ کی صورت  
 صورت ابر سحر آتش بار  
 قحطی آب فی دہری تھی سہیل  
 بجز اک آب گوہر دندان

تشنه لب پیہ ہر ایک حیوان تھا  
 تابش ایسی کہ شب تو کیا دن کو  
 دیکھ کر شعلہ ہو اسکے لپک  
 مرغ صحرا سراپنا دہنتی تھے  
 سنگریزی ہتی غیرت انگر  
 دامن کوہ مین ہی ہر پارہ  
 چہا لا پائی نظر مین پڑتا تھا  
 جن او دہر سنی راہ چلتی تھی  
 شعلہ ایسا زمین سی اڑتا تھا  
 موج آتش تھی صاف موج شہر آ  
 تھا جو با و سمو م کا جھونکا  
 سر پہ جب آفتاب آتا تھا  
 دیکھتا خواب مین جو وہ ہامون

متلاشی آبِ پیکان تھا  
 لو کی شعلوں سی شمع روشن  
 خوف سی کا پتا تھا شیر فلک  
 سیخ موج ہوا پہ پہننتی تھی  
 تھا شجر بہی تو آگ کا تھا شجر  
 بہر کبک درسی تھا انگارہ  
 سایہ تک اڑمان گرتا تھا  
 پر سیر مرغ قاف چلتی تھی  
 چرخ مین تھا فلک ہی مثل طلا  
 ریک ماہی می تھی مین کی کباب  
 نادر و وزخ کا ایک زبانہ تھا  
 پاؤن مین سایہ پٹا جاتا تھا  
 نام الفت نہ لیتا پھر مجنون

شدتِ تشنگی سی و ہر قسم  
 وہ کڑی ہو پاوریٹ و گرم  
 نہ تو رہبر نہ راستا معلوم  
 جبر سی جب قدم اوٹھاتا تھا  
 یوں آتا تھا ہر قدم ہر گام  
 تھمائی ہتی نازین رخسار  
 جیب دامن کی دھجیان لیکر  
 مونہ پہ لی لی کی دامن چھرا  
 گاہ حق سی مدد کا طالب تھا  
 اسی فلکِ ظلم کی بھی کچھ حد ہی  
 کچھ تو قدر خدا سی ڈر ظالم  
 اسی ادبانی فسادِ جفا  
 طاقتِ پا جواب دیتی ہی

سو نہمین نیتا حقیق لب ہر دم  
 پاؤں اوس مہر کی دناز کن نرم  
 نہ کسی ملک کا پتا معلوم  
 تھام کر سر کو میٹھ جاتا تھا  
 ہتی ہویدا علامتِ سر سام  
 گل سی تلوی ہتی خاری انکار  
 پاؤنیں باندھتا تھا وہ خود سر  
 گاہ وہ زار زار روتا تھا  
 آسمان سی کہی مخاطب تھا  
 مجھسی یا پی سببِ تجھی کد ہی  
 اس قدر تو ستم نکر ظالم  
 اب نہیں راستا چلا جاتا  
 قوت اب ہاتھ کھینچی لیتی ہی

رحم کر بندہ خدا ہون مین  
 جانتا ہو جو ملک یار کی راہ  
 شورش دل یہ کہتی تھی ہر بار  
 ہر قدم تہا یہ قول پامردی  
 دیکھنا جی نچوڑنا میری خان  
 ہمت دل نہ ہارنا اصلا  
 کم نہ فر باد سی ذرا رہنا  
 چاہنی والو نکاحی کام ہی  
 منزل اول محبت یہی  
 کس خرابی سی کس مصیبت سی  
 پایا دریا سی آتشین کاجوش  
 ساحرون کو جو دیکھتی باہم  
 نکوئی یار و آشنا انکا

ہر دم ناوک بلا ہون مین  
 مجھہ دل انکار کو بتا سدا  
 ات نہ نکل زبان سی نہ ہمار  
 رہیو سرگرم باد یہ گردی  
 مونہہ کڑی سنی موڑنا میری جان  
 پالاجیتا ہوا ہی یہ تیرا  
 دو قدم قیس سی بڑھا رہنا  
 آزمائش کا ہی مقام یہی  
 مواد سی امتحان الفت ہی  
 اپنی منزل پہ آنکر پہنچے  
 اوڑگئی سبکی دیکھ دیکھلی ہوش  
 لہراتی تھی سوت کی ہر دم  
 دم وہ مثل حباب تھا انکا

رنج و تکلیف تما کجا پاوین  
 مرنی سی روز کی صفائی ہو  
 نیک بد سی تیز ہتی سب گو  
 چار و ناچار صبر کرتی تھے  
 مھر پرور کی غفلت حیران تھے  
 دوست گریان ہتی خندہ زن و بھین  
 جان دینی پہ ہتی سب آمادہ  
 ہر طرف چو کیدار پھلائی  
 سب کو اسد رچہ ہتی گرفتار  
 متعین و مان جو ہتی ساحر  
 پاس اونکی تو وہ نہ آتی ہتی  
 ہوش انکو بیان نہ تھا حاشا  
 ہر طرف آتی جاتی پرتی ہتی

کہتی ہتی کاش ڈوب ہی جاوین  
 مر چکین تاکہین رہا یے ہو  
 جان شیرین عزیز ہتی سب گو  
 رنج و غم جان پر گذرتی ہتی  
 ماہ پھو وین ہی وری حیران تھے  
 ہوئی میدان میں یہ خیمہ زن  
 ہر جگہ پال خیمی استادہ  
 کہ نہ ساحر گوئی او ہر آئی  
 اپنی کرتی ہتی خو و خبردار  
 انکی آئی سی ہو گئے باہر  
 دور سی سب کو دیکھ جاتی تھے  
 اونکو یہ سیر ہی تما شاخصا  
 مثل گل کھل کھلاتی پرتی ہتی



روز و شب خواری میں گذرتی ہے  
 مہر پرور کو ہستی یہ تب نشو و نما  
 جستجو تھی کوئی وہ شی ہوئی  
 فکر کوئی نہ پیش جاتی تھی  
 غوطہ زن اس نیال میں بیغور  
 کشتی کب کوئی اس میں جاتی ہی  
 کچھ وہ مومنہ ہی سخن نہ کہتا تھا  
 چین اور سکون نہ غم ہی دم بہرے  
 نہ کہہ ہی اپنی کہتا تھا دل سے  
 ہنسنے کیا دور و غم میں چہرہ ہی  
 کوئی اپنی خوشی کی بات نہیں  
 اسکی ہر ایک موج ہی طوفان  
 نظر آتا نہیں ہی کو سو نہ پٹ

رات بیدار خی میں نہ آتی  
 رہتی تھی اور سکون و شہت نہیں  
 کہ یہ راہِ طلسم طلی ہوئی  
 کوئی تدبیر بن نہ آتی تھی  
 کیونکہ اس بحر غمی کبھی عبور  
 کشتے عمر غوطی کہا تھی یہ  
 بحر حیرت میں غرق رہتا تھا  
 بحر اندوہ کا شناور تھا  
 پارِ بیہوشی ہو کا مشکل سے  
 اس بلا کا نہ تہل نہ بیڑا ہی  
 کسی جا ساحلِ نجات نہیں  
 خجل اس سے ہی قلمِ عمان  
 کہا ت کو یا ہی سکا موت کا کہا

کیسا دریا ہی سہ بلا نیکہ  
 دیکھ کر یہ کبڑی طلاطم آج  
 کس قدر وہ مہیب دریا تھا  
 لکٹی ست قلم میں یہ طاقت  
 وہ محیط کسارِ ناپیدا  
 وہ ہوا میں وہ زور پانی کا  
 گھاٹ تیغِ قضا کا گھاٹ اسکا  
 موج سیلِ قضا وہ شور انگیز  
 مثلِ نختِ سیاہ تیرہ و تار  
 لبِ ساحلِ بشر کا تشہِ خون  
 وہنِ گورِ حلقہ کر و آب  
 طول دریا بہانِ طولِ عمل  
 پاٹ دریا کا حد سی افزون تھا

کئی موج ہی قیامت  
 دل میں ترسانہ کہ نہ ناپید  
 ساتھ میڈ ہی کی دل آویز تاتھا  
 لکھی اوس بحر کی جو ماہیت  
 دیکھ کر زبرد آب ہوتا تھا  
 وہ طلاطم وہ شور پانی کا  
 مثلِ دامنِ حشر پاٹ اسکا  
 ہر تنورِ جباب طوفانِ خیز  
 سخنِ مکر کی طرح تہ و اار  
 آبِ تیغِ اجل سی آبِ فزون  
 قطع بہرِ کفن ہتی چادرِ آب  
 عرض میں دامنِ عدم مثل  
 بادبانِ جہاز گرد و نچس

اوج مین کم نہ تھا و چون سی  
 دیکھ کر آب پمعنانِ فلک  
 کر یہی آب کی ہے طعینانی  
 آسمان سی ہم اوج تہا زبس آب  
 آتی ہتی قدس ہونکی صاف آواز  
 کہکشانِ فلک بسانِ ننگ  
 بحر ہی سوچ جب او بہرتی ہتی  
 کوو پر نیکا قصد کرتا تھا  
 جو صاحبِ شریکِ خدایتی

لب بلب تھا ٹھٹھ کر و ونسی  
 وز کی کہتی ہتی ساکنانِ فلک  
 زورق چرخ ہونہ طوفانی  
 برجِ آبی بنا تھا برجِ جباب  
 بائیں سنتی ہتی ساکنانِ جہاز  
 ہر بہنو ر غیرتِ وہانِ ننگ  
 فسر طائر کو صید کرتی تھیے  
 جان دینی می پروہ ڈرتا تھا  
 غرق در یائی رنج و حیرت تھی

آہن مھر پرور و باغ و یافقن لوحِ طلسم و روانہ  
 شدن مع برق رفتار برای فتح قتلہ طلسم

ساقیا ذوقِ آبِ شرابِ گاہی  
 بی کی پنی سی بس یہی ہی بجا ہے  
 بحر می مینِ روانِ ہوشی می  
 بطری می کا جو نشانِ مینِ ہوشکار

چشم حق بین سی لطیف حق بیکو  
 اپنی قدرت اگر دیکھاتا ہی  
 کار ساز اور ہی غریب نواز  
 اوسکی قدرت میں عقل حیران  
 وہی حاجت روای عالم ہی  
 جو کہ شکل میں یاد کرتا ہی  
 مصلحت میں ہی اوسکی دخل کی  
 رنج کشتی نہ پای طوفان سی  
 آگ میں ہو گیا خلیل کا یار  
 غم نہیں اوسکو جو کہ مونس ہو  
 خضر کا ہی وہ راہ میں حافظ  
 کر دیا وصلِ آدم و حوا  
 اعتراف اسکا بنیانی کیا

اوس سب کی تم سب بیکو  
 بگڑی کاموں کو وہ بناتا ہی  
 ساری بند و گاہی اوسی پرمان  
 کارِ مشکل اوسی سی آسان ہی  
 وہی تو نا خدا سی عالم ہی  
 اوسکو اللہ شاہ کرتا ہی  
 عزت کر دی وہ دم میں چاہی  
 ڈوبتی کو بچائی طوفان سی  
 کر دیا اسپہاگ کو گلزار  
 زندہ پہلی میں رکھا یونس کو  
 رہا یوسف کا چاہ میں حافظ  
 حافظِ نوح ہر بلا میں رہا  
 ماعزِ ناک مصطفیٰ فی کف

او سکی قدرت کا لطف دیکھو ذرا  
 مہر پرور غریب آوارا  
 کس الم سیوان تک پہنچا  
 روز و شب رنج میں بسر کرتا  
 گوش دل سی سنو حقیقت اور  
 جلی او سکی اگر ہو انی کرم  
 او سکی جہدم ہو بارش افضال  
 ہی خبر دار جو یہاں ساحر  
 مہر پرور کا مضطرب ہونا  
 فوج کی وہ اذیت و تکلیف  
 من عن سب انہوں نے جاگی کہا  
 سہمی ذہن فی حال سرتاھر  
 یاسمن نے جو یہ خبر پائے

کارخانہ میں اد سکی ہی کیا کیا  
 عکس و رنج ویدہ بیچارا  
 شور مالد نکات فلک پہنچا  
 غم غصہ کو ہضم کرتا  
 کہ خدائی کیا عجائب طور  
 شاخ پڑمروہ سبز ہوا و سدم  
 شجر خشک بارسی ہو نہال  
 گئی لی کر خبر وہاں ساحر  
 ماہ پر دین کا جان بلب ہونا  
 سب کا رنج ثقیل اور خفیف  
 یکہ دیا لکھ کی کپہ سنا کی کہا  
 آفرین کی ہر ایک کی عہت پر  
 بیگلی سی کمال گہرا سیئے

دل میں پہرِ نالو کا خوشی  
 دل بیتاب تھا جو گہا نوین  
 دل تو کہتا تھا چل کی قربان  
 پاؤں کہتی تھی چل اوسی کی لہ  
 گوشِ پیغام یار کی شتاق  
 جان شوق وصال کی طاب  
 سینہ تھا قرب یار کا خواہاں  
 ہاتھ جو یان بلائیں لینی پر  
 زانو کو جستجوئی اوسی یار  
 باپ کی ڈر سی جانہ سکتی تھی  
 سنی کیا دل پر دکھ وہ بہر تھی  
 بس جدا تھی جو یار جانی سی  
 غم کی جو بان ورمیان آئی

عشق میں پہرِ جو نگا جو شش  
 او سکو سجھاتی تھی وہ باتوین  
 ضبط کہتا تھا یوں نہ بیجان ہو  
 دل یہ کہتا تھا اٹھو بسم اللہ  
 دیدی دیدِ نگار کی شتاق  
 اور زبان تھی سوال کی طاب  
 دل بغل میں نگار کا خواہاں  
 لب کشادہ و عافین نی  
 پہلو کو آرزوی پہلو سی یار  
 شوق دیدار میں ملکیت تھی  
 عشق نا دیدہ میں جو مرنی تھی  
 مرنی تھی وہ غم نہانی سے  
 گلشنِ حسن پر خزان آئی

گل سا پتھر ہوا تھا غم سی پڑ مروہ  
 نہ وہ رنگت ہی نہ وہ جو بن  
 آہ کرتی تھی جب وہ اڑھتی تھی  
 رنج الفت سی نہ تھی ماحرہ  
 زگر کی چشم دیکھ کر بیمار  
 سمجھتا اب بھی تو گلشن جاوہ  
 اس مرض کا تو اپنی چاراکر  
 ابھی اس کام میں ہی تو انجان  
 منت تو اپنی جان کہو دیگی  
 ماہ پر دین کا وہ توشید ہی  
 تیری غم سی وہ دل طول نہیں  
 بات رسوائی کی ہی جان لی تو  
 بد توں کا غلم چٹا ہے

دل ہی دل میں کمال افسردہ  
 سب کی طرح زرد سیبِ فتن  
 بیٹھتی تھی تو غم سی کھینچی تھی  
 اولِ عشق میں ہوئی آئندہ  
 زگر کی جاوہ فی کیا اظہار  
 لعل سی جانکو نہ کہو اب تو  
 اب بھی اس عشق سی کنار اگر  
 باز آ باز میرا کہنا مان  
 تیری پروا اوسی نہو دیگی  
 ساری عالم پہ مینہ ہویدا ہے  
 ایسی الفت سی کچھ حصول نہیں  
 صدق میں میرا کہنا مان لی تو  
 جان جاتی ہی گھر بھی لٹا ہے

فعل بد ہی نہیں یہ کارِ توبہ  
 او سکو بہو لا کہی نہ گوئی تہی  
 ز گس جادو سی یہ سن سنکر  
 لگی کرنی وہ بار بار افسوس  
 ہو نہیں لاچار ز گس جادو  
 دوست سمجھی تھی اپنی جیل کو  
 کسی صورت نہیں سنبھلا دل  
 کہلی یہ روی مثل ابر بہار  
 لاکھ لاکھ اسکو مین ہون سمجھا  
 یہی کہتا ہی میرا یہ دل زار  
 چھوڑ دی اپنی یہ امیری تو  
 او سکی کوچی کی جو گدا ہی  
 کہتا ہی چھوڑ بد تمیزیے تو

کہ بزرگوں کی نام کو نہ خراب  
 صبح کا بہو لا شام کو جو آئی  
 رہ گئی اپنی سر کو وہی جن کہ  
 کہا افسوس صد ہزار افسوس  
 د لگی او پر نہیں سیر اقا بڑ  
 لاکھ بھاتی ہو نہیں اس دل کو  
 ضد سی برگز نہیں بھلا دل  
 آنسو نکا بند با غم ونسی تار  
 بات د لگی نہیں کہی جاتی  
 مہر پر وہ پہ چلکی ہو تو تشار  
 او سکی کوچی مین کر فقیہی تو  
 مجھ کو دنیا کی باد شاہی ہے  
 اختیار او سکی کر کتیریے تو



دل سی کیا آدمی کو چارہی  
 یہ سنی پر ہوا ہی میرا حال  
 گئی تاب و توان عقل و ہوش  
 جان کیا کیا عذاب دیتی ہے  
 عشق فی دانو پر چڑھا مارا  
 دل جگر ہو کی آب بہتا ہے  
 خون تین نہین کہیں باقی  
 چیر کر کاش دیکھی وہ قاتل  
 چاک ہین غمی دل جگر افسوس  
 بسکہ بڑھتا ہی غم کا ہر دم زور  
 جان دینا غضب سچتی ہوں  
 حرکت اس قدر ہوئی تو ہوتے  
 یاسمن ہی چچا کی جو خستہ

بی اہل اسنی مجھ کو مارا ہی  
 ابھی دیکھا نہین ہی حسن جمال  
 پہر و ن ہتی ہون نرم مین خاموش  
 دلکی طاقت جواب دیتی ہے  
 جیتی جی دلنی ہا ہی ست ہارا  
 اکھونسی خون ناب بہتا ہے  
 حرکت ہاتھ مین نہین باقی  
 سینی مین غمی آب ہی دل  
 او سکواسکی نہین خبر افسوس  
 عشق فی کر دیا مجھی کم زور  
 نیک و بد مین ہی سب سمجھتی ہوں  
 مین بری ایک اگر ہوئی تو ہوتے  
 پہلی عاشق ہوئی ہی وہ اوپر

اوسکا جب اس طرح ارادہ ہے  
 جب نہ بیٹی کی ہو ذرا غیرت  
 چارونکی جو یہ جوانی ہے  
 مہنی گہر کو کیا ابھی سی سلام  
 یار ہو جام می ہو دلبر ہو  
 اوستی ہو گا جو کوئی دکھ محکو  
 جس طرح ہو گا کل میں جاؤنگی  
 تم جو میری شریکِ حال نہیں  
 پہر کتین تم جو مجھی کیا وڑھی  
 دین و اسلام غیض کب ہی  
 نرگسِ جادو بولی سنکی کلام  
 میں جو محکو یہ طعنی دیتی تھی  
 تو فی مجھی کلام خوب کیا

دوستی غیرت میری زیادہ ہے  
 میں تہیچی ہون میری کیا غیرت  
 عشق سی لطفِ زندگانی ہے  
 کسکی غرت کجا بزرگون کا نام  
 میں ہون پہلو میں مہر پرور ہو  
 انکھیں ٹہنڈھی کلیجہ سکھ محکو  
 مہر پرور کو دیکھ آؤن گیے  
 غم نہیں کچھ مجھی ملال نہیں  
 میرا اندیشہ ایا وڑھی ہے  
 بنہ حسن ہون یہ مذہب ہے  
 عشق میں نچتہ ہی نہیں تو خام  
 واری میں تیرا دل یہ لیتی تھی  
 جو کیا تو فی نام خوب کیا

تیری او پرند امیراجی ہی  
 ناگمان صورت ہو اپنا پھین  
 پہنچی او سوقت وہ وہاں جاکی  
 ہر طرف شور آہ و زاری تھا  
 لوگ غم سی تمام ہتی بیکل  
 خاک رہ ڈالٹی ہتی سب سر پہ  
 مھر پرور بھی تھا لئی خنجر  
 گرد پشی ہتی گھیری اوسکو لوگ  
 جان نہرا کی لب پہ آئی تھی  
 کیا کہون جیسا تھا طال اوسکو  
 ہر طرف ایک پڑ رہا تھا غریب  
 اسکا احوال آگی ہوگا ذکر  
 چارونا چارول پہ جبر کیا

مین ہون لونڈی تیری بی بی  
 آنکی آن مین وہ جا پھین  
 ہتی پریشان بال نہرا کی  
 مھر پرور کورنج طاری تھا  
 ساری لشکر مین تھی عجب ہل چل  
 ماہ پروین کا نام لی لی کہ  
 قصد یہ تھا دیکھائی جو سر  
 ماہ پروین کا تھا ہراک کوسوگ  
 ہر طرف شور تھا وہاں تھی  
 لوگ سمجھاتی تھی کمال اوسکو  
 جست جو گو گئی تھی ہر سو دیو  
 کہ یہاں ہی بھی طلسم کی فکر  
 ماہ پروین کی غم مین سبر کیا

اسلٹی ہی ظنم کا جانا  
 محر پرور کا ہتا یہہ غمی حال  
 غم فی ایسا کیا ہتا او سکو ہلاک  
 جانتہ نک تن سی شاکی تھسا  
 بیشمار ہتا ہتا درد و غم سول  
 گیشن جہ وقت و ونو نہ پارا  
 او سکی افسروگی پر وونی لگین  
 گلشن جاوہ بقوارہ جوئی  
 اور یہہ جان کو عذاب دیا  
 خون ل لکھون سی پکنی لگا  
 جوشش غم سی ل تلخی لگا  
 وحشت دل زیا و وونی لگی  
 جوشش حیرت سی ہ گشتہ

قلع کی فتح کا ہی ہا تہہ آنا  
 چاک ہتا جیب غم شال ہلال  
 کہ فقیرانہ برین ہتی پوشاک  
 پیرین سمین شکر فی ہتا  
 کچھ نہ ہتا جز مال و رنج حصول  
 غش ہوین دیکھ کر وہ یکبارا  
 دیکھ کر او سکو جان کہونی لگین  
 نوک خنجر کی دل سی پار ہوئی  
 تاب و طاقت فی ہی جوابیہ  
 جار غم دل بین پیر کہنکی لگا  
 پیر گریبان پہ ہا تہہ چلنی لگا  
 موتی ہر چشم پیر پر وونی لگی  
 جگمگی پاؤن خاک پر یک سر

آہ ہمد م رفیق نہ لاکھتا

گل رخسار زرد ہونی لگا

عشق کا پہر زیادہ شور ہوا

نہ رہا پاؤں کو مقام قیام

چہٹ گیا فرط غم میں صبر کا تہا

اولیٰ پاؤں ہانسی پہر کی

نرگس جادو کا پکڑ کر ہاتھ

گرتی پڑتی ہوئی ہانسی چلی

کہتا تھا دل میں مقام کرو

جان قربان کر کی اوٹھو تم

درد پر یہ کون تھا مانع

رشتہ الفت کا پر نہ توڑائی

گہر کا آنا کب اوکو پہتا تھا

عشق قامت کا بول بالا تھا

ہول سیل میں رہو ہونی لگا

نصرت آیا روانہ زور ہوا

نصرت بولا عصائی آہ کو تھا

غبط کی ہتی عنان تو غیر کی تھا

ہر قدم پر سنبھلتی ہتی گری کے

شاخ سانی سی جاتی تھی وہ سا

اولیٰ پاؤں ہٹی بیانسلی چلی

گہر کو مچرا کر و سلام کرو

اب جو بیٹھو تو مر کی اوٹھو تم

شرم آڑی ہو سی حیا مانع

جان دل و نو کو وہ چھوڑ آئی

پار بن گہر وہ کافی کہا تھا

خونِ دل لکھہ سی بہاتی تھی  
 روز چوری چہی ہوا معمول  
 سنو ایک رات کی حقیقت او  
 مہر پرور کا دل جو گہبہ آیا  
 باہر ایک خیمہ کی تھا خانہ باغ  
 بیگلی نی جو دلہ کی کاشش  
 چاندنی کچھ تھی اور کچھ تھا ابر  
 فرش میں چاندنی کا بچھوایا  
 کرسی پر بیٹھنی کا دھیان آیا  
 بیٹھا ملکہ وہاں درختوں سے  
 بچوان او سکی اگی تھا جو دہرا  
 دھوئین اونٹنی تھی لسی آہ کی تھ  
 کت افسوس غم سی ملتا تھا

دم لکھتا تھا جان جاتی تھی  
 رات کو جانی کا کیا معمول  
 نئی لکھتا ہوں یہ مصیبت اور  
 سیر کو چاندنی کے وہ آیا  
 اوستی کہتا تھا او کا غنچہ و انغ  
 کچھ ہوئی دکھو سیر کی خواہش  
 دکھو اتانہ تھا فراق میں سبر  
 مضطرب ہو کی سیر کو آیا  
 عرش و کرسی سی تھی جو ہم پایا  
 شگودہ تھا او سکوا اپنی نچھو سیسے  
 بیچ وہ بھی الہم سی کہتا تھا  
 چیکا بیٹھا تھا رکھی ہاتھ یہ ہاتھ  
 سوز و وقت سی سینہ چلتا تھا

نالی پیہم الم سی کرتا تھا  
 ساحر و نکو نہ تھی جڑیں سی پناہ  
 حسن فی اوسکی کر دیا تھا ماند  
 چادرِ ابرو نہ پھوہ و ہر قتی ہتی  
 قدرتِ حق کی دیکھتا تھا وچہرہ  
 صورتِ آئینہ تھی تہا  
 گاہ روتا تھا اپنی حال پہ وہ  
 بوسے مہال لب کی لیتی تھے  
 سوچین تھا عجب غیرتِ ماہ  
 اتنی ہنر و ستارہ سی پیش نظر  
 خیرگی دیکھ کر نگاہ فی یکے  
 مہر پرور گو ہو گئی حیرت  
 ماہ پر دین کا دھوکا ہونی لگا

بی اجل جوش غم نہی مرتا تھا  
 داغِ دل تھا بزرگِ تباہ سیاہ  
 آگ آمانہ تھا حیا سی چاند  
 چاند فی اوس سی مکر کرتی تھی  
 سخت تھی ناگوار صحبتِ غیر  
 ماہ پر دین کا بس قصور تھا  
 صبر کرتا تھا ہر طال پہ وہ  
 آہ دل سی جواب دیتی تھی  
 جسطح کوئی دیکھتا ہی راہ  
 چرخِ آکی چکی مثلِ سر  
 روشنی اور نور ماہ فی کی  
 دیکھ کر اونکی چاند سی صورت  
 لیکھی رومال موہ نہ یہ روئی لگا

شکل طاؤس حب چلین ہ چال

سامنی ہو گئیں کہڑی یکبار

مہر پرور کا پہر چار اول

حسن فی انکی ہستہ ار کیا

بوی خسار حب مہکنی لگے

مہر پرور سی بس رہا نگیا

کہل کہا کر تہیمس پڑین و نو

خاہ پر وین کو دل سی ہول گئی

خجر غم سی دل ہوا مجروح

سیرین باغ کی شکار ہوا

حقہ کسا وہ اور کسکی سیر

دل فی کرسی سی اونکو اوٹھوایا

پوچھا اونسی کہا فتنی آنا ہوا

مہر پرور کا دل ہوا پامال

بجلی دلپر بیان پڑی یکبار

یہہ کہان سی بنا ہوئی نازل

تیر سینی سی وار پار کیا

حسن پر ال بس نہکئی لگے

غش پر آیا کہ کچھ کہا نگیا

آنکھ سی آنکھیں جا لڑین و نو

غیر پہو لونکی بو پہیوں گئی

قفس تن مین تڑپا طائر روح

عشق کا تیر دل سی پار ہوا

حسن و الفت مین ہی نزل نہی

اور اسکی سوانہ بن آیا

عجبی کہی جہان سی آنا ہوا



مہربانی تو کوئی دم کیجئے  
 مہربانی جو کی غریبوں پر  
 میری گہرین کرم کیا متنی  
 دل محزون کو کر دیا میری  
 جزو عا ہمی اور کیا ہو گا  
 طبع والا ادھر جو اسی تھی  
 ہر طرح عیب سی برنی ہو تم  
 آئی سی نصف شب میں کیا تھا  
 آئینکا صاحبو کی تھا کیا وقت  
 کام ہی کہہ نہ دیمان میں لانا  
 ہم فقیر ونگی گہر سی کیا پایا  
 بیٹھی اور کرم سوا کیجئے  
 سنکی تقریر مہر پرور کی

اتنی آئی مجے کرم کیجئے  
 سرزاری ہی کم اندھوں پر  
 ہم غریبوں پر کی دیا متنی  
 حق تعالیٰ تہین رکھی آباد  
 و اما خوش رکھی گا پہلا ہو گا  
 سیر کچھ اس طرف کی ہائی تھی  
 جن ہو یا انس یا پری ہو تم  
 کسکی تم باغ خوبی کی ہو پہول  
 حسن یہ آپکا اور ایسا وقت  
 بی تکلف یہاں چلی آنا  
 سحر و افسوس ہی خوف آیا  
 نام سی اپنی آشنا کیجئے  
 سبھی الفت کی یہ ہم سر کی

دو نو جانب سی چاہ ہوتی ہی  
 ناز و انداز وہ دکھانی لگی  
 چٹیر بس رو برو لگی ہوئے  
 بولی حاصل ہی اس کلام سی کیا  
 ماہ پروین کی تم مصاحب ہو  
 حسن کہتی ہو خود پر ہی تم ہو  
 آشنا و سکی داغ حسن کی ہو  
 غم میں اوسکی بنی جی بھیجو کہو  
 جھوٹی ہانکین عبث یہ کہتی ہو  
 دیکھو مونہہ پر نہ یون جڑ ہو صاحب  
 ایسی باتوں سی ہم مقرر ہوئی  
 آپسی وہ جو مونہہ ہی موڑ گئی  
 اسی باعث سی ارتباط ہی یہ

دل سی بس لکھ راہ ہوتی ہی  
 تیرہ بیان سید میان سنائی لگی  
 ناز کی گنت کو لگی ہوئے  
 ہم غریبوں کی تمکو نام سی کیا  
 آپ محبوب تم تو صاحب ہو  
 ماہ پروین کی مشتری تم ہو  
 طوطی تم اوسکی باغ حسن کی ہو  
 مونہہ نہ کہلو اوس خوش رہو  
 ہمسی بیوہ کیوں چرکتی ہو  
 اوس کا کلمہ تم پڑ ہو صاحب  
 ہم سمجھتی ہیں خوب یہہ چونکی  
 تمکو دام بلا میں چھوڑ گئی  
 اسی باعث سی اختلاط ہی یہ

اس لئی تمہنی سخت کرتی ہوں  
 اپنی باتوں سی تم دہراتی ہو  
 اوسی کی حسن کا مزا لی لو  
 جال پہلائی ہو سمجھتی ہوں  
 چار ہی دینیں او سکوبہول گئی  
 کیا کری آپکا یقین کوئی  
 ایسی باز آئی بس ملاپ سی مین  
 نام مین میری ہی جو ٹکوکلام  
 ساحر ونسی جو لڑنی آئی ہو  
 یونہیں نستج طلسم باقی مین  
 عشق کا ساتھ تو پنچھوڑو گی  
 ذکر اسکانه در میان لاؤ  
 کہاں ستم سا آپکا دل ہی

مین ہی کہہ دوں کہو تو مرنی ہوں  
 طرفہ بلبل مجھی سناتی ہو  
 کسی کچن سی گویاں کہیلو  
 دام مین لاتی ہو سمجھتی ہوں  
 مجکو بس دیکھتی ہی پہول گئی  
 طوطہ چشم آپسا نہیں گوی  
 نہیں کہتی امید آپ سی مین  
 گلشن جادو بندیکا ہی نام  
 گور مین اپنی کرنی آئی ہو  
 حسن پر آپ پہیلی جاتی مین  
 یو مین باب طلسم توڑو گی  
 خیر سی اپنی گہر کو پہر حساباؤ  
 رٹنا ذہن سی کارِ مشکل ہے

یا سمن غم سی جان دی اپنی  
 بیو فائی مین سب سی فائق ہو  
 مہ پرورنی جب سنی یہ سخن  
 بہہ کیونسی عبت ستاتی ہو  
 جان دل ہم نیاز کرتی مین  
 یہہ تو باتین نہیں تمہاری مین  
 اسی فی سبکا دل ہلا دالا  
 کند تیز اپنی یہہ زبان نکرو  
 شعلہ حسن کی بڑی ہی آنخ  
 سارا ذہن کا گوشت پوست تم  
 طلی نہ راہ بلند و پست ہوئی  
 اپنی اب حانکی صفائی ہی  
 پہر کی جانا یہاں سی ناممکن

اور تھکو خبر نہوا و سیکے  
 کس توقع پہ گوئی عاشق ہو  
 گلشن جادوسی کئی یہ سخن  
 کس لہی شیر و نکو دڑاتی ہو  
 حسن پر آب ناز کرتی مین  
 حسن کی خبیان یہہ ساری مین  
 حسن کا مونہ خدا کری کالا  
 سرو مہر سی گر میان نکرو  
 سو جہتا کچھ نہیں ہی سات اور پا  
 میرا دشمن ہی او سکی دوست ہو تم  
 ویسی یہاں فتح کی شکست ہوئی  
 آنکھ سی لڑتی ہی لڑائی ہی  
 بھی ہم اپنی آئی موت کی کن

عشق صاحب کا داغ دیوی گا  
 زور اس میں نہیں ہی بندی گا  
 جان جائی نہ مطلب دل ہو  
 ہم غریب الوطن مسافر ہیں  
 تمکو لازم تھا کرتی خاطر تم  
 یہی پہل ہوتا ہی محبت میں  
 واہ کیا خوب قدر دانی کی  
 مر جا واہ واہ کیا کہنا  
 گلشنِ جاو کی گری آنسو  
 نرگس جاوونی جو دیکھا حال  
 کہتی ہیں کیا بھلا اس الفت کو  
 کوئی مشوق کو ستاتا ہی  
 دل شکستہ ہی یہ غریب ہی یہ

آپکا حسن جان لیوی گا  
 لوحِ قفیر میں جو ہو لکھا  
 متسی الفت میں رنج حاصل ہو  
 رنج کش میں شکستہ خاطر میں  
 نہ کہ دکھ دینی پر ہو حاضر تم  
 جو عداوت کی تمنی دعوت میں  
 کیا غریبوں کی مہمانی کے  
 یہی اس وقت زیب تھا کہنا  
 یاس کی جب ہوئی سخن بررو  
 گلشنِ جاووسی کیا یہ مقال  
 پڑیں پتھر تیری محبت کو  
 ٹیڑھی باتیں کوئی سناتا ہی  
 غم کشیدہ ہی بی نصیب ہی یہ

با ستم نہ کر کہ تہا زہو جائی  
 دور کرد و و را ایسی فقروں کو  
 جان اس وقت ہی اوڑی جاتی  
 گلشنِ جادو رنج سہنی لگے  
 پھر مخاطب ہوئی وہ دلبری  
 سنی صاحبِ یہاب کلامِ غم  
 آپکی حسن کا تمام بیان  
 سخت تھی رنج و غم سی فریادی  
 بس اوسی زور سی حبیب ہوئی  
 گلشنِ جادو واسم رکشتی ہوں  
 آپ کی عشق میں فراب ہوئے  
 عمر پھر کی بزرگوں کی بنیاد  
 لوح میں آپ کو یہہ دیتی ہوں

ہر طرح با مرا و ہو جائیے  
 وہ کراسکی جو کچھ کہ مرضی ہو  
 ہیکلی گرمی بھی نہیں بہا تے  
 مذہبی بس آفتونکی ہینی لگے  
 بات کی ہنس کی مہ پروری  
 عشق میں آپ کی سہی جو جو رہے  
 یاسمن سی سنا تھا مینی بیان  
 وہ بہن ہی میری چچا زادی  
 اپنی خواہر کی میں قیہ ہوئے  
 پاس لوحِ طلسم رکھتی ہوں  
 غم سہی مور و غدا اب ہوئی  
 آپکی واسطی یہہ کی برباد  
 اور میں گہر کی راہ لیتی ہوں

جانِ دین ہی دیا تم کو  
 اب نہ آؤنگی میں تمہاری پاس  
 دور سی دیکھ کر مرونگی میں  
 لوح کی دینی پر جو ہو گا ستم  
 برق رفتار ہی جو یہ عیب ساز  
 یہی جا پہ کام آوی گا  
 ہو وی جو کچھ کہ لوح میں لکھا  
 اسکو رکھنا بہت حفاظت سی  
 نہ گوارا کرو غاکو تم  
 کہا میں قسمیں ہی آپ محبی شدید  
 تہی تو کا فر پہ اب سلمان ہوں  
 کوئی محبت نہ یہہ ذرا لائی  
 گلی و نو ملی پہر آپس میں

کیا دشمن تکا ہم مردم کو  
 مدعی ہیں تمام ساری پاس  
 پر حفاظت کیا کرونگی میں  
 سب اوٹھا لونگی دل پہ دردِ عالم  
 ساتھ اسکا نہ چھوڑنا بخسار  
 ہر طرح سی تمہیں بچاوی گا  
 کیجیو اس پہ تم عمل اپنا  
 ہونا غافل میری الفت سی  
 درمیان دو مجھی خدا کو تم  
 ح میں دو میری کلامِ مجید  
 جانِ دل سی میں تم پہ قربان ہوں  
 جو کہا اوسنی وہ بجالائی  
 دو نو مجبور عشق کی بس میں

یہہ ہوتی صدغی وہ ہلا کردان  
 ایک پر ایسا مائل ایک ہوا  
 دیکھی وہ لوح ہو گئی راہی  
 یہہ او ہر بقرار وہ بیتاب  
 لب پہ او سکی تو مھر پرور تھا  
 سنا زہرا فی حب یہہ سارا حال  
 کہتی تھی بونہائی ات بشر  
 ماہ پروین تو مصیبت میں  
 نہ رہی حیف عشق میں تاثیر  
 انہیں باتوں کا سب میں چپا تھا  
 کہا زہرا فی دیکھ کر کیا خوب  
 ماہ پروین کی موت آئی ہی  
 آپکا بیاہ او سکا تیجا ہی

یہہ فدا و سپہ اپنہ وہ قربان  
 دو نو کا عشق میں دل ایک ہوا  
 دل فی او سوقت ہر بی جا ہی  
 عشق میں دو نو کا چٹا خور و خوا  
 ورہ اسکو بھی نام دہر تھا  
 دل کو حیرت ہوئی کمال کمال  
 خیر انسی نہیں سوا می شر  
 مھر پرور ہو عیش و عشرت میں  
 نام الفت نہ لین صغیر و کبیر  
 مھر پرور و ہان جو جا پہنچا  
 یہی الفت کا ہی اثر کیا خوب  
 لو مبارک کہ سوت آئی ہی  
 یہی الفت کا بس نتیجا ہی



عشقِ یارِ جدیدِ مین پہوئے  
 آفرینِ آپکی محبت کو  
 طعنِ تشنیع کی سنی جو کلام  
 پہلی تو خوب آہ و امتحان کی  
 خیر ہی تمنی کیا کلام کیا  
 ماہِ پروین کی نام کی صدیقی  
 گلشنِ جاوید میری محسن ہے  
 سنی زہرائی یہ کلام جوہین  
 اسکی اوسکو کمال عید ہوئے  
 گلشنِ جاوید کی ہوئی اوسی چاہ  
 شکہ اوسنی کیا حسد کا ادا  
 مہرِ پرورنی پڑا کی پہر تو نماز  
 مطلبِ لوح سی ہوا وقت

اپنی یارِ قدیم کو بہوئے  
 کیا بہلا کہتی ایسی الفت کو  
 ہتام کر اپنا بس دلِ ناکام  
 نہ کی یہ بات پہر نمایان کی  
 جیتی جی بس مجھی تمام کیا  
 آپکی اس کلام کی صدیقی  
 ابتو یہ فتحِ قلعہ ممکن ہے  
 شاد و دل ہو گیا ہوا یہ یقین  
 جان و دل کو خوشی شدید ہوئے  
 کہا اوسکا بہلا کر ہی اسد  
 آئی و بنی پر آسمانسی بلا  
 قفلِ صند و چہ کیا بس باز  
 پہلی ان باتوں سی نہ تھا وا

دیکھی جس وقت اوسنی صورت لوح  
 صاف مضمون تھا یہ سب لکھا  
 فتح کرنا تو کام میرا ہے  
 اسمِ اعظم کو پڑھ تو اسی دانا  
 چھوڑ کر کو اپنی آجہا تو  
 رخصت ایک اکیسی غرض ہوا  
 برق رفتار کو لیا ہمراہ  
 دیو کی فوج سی کیا ارشاد  
 کسی صورت نہ سچھی رہ جانا  
 کئی بہتیار سب بدن پر دست  
 برق رفتار تھا جو وہ عیاں  
 مثل عیاری میں نہ تھا اوسکا  
 تران با و پا ہوا کا تھا

من و من سب پر ہی عبارت لوح  
 اب نہ منظر وہی طلسم کشا  
 اور عالم میں نام تیرا ہے  
 مع عیارسوی دریا جا  
 دیکھ پہر دم میں سیر دریا تو  
 اسمِ اعظم کو خوب یاد کیا  
 لی غرض ساحل مراد کی راہ  
 سحر کا ہی طلسم بی بنیاد  
 گھیرا ڈالی ہوئی جیسے آنا  
 ہوا راہِ طلسم پر وہ چست  
 با فی تہی اوسکی پاس سب طیار  
 اوستی خجالت زدہ عمر بھی تھا  
 پاؤں گرد و نیہ باد پا کا تھا

اشقر دیو زاد کا ہر	بلکہ خوبی میں اوس سی ہی بہتر
اور یہ کب کسی کی صفت میں ہے	شعرِ استاد اسکی صفت میں ہے
وہ چہ مرکب چو برق یا بادی	طرفہ دیوانہ و پری اودی
ہوئی اکب کی جبکہ زینبہست	آسمان ہو کئی شکوہ سیست

عرقِ طہر طہر شدن مہر پرور بردار اول و مقتد شدن  
و باز رہا کشتہ ساحر آزار کشتن و نامہ نوشتن بذہنق

ساقیادی شراب صاف مچی	یما کہ ہو ہمت مصاف مچی
جامِ حبشہ نشہ میں پاؤں	جب تو سیرِ طہر د کھلاؤں
مہر پرور جب آیا دریا پر	کیا کہوں تہا وہ موج زن کیونکر
شور سی اوسکی دل دہلتی تھی	حل کرتی تھی دم نکلتی تھی
اور حالت جو ہو گئی دل کی	لوح گردن میں پہر حائل کی
بند آنکھوں کو کر لیا اکبار	والا دریا میں اپنا خوش رفتار
برق رفتار کا ہی ماہتہ لیا	چوڑا اوسکو نہ اپنی ساتھ لیا

کو دی القصہ و نووریامین  
 مہر پرور بس اس طرح ڈوبا  
 برق رفتار بکھتا تھا چالاک  
 تہی دری کی پہر نہ یہہ سیکھ  
 جاتی ہی تہ طلسم کی پاتی  
 دیکھنی والی سب پہر ہی لایوں  
 بعد دم بہر کی پروہان کیا ہتا  
 کام کرتی ہتی جو گاہ تیز  
 کوچ نہرانی بھی بان سی کیا  
 جھٹو سی کہ فوج جاتی ہتی  
 مہر پرور کاسنی اب احوال  
 پاس رکھتا نہ تھا شفیق کوئی  
 تن تہا تھا آپ یا عیتار

غرق ہتی فتح کی تمنائیں  
 جیسی خورشید فی غروب کیا  
 ہاتھ مین او سکی تہا سرفراک  
 شکل گو ہر غریب آب ہوئی  
 آشنائی مین لوح کام آئی  
 ہاتھ ملتی ہتی یاور مانوس  
 نہ کہین پانی تہا نہ دریا تہا  
 نظر آتا تہا دشت وشت خیر  
 شوکت و شان بڑی نشان بڑھا  
 خلق کثرت سی غوف کہلاتی تہی  
 کیسا تہا او سکی واسطی خیال  
 بیکی مین نہ تہا رفیق گوئی  
 سر پہ ہتی ذات ایزد و غفار

نکوئی غم گسار تسکین کو  
 نہ غرض دانی سی نہ پانی سی  
 دشت پر خار و ن کو طی کرنا  
 طی بڑی رنج سی مسافت کی  
 گرسند تشنہ زندگانی سی سیر  
 رنج اس طرح جب گذر فی لگا  
 ماہ پروین کی غم میں وہ پایا  
 اپنی دکھلا گئی گل رخسار  
 چین آتا اگر کہیں پاسیے  
 محکوم زماہی تو میں جاؤں  
 مہر پرور فی جب سنی گفتار  
 غم میں بہتری جان کا کہونا  
 اور شی کی نہ کچھ خبر رکھو

نکوئی اوسکی یار تسکین کو  
 سیر تھا اپنی زندگانی سے  
 شب کو زیرِ درخت دکھ پرنا  
 کوئی صورت نہ نکلی راحت کی  
 رات دن و نو آنکھوں میں اندھیر  
 برق رفتار عرصہ کرنی لگا  
 بخشش جاوونی یہ دکھلا یا  
 غم کھٹکتا ہی اوسکا صورت خار  
 ڈھونڈتی ہو مگر نہیں پاتی  
 کہیں فکر غذا تو کراؤں  
 یوں لبون سی ہوا وہ گوہر بار  
 عین معراج ہی خدا ہونا  
 فقط اللہ پر غور رکھو

دور ہو جائیگی کہ درت بھی  
 دل کا ہوتا ہی مدعا حاصل  
 یہ سخن کہی وہ بڑھا آگے  
 ناگمان باغ ایک نظر آیا  
 دل میں بشاش و شاد و شاد ہو  
 گرتی پڑتی ہوئی وہاں داخل  
 غنچہ دل شکفتہ ہوئی نہ لگا  
 گئی پڑمروہ خاطر دل سی  
 در گلزار پر قدم ماری  
 جب کہ وہ اندرون باغ ہوئی  
 خوش ہوئی بانگی فراویں کی  
 اپنی کہلاتی ہتی بہار شجر  
 مونہ میں بس انکی پانی بہر آیا

ہوگی کوئی نہ کوئی صورت ہی  
 اضطرابِ دلی سی کیا حاصل  
 دیکھون کرتا ہی کیا خدا آگے  
 رنگ و دونو کی چہرون پر آیا  
 بزمِ راوی سی بامِ راو ہوئی  
 ہوئی حبت کی درمیان داخل  
 تازہ داغِ نہفتہ ہوئی لگا  
 بہولی داغِ مسافر دل سی  
 دم نہ تھا او نہیں رنج کی ماری  
 مہر تابان چراغِ داغ ہوئی  
 گلشنِ خلد کی ہوا دیکھی  
 سب نظر آئی میوہ دار شجر  
 شوق فی انکھا ہاتھ پہیلا یا

دیکھی بارہ درسی نہ مرو کار  
 سبزی ہی فرش سبز کا کیا رنگ  
 عورتیں مین بہت سی مہ پارہ  
 دیکھ کر او نکو اون سببوں کی  
 اسی کی آرزو مین پھیلتی تھی  
 مروتوںسی تہا انتظار اسکا  
 اسکی آئی پہ ہم شمار ہوئی  
 رشک ماہِ فلک پشی خوشید  
 سب سی ایک دھنیں تھی کھانین  
 جانین جانی لکین نظار وین  
 برق رفتار شرم سی خاموش  
 عشق کرتی سی لوح کو پہولا  
 برق رفتار کتنا مانع تھا

ساری مینائی ہتی درود پار  
 ونک ہو جس سی چرخ مینارنگ  
 جنگا حورو نکو شوق نظارہ  
 آیا صد شکر حق طلسم شا  
 اسی کی جستجو مین پھیلتی تھی  
 حسن ہی باعث بہار اسکا  
 اسی کی تیر کی شکار ہوئی  
 ہو گئی چشم انتظار سفید  
 مہر و مہ تھی او سکی خوشہ چین  
 باتیں ہونی لکین اشار وین  
 نہ ہا بہوک پیاس کا کچھ ہوش  
 ایسا او سکی فریب پر پہولا  
 صبر پر کب پہلا یہ قلع تھا

بقدر اسی جلد جا پہنچا  
 بچھی تھی ایک مسند زین  
 برق رفتار آگی استاود  
 کشیتو نہیں شراب نگارنگ  
 خوب رووہ تھی خوب رویہ تھا  
 چھیڑکی بات در میان آئی  
 سب وہ کہنی لگی کہ مدت سی  
 حسن کا وصف سنی آئی تھے  
 آج تک حنفانی دیکھلایا  
 پہر وہ کہنی لگی کہ ہاں صاحب  
 ماہ پروین سی حور جب ہووے  
 لذت وصل اوستی جب پاؤ  
 مہر پرورنی جب سنی یہ سخن

عاقبت صورت ہو اچھا  
 اوسہ جا بیٹھیا یہ لصد ترنیں  
 وو لگاوٹ پہ اس سی آمادہ  
 گز کہ بی حساب رنگارنگ  
 اوستی مصروف گفتگو یہ تھا  
 عشق کی پیش دستان آئی  
 ایک جتھو میں بیٹھی تھے  
 پر تھیں دیکھنی نہ پائی تھے  
 جیسا سنتی تھی ویسا ہی پایا  
 ہم کہان اور تم کہان صاحب  
 اور کا پہر خیال کب ہووے  
 ہٹکو کا ہیکو دیان مین لاؤ  
 ہٹکی کہنی لگا کہ جان من



یہ تو چہ ہی پری تو تم ہی ہو  
 خوب رو ہر طرح کی ہین مردم  
 نام اپنا تو مجھ کو بتلاؤ  
 ہنسکی بولی کہ کیا بتاؤن تہین  
 یہ جگہ ہی بہت پسند آبی  
 سنی بند کا گوش دل سی کلام  
 آپکی عشق کا جو حال سنا  
 درو الفت تمہارا ہی مجھ کو  
 بولی صاحب کی مہربانی ہی  
 چاہتی ہو تو میں ہی چاہوں گا  
 تمکو میری اگر نہیں پروا  
 کی ہو فی اشاری آپس میں  
 متفق ہو کی اور سب فی کہا

اوس سی سمجھا ہونین سو (کلام)  
 جیسی وہ ویسی اپنی آگی تم  
 گو ن ہو جن ہو یا پری تم ہو  
 حال جو کچھ ہی کیا سناؤ تہین  
 اس لئی مینی چاہاؤ فی چہائی  
 کہ زہ مرو پری ہی میرا نام  
 اوس فی نفسی ہوئی ہونین شیدا  
 اس محبت فی مارا ہی مجھ کو  
 بند کیا ہی یہ قدر دانی ہی  
 عمر بہر تم سی میں بنا ہوں گا  
 مجھ کو ہی اس قدر نہیں پروا  
 دو نو فی کہا ئین عشق کی قسمین  
 یہی بہتر ہی انس آپس کا

انکو اس دم نہیں ہی صبر و سب  
 او کو مائل و دیکھا باتون میں  
 پہر سنانی لگی وہ اور و نکو  
 تہکی ماندی سفر سی آئین میں  
 کشتیان جلد لاؤ تم می کی  
 بعد می ہو غذا کا استعمال  
 سو نہ سی کلا یہ حرف او کی جو  
 پہر زمر و پری فی ہاتھ میں جام  
 لائی نزدیک محضر پر ورت کی  
 لیکلی چٹ چٹ بلاین کہنی لگی  
 محکو پیٹی پی لہو میرا  
 تیری صدق یہ جام پی لی تو  
 برق رفتار کو طال ہوا

یہ تمہیں سب میں تم انکو زیب  
 ہوئی مشغول اپنی گہا تو نہیں  
 صاحبو جلد کہا نا منگو او  
 راہ کی صد می ہی اوٹھائی میں  
 اور حاجت نہیں کسی شے کی  
 رنج اوٹھائی میں استی میں کمال  
 کشتیان می کی لاکی حاضر کین  
 لی لیا نکلی ساقی گلفا م  
 ناز سی اپنی ہاتھ پر دھر کی  
 تیری ار سی تو میری ہاتھ سی لی  
 مانی کہنا اگر نہ تو میرا  
 میں تجھی دون مجھی پلا دی تو  
 کیا کہون کیا الم سی حال ہوا

سمجھا دلین کہ بنکی بکڑا کام  
 اسکا مانع ہوں تو غضب آئی  
 اوسنی تدبیر کنی یہ آخر کار  
 جام کا منہ سی کیا لگانا تھا  
 یار سی آشنائی سحر ہوئے  
 برق رفتار چھپی جلد ہٹا  
 دوڑین دوچار اوسی پکڑنی کو  
 الغرض یوں پہنسا وہ بی تقصیر  
 حسن کی سیلین خوب چل نکلی  
 فتح کی خوب انسی کام ہوئے  
 بتلا ہو گئی جو اس غم میں  
 مہر پرور جو ہوش میں آیا  
 نہ تو وہ باغ ہی نہ بارہ ورے

بہر گیا انکی عمر کا بس جام  
 اور ہی کچھ بلا میں نہیں جاتی  
 لوح انکی او تار لی یکبار  
 کہ پیام اجل کا آنا تھا  
 دم میں وہ بتلائی سحر ہوئے  
 بانگو چھوڑا داغ و لہ لیا  
 ہوئیں لیار اوسی لڑنی کو  
 طوق گردن میں پاؤن میں زنجیر  
 ایک ہی جام میں او بل نکلی  
 دراول ہی پر تمام ہوئے  
 نشہ می او تر گیا دم میں  
 اچکھو اور رنگ میں پایا  
 دشت ویران ہی خچہ خاک بہرے

ساحرِ نابکار بد صورت  
 یون سسل بین طوق اور غل میں  
 طعن ہر ایک ہنسکی کرتا ہے  
 کہاں کیا کہاں وہ پانی ہی  
 ایک زندان ایسا تھا تار یک  
 مہر پرور وہاں مفت تھا  
 کیونٹ دل کو پہلا تا سفت ہو  
 حیث ہی جو عزیز دہا تھا  
 جا کی فتنہ سی ساحر و ن فی کہا  
 یا سمن فی سنا جو سارا حال  
 وڑسی تہی باب کی مگر لاچار  
 کلشن جادوئی سنی جو خبر  
 سنا فتنہ فی لوح کا پانا

جسکی ہیبت سی جانی نصت  
 باز کنی جسی عیب چنگل میں  
 مہر پرور الم میں مرتا ہے  
 تلخ ظالم سی زندگانی ہے  
 جبین ظلمات کا اندھیرا شریک  
 ستم و جور اوس پہنی حد تھا  
 چاہ زندانین جیکہ یوسف ہو  
 ستم و جور اوس پہ کیا کیا تھا  
 مہر پرور ہوا اسیر بلا  
 رنج دل کو ہوا الم سی کمال  
 زندگی تہی فراقِ یار میں بار  
 تیر غم لگ گیا کلہی پر  
 مہر پرور کا باغ میں آنا

کیا بیان کچی جو ملال ہوا  
 گلشنِ جادو سی ہوا دوتنگ  
 لوحِ اوس سی جی کی طلب اوسنی  
 اسنی اوس سی جو مکرو کید کیا  
 جو کہ عیارِ محسوس پرورتہا  
 سحر سی ساحر و کی حیران تہا  
 اپنی عیاری میں ہتہا مشغول  
 مہر پرور کی بس خبر لانا  
 چاہتا تھا کسی طرحی چہڑاؤن  
 کوئی عیار ہی اس طرح کی کردن  
 جب ہائی کی اوسکی آئی گہڑی  
 اوسنی تبدیل اپنی کی ہیت  
 میوہ جو کچھ کہ اوسکی بانگی تہی

اس الم سی شکستہ حال ہوا  
 کیا کہون کیا کیا پھر اوسکارنگ  
 کئی چلی ہزارون تباوسنی  
 اوسنی غصی میں اوسکو قید کیا  
 قید آقا کی غم میں مضطر تھا  
 خوف سی جانگی پریشان تہا  
 روز تہا اوسکا بس ہی معمول  
 قید کا حال اوسکی سن آنا  
 خود بچون اور اوسکی جان بچاؤن  
 تاکہ ان ساحر و نکوؤں کی دین  
 نئی عیاری اوسکو سوچہ پڑی  
 بن کی میوہ فروش کی عورت  
 اوسنی ایک ٹوکری میں جمع کئی

سب میں گشتہ کی تھی ہوش  
 میوہ حسن کا یہ تھا احوال  
 جس طرف کو کہ قید خانہ تھا  
 ہتی نگہبان ہاں جو جاوے گر  
 تھا جو داروغہ سوسن جاوے  
 کرسی پر بیٹھا تھا زراہ غور  
 دیکھتی ہی بس اوسکا وہ سودا  
 پاس اوسنی طلب کیا اوسکو  
 مول موپکا وہ چکانی لگا  
 دونا موپکا اسنی مول کیا  
 میوہ شمس کی کہاتا جاتا تھا  
 رمرکی اوس سی باتن ہوتی تھیں  
 وہ بہرا ٹوکرا ہوا خالی

کہا کی جکوری ہی نہ ہوش کہی  
 دیکھی جو اوسکو اوسکی ٹپکی ال  
 ناز سی یہ اودھر روانہ ہوا  
 میوہ حسن کی تھی وہ خوگر  
 تھا ہمیشہ سی مائل خوشرو  
 کدڑی یہ اوسطرفی اوسکی حضور  
 ہو گیا اوسکی عشق کا سودا  
 صبر مطلق نہ پہر رہا اوسکو  
 بی خودی آئی ہوش جانی لگا  
 اوسنی دوستی زیادہ اوسکو دیا  
 آنکھ اوس سی لڑاتا جاتا تھا  
 سب اشار و نین گہا تین ہوتی تھیں  
 دل نہ الفت سی اوسکی تھا خالی

گرمی میں ہاتھ پر بڑھائی تھ  
 ناز سی کج ادائی کی سینے  
 ہاتھ کو اسنی جھٹکا جھٹلا کے  
 ہوا گستاخون پر وہ مائل  
 بی خودی فی اثر جو دکھلایا  
 پر وہ شرم پر کشادہ ہوا  
 وہ بڑھا کی یہ ہٹی پیچھے  
 نشہ میں سب کی سب بھٹی پیچھے  
 برق رفتار فی صبح تعجیل  
 در زمان جو بند تھا کہولا  
 زیور آہنی کو چھوڑو تم  
 نکلا زندان سی ہ نیک سیر  
 ہاتھ میں لکی تیغ خون آشام

ناز کرنی لگی یہ اوسکی سہاتہ  
 غم زبانی بس صفائی کی اسنی  
 اوسنی بس سر کو ٹپکا جھٹلا کے  
 مطلب دل یہ کر چکی حاصل  
 اسنی بس سب کو اپنا کر پایا  
 نشہ بیہوشی کا زیادہ ہوا  
 شیخی اون پر دو نکلی گھٹی پیچھے  
 گور کی مردی ج طرح خاموش  
 ہست صورت اپنی کی تبدیل  
 محسوس پروری اس طرح بولا  
 سر غم و درد سی نہ پھوڑو تم  
 ابرسی جیسی مہر ہو باہر  
 کیا اون ساحر و نکا کام تمام

خونسی او نہی یکے خط لکھا  
 یہ عبارت پہی دھمن ہتی تحریر  
 سحر اور ساحری پہلا دو لکھا  
 سحر کرتا عشت ہی میری لئی  
 سحر سی محسی تو جو لڑتا ہے  
 میرا غالب ہوا ہی ایسا ڈر  
 بہاکتا ہی تو محسی گو ہر آن  
 یہہ اجل کا پیام لایا ہون  
 گلشن جا دو کا میں عاشق ہون  
 آج ان سب کو کیا کیا کشتہ  
 لکھہ کی یہہ مثل نامہ اعمال  
 اسمین ہا سپہ یوزداد آیا  
 لئی لشکر بھی نہ ہرا آپ پہنچی

اوسمین مضمون اس نمط لکھا  
 عقل تیری کہ ہری ای بی پر  
 تجکو اس قلعی سی اوٹھا دو لکھا  
 ملک الموت ہوین تیری لئی  
 رہہ بنا میرا کیا بکڑتا ہے  
 بیٹھا ہی تو طلسم من چپ کہ  
 پاس لیکن مجھی اب آیا جان  
 در اول ملک تو آیا ہون  
 ساری عالم سی اسمین فائق ہون  
 دیکھنا کل تو ہوین کا کشتہ  
 والا کر دھمن کشتہ کی فی الحال  
 پیارا و سپراسی زیاد آیا  
 فرحتِ عیش کی ہوا ہے بھی



ہوئی استادہ خنچی او سجا پر	ہتی خوشی سب کی روی زیبا پر
در اول وہا نسی تہاد و کوس	ساحرون پر پڑتی ہی تہی اوس
زندگی ہتی ہر ایک کو بہار	جنگ کی ہو رہی تہی طیاری

جنگ شدن از محضر پرور با ذہن و فتح کردہ

بہر دور و مہر فتن

ساتی اب ہو شراب تہ کا دور	دوسری جنگ ساحر و نسی ہی دور
پہول سی گر شراب پاؤنہن	گلِ مضمون یہاں لٹاؤن مین
کرم بازار اب فنا کا ہو	جان کا ساحر و نکی سودا ہو
دیو اور ساحر و نکی لشکر مین	سب تلی سامنی برابر مین
خوب گہسانکی لڑائی ہی	دیکھین کس سمت کی صنائی ہی
خبر قتل سوسن جادو	پہنچی فوراً طلسم مین ہر سو
مہر پرور کا قید سی چہ سنا	دشمنو نکی وہ گردن کٹنا
کوش زو جب ہوا یہہ ذہن کی	سن کی ہوش اور گئی اوس احمق کی

طلبل خنکی بجایا میدان میں

میمنہ مسیرہ درست ہوا

قلب لشکر میں ٹہرا خود آکر

فوج کچھ بھیج دی بسو چنناح

ہتی حکمتی پیر ہا ہی علم

ساتھ اسباب ساحر مٹی جو د

جب کہ میدان جنگ صاف ہوا

محر پرور بہادر دوران

کثرت فوج او دہر قلیل میان

خیمہ سی باہر آیا وہ غازی

ویو جو جنگ آر نمودہ ہتی

اونکو رکھا یہیں اور بسیار

من چلی جو سوا ہتی اس رہ میں

فوج سب لیکلی آیا میدان میں

جنگ پر ہر جوان چست ہوا

کچھ کمین گہ پہنچی فوج او دہر

خون دیو دکا جانتی ہتی مباح

ہتی علمدار ہی بڑا ہی علم

سب وہ مصروف سحر میں مرد

مرد و نکو دعوی مصاف ہوا

یون لگا کر فی جنگ کا سامان

یون ہوئی جنگ کی سبیل بیان

کی یسار و عین سرفرازی

ہتی صف جنگ میں جو خوب رہی

کہہ دیا اونی رہیو تم ہشیار

ہتی وہ سب ساتھ و کمین گہ میں

تھی جو نامی جوان ہر اول تھی	شیر کی طرح تھی وہ سب کی
قلب لشکر میں پڑھتی طرار	اور ہر اول تھی غازی جبار
مستعد آپ تھا قریب علم	فتح کی تھی ہوا نصیب علم
فوج میں جو کہ تھی قدر انداز	رعین او نگاہا اس قدر انداز
لئی تیر و کمان تھی آمادہ	تھی نشانی کی زد پہ استادہ
قصہ تھا جبکہ وہ کرین تلوار	تیر ہون غرق تائب سونوار
برق انداز جو کہ تھی غازی	انکو تھا شغل برق اندازی
گولی کی زد پہ پڑی تاکتی تھی	دیکھ کر ساحر او نکو بہا کتی تھی
سیخ زن تولتی تھی تلوارین	کہ جو نزدیک ہوں و شہین باین
اس قدر تھا غور و تیغ زنی	ایک حملی میں کتنی صفت شکنی
ہوا میدان جبکہ صفت آرا	ایک فی و دوسر کیو للکارا
تل کئی خنک فوج پر غازی	سب فی کھلائی اپنی جانب آری
چلی ساحر او ہر لئی پیکار	میانسی غازیوں فی لی تلوار

پھر تو ہونی لگی بان دگشت  
 ہر طرف دار و گیر کا غل تھا  
 سر پہ تلوار جب کہ چلتی تھی  
 تیر جسکا چلا دوسا رہوا  
 برق انداز کی چلی گولی  
 کسی جانیزہ تھا کسی جاتیر  
 کوئی سینہ پہ ہاتھ مین خنجر  
 ایک خنجر اوٹھائی بیٹھا تھا  
 کوئی زخمی منی سخت آری تھا  
 کوئی تیرہ دکھائی جاتا تھا  
 ساری جانباز خونین سرشار  
 دیکھا ذہن فی جب یہ جنگ کانگ  
 ہوا مصروف سحر وہ ساحر

انکار و اور ساحر و کلی شیت  
 ساحر و نکی نفسیر کا غل تھا  
 تنگ کی نیچی سنی نکلتی تھی  
 زخمی مرکب فنا سوار ہوا  
 تھی نئی رنگ کی بان بولی  
 موت تھی جنگ مین گریبان گیر  
 کسی کی تیغ اور کسی کا سر  
 ایک شمشیر کھائی بیٹھا تھا  
 کسی کو وقت دم شمار ہی تھا  
 کوئی لڑائی سی جی چراتا تھا  
 بدھیان زخمی گلی کی بار  
 مھر پرور سی ہو کی چین تنگ  
 فوج بس اسکی ہو گئی آسہ

ایک علم فوج ہو کتی بیکار  
 فوج چہرہ مٹا دہر جو کہا جانی گے  
 کثرت فوج جبکہ گہٹنی گے  
 مہر پرور کی فوج پست ہوتے  
 صفحہ جنگ جب ہوا حالیے  
 اوسمین تہا یہ لکھا کہ یون نہ لڑو  
 اسم اعظم کو جلد کر لودم  
 ہوا رازِ حق جی اوسپہ جلیے  
 اسم اعظم کو اوسنی پڑہ پڑہ کر  
 لڑنی پر چست اب کمر رکھو  
 دم مین مین ر و سحر کرتا ہوں  
 مرد مردانہ پہرہ شیر ہونے  
 زور پر آگئی دلاور سب

اس قدر سحر کی تھی مارا مار  
 زہرہ چلائی جان جانی گے  
 جانی ڈرسی سچی ہٹنی گے  
 فتح کی اس طرف شکست ہوئے  
 لوح پراوسنی پہر نظر ڈالیے  
 فوج سچی کر و تم آگی بڑھو  
 اور کر و پرچم علم پر قسم  
 لکھی پرچم پر اوسنی ناویلے  
 گہٹی اوس فوجی کہا بڑہ کر  
 اپنی آمد پر نظر رکھو  
 انکو مین زیرِ تیغ دہرتا ہوں  
 فوج رو باہر پر دلیر ہوئے  
 پہر چڑھی ساحر و نکی منہ پر سب

استدر پھر تو بر و سجده ہوا  
 پھر نہ ہرگز اونیہین قرار ہوا  
 وراؤل کو فتح کر ڈالا  
 جس جگہ تھی ہزار ہا ساحر  
 دوسری در پہ وہ گئی ساری  
 ہوا کشتوں کا اونکی جبکہ شمار  
 قتل ا و ہر دیو و ہزار ہوتے  
 مہر پرور کا جب ہوا وہ عمل  
 عمل اپنا غرض کہ بٹھلایا  
 مہر پرور نی سب کئی آزاد  
 وہاں بس بس دن قیام کیا  
 زخمیوں کی علاج ہونی لگی  
 دل و بقی کمال خستہ تھا

ماہ پر فتحیاب مہر ہوا  
 جو ہوا آگے سی نہزار ہوا  
 ساحر و نکو لہو بین پھر ڈالا  
 کوئی اوس جہانہ پھر ہا ساحر  
 بجی فتح و ظفر کی فتاری  
 قتل ساحر ہوئی تھی تیس ہزار  
 زخمیوں پر بھی زر نثار ہوئے  
 آخر اونسی لیا وراؤل  
 قیدی ہر ایک نذر بھی لایا  
 دل محزون ہوا نہایت شاد  
 کوچ موقوف تھا قیام کیا  
 رو بحت فراج ہونی لگی  
 سحر سی اوسکی بند رستہ تھا

دوسری در کی حقیقت ہی      یہ نئی طرح کی حکایت ہی

بار، مگر طیاری جنگ نمودن و رفتن بر کوہ سحر  
و گمنار جادو و راکشتن و فتح نمودن و دور و دم گرفتن

ساقیا پھر یہی دوا لیا تو	بزمِ عشرت ہو جامِ صہبہا ہو
لکھون جو داستانِ سحر طراز	ہو زبان سی بیانِ سحر طراز
میرا جادو نگار خامہ بیے	اب فسون سی و چار خامہ ہی
اب سنین سامعین حقیقتِ حال	دیکھنی شان ایزد تعال
دوسری در کا اوسکا قصد جو تھا	مہر پرور فی جلد کوچ کیا
اسپ چالاک پر ہوا وہ سوار	اور ہمراہ لی لیا عیسار
پہر چلا بہر جستجو ی طلسم	دل تین تہی سیر آمدی طلسم
ایک منزل نعلی ہوئی تہی اہی	قدرت حق اوسی نظریہ پڑی
شیر صورت نظر پڑی مردم	دیکھ کر عقل حبکو ہوئی گم
شیر کا چہرہ جسم انسان کا	نعل انسان کا طور حیوان کا

دیکھ کر خوف ہو گیا طاری  
 برقت - قمارنی کہا فی الفور  
 اوسی پر یکبھی غل اسوقت  
 فال لی لوح سی تو یہہ نخلا  
 انسی کچہ تم کلام بھی نکر و  
 جلد اس راوسی روانہ ہو  
 خوف ل میں نہ اپنی لانا تم  
 دیکھ کر لوح بس حامل کیے  
 بعد ایک روز ایک شب کی  
 تھا وہ میدان پر فراز بس  
 رات کی رات بس مقام کیا  
 یہہ بھی منزل غرض کام ہوئی  
 دامن کوہ ایک نظر آیا

کی لڑائی کی اوسنی طاری  
 لوح پر یکبھی ذرا اب غور  
 تانہ منزل میں ہو غل اسوقت  
 کچہ خبر انسی تم نہو اصلا  
 ملکہ اسجا قیام بھی نکر و  
 کہیں ایسا نہونشانہ ہو  
 گفت کو پر نہ انسی آنا تم  
 طمہ ہانسی وہ جلد منزل کی  
 ایک اوسی میں جاگئی وہ اوتری  
 یہہ بھی افسردہ دل جو تھا اڑس  
 صبح کو کوچ لا کلام کیا  
 چار و ناچار انکو شام ہوئی  
 سیر پر انکا دل بھی لہرایا



دیکھا چوٹا سا اوس جگہ ایک کوہ  
 لالہ پیو لا ہوا ہی تا فرمان  
 آب شارین ہی ہین وان ہر  
 ایک جانب ہی سبزہ زار چمن  
 کہین فتار کبک جلوہ کنان  
 آ رہی ہی کہین سی صوت ہزار  
 زعفران کا کہین ہی تختہ زرد  
 کوڑیاں کی صفت کیا ہون  
 بیل بوٹی پہ ہی نیا جو بن  
 مثل اطفال حور و شس ہر سو  
 کوہ وہ ہی بزمگ کوہ بلور  
 حُسن میں مثل کوہ تمکین ہین  
 تیج کوہ گران ہی وہ جلاو

جانور ہر طرف گروہ گروہ  
 اوسکی خوشبو کی تابع فرمان  
 فاختہ کا ہی نالہ گو گو  
 اوسکو خوش چشم چر رہی ہین ہر  
 کہین خیاگری طاؤسان  
 کہین پہولی ہوئی گلوں کی بھار  
 آ رہی ہی کہین ہوائی سرد  
 غیرت مار زلف پر افشان  
 دامنِ دشت پر کڑی ہی حکن  
 مست ہین جست و خیز میں آہو  
 جل گیا ہی وینہ کی رشک طو  
 رشک کوہ سرین شیرین ہین  
 جسکی گردنہ خون صد فرہاد

راہ پر پہنچا سکی ہی بالکل  
 چٹھی او سپر وہ صاف تہ پر تہا  
 لیکل آب او سکی نہر سی رنوان  
 دلر با آبشار کے آواز  
 ہر شجر او نخل گلشن طور  
 ایک طرف چشم ز گس کہسار  
 وہ ورختہ نہ مرغ خوش الحان  
 پتہ او س کوہ کی ہین کیا شفا  
 یون دل کوہ سی شہر ہین  
 اونسی کوہ ہین ہو کیا ہنسنگ  
 مہر کی او سپہ کب ہی جلوہ گری  
 نظر آیا یہ لطف عزوجل  
 دو گہری رات پہی نہ آتی

غیرت راہ کو چہ کا کل  
 موج زن مثل چشمہ سیماسیما  
 سیتجا ہی ریاض باغ جنان  
 فرحت افزا برنگ نغمہ ساز  
 ہر ثمر رشک سب عارض  
 دیدہ مست کی طرح سرشار  
 نغمہ آموز عند لب جنان  
 سینہ صاف دل کی طرح ہین  
 جیسی سنگ ستارہ جلوہ کنان  
 لعل عکس شفق سی ہی ہنسنگ  
 ہی سر کوہ پر کلاو زری  
 ہو گئی جان دیکھ کر بیکل  
 چاندنی رونمائی لائی تھی

اسقدر رہا پسوس بیمار کا نور  
 دیکھ کر حق کا اوسپہ لطفِ عمیم  
 بسکہ دیکھی تھی سحر کی آزار  
 کرو گار اطفیلِ مغنیب  
 بہ طفیلِ سنے و آلِ سنے  
 ماہِ پروین سی تو ملا دی مجھی  
 اسقدر طبع میں یہ خائف تھی  
 ہوئی اتنی میں صبح کی انداز  
 ولین آیا کہ تھریں آج یہاں  
 رنج و اید اہست اوٹھائی ہی  
 دیکھ کر اوسنی جای لطفِ فزا  
 واقف راز کچھ نہ حاشا تھی  
 جس طرف سیکتی تھی تیر نگاہ

سبھی یہ اوسکو مثلِ کوہِ طور  
 گئی شب کو وہاں ہ مثلِ کلیم  
 کچھ مناجات میں پڑھی اشعار  
 رحم کر میری حال کی اوپر  
 واقف راز ہر خفی و جلی  
 قلع کی فتح بھی کہا دی مجھی  
 رات بہر ورو تھی مٹا ف تھی  
 کی ادا اوسنی ہاں سحر کی نماز  
 ماندی سب ہو گئی مین پر وجہ  
 راحت اس زمین پہ پائی ہی  
 بس اوسی کوہ پر مقام کیا  
 محو نظارہ تماشا تھے  
 بند پاتی تھی چارست سی اہ

طبع آئینہ سان مکر رہتے  
 برق رفتار سی یہہ اوسنی کہا  
 مثل آئینہ سخت حیرت ہی  
 لوح کو دیکھا پھر تو کہہرا یا  
 تمکو اس کوہ پر نہ آنا تھا  
 خیر دیکھو یہاں کل لطف ذرا  
 اتفاقا تسی تہرتی ہوئے  
 چار دیواری ایک ہان دیکھی  
 گئی اندر جو او سمین باہر سی  
 مختصر ایک قصر عالی شان  
 نظر آیا عجب ہان کا رنگ  
 عورتیں کچھ وہاں سینہ ہن  
 دو تون مردوں کی دیکھی یہ حالت

بنی ہر رہ سہ سکندر کی  
 ہموقت دیر فی یہاں کہا  
 اب او ترنگی کون صورت ہی  
 او سمین لکھا ہوا یہی پایا  
 یہہ فقط حیلہ تھا بہانہ تھا  
 یہہ یہی ہی ساحر و نکی سحر کی جا  
 ایک در کی طرف سی جانگی  
 اور صورت نئی عیان دیکھی  
 دیکھا او سوقت مہر پرورنی  
 جسپہ قربان ہر بشر کی جان  
 عقل ہو جائی جسکو دیکھی رنگ  
 ایک دو مرد بی قرینہ ہن  
 ایک خوش وہی ایک بد صورت

جہشی کی جو شکل رکھتا ہے  
 خوب و سب مٹی ہی استادہ  
 عورت تو نہیں جو ماہِ کامل ہی  
 جہشی کو تو ناز ہی اوس سی  
 پاؤں پہیلائی وہ تو بیٹھا ہی  
 بات کرتا ہی وہ تکبر سی  
 اپنی خدمت وہ اوس سی لیتا  
 خلطہ کرتا ہی جب وہ اوسکی سنا  
 یوہن ایک دو گہری صحبت  
 اتنی میں جام می کا دور آیا  
 بہر کی بیہ جام می پلا نی لگی  
 خوب و تنہا کھڑا جو سر پہ غلام  
 جو کہ باہر کھڑی پن دو مہمان

سند زرنہ نشا و بیٹھا ہی  
 حکم پر زشت رو کی اما وہ  
 جہشی پر دل اوسکا مائل ہی  
 اوس پر ی کو نیا نہ ہی اوس  
 اوسکی قدمو پہ ماہتہ اسکا ہی  
 پہیر لیتا ہی موہنہ بخت سے  
 پاؤں سی بس ہٹائی دیتا  
 لیتی ہی بیہ بلائیں ماہون ماہتہ  
 دور سی مکتی تہی بیہ حالت  
 رنگ صحبت فی اور و کھلایا  
 ناز معشوق سب او ہٹانی لگو  
 کئی اوس سی اشار لینی بیہ کا  
 جلد اونکو ہلا کی لا تو یہاں

آیا با ہر غلام اندر سے  
 کیون او ٹھاتی بیان دیتے  
 کر کی وہ شخص منتِ بسیار  
 مھر پرور وہاں گیا جب آہ  
 دیکھی اوس شخص کی جو شکل سیاہ  
 یہہ پریرا د اور یہہ شکل قمر  
 ایسی پھر شکل کا حسین ہو غلام  
 انکو دیکھا جو شناسی یک سر  
 اوٹھہ کی اوس روسیہ فی فی عظیم  
 مطلب دل وہ انکا سب پوچھا  
 سیر کا شوق تھا جو دامن گیر  
 کوہ پر جو مزا فطر آیا  
 مصربانی جو آپکی پائی

عرض کی اوسنی مھر پروری  
 چلکی اندر شریک صحبت ہو  
 لیکھا اوٹھہ سا تہہ آخر کار  
 پڑی یکبار اوس پری پہ نگاہ  
 کہا یہہ سعد خبت ہی واستد  
 فی الحقیقت ہی عشق کی تقصیر  
 اوسکی قدرت میں کیا کسی کلام  
 ناز سی دور بیٹھی وہ آکر  
 انکو پھلایا پاس بانگریم  
 انکی آنیکا یہی سبب پوچھا  
 بولی لائی مجھی بیان قدرتیر  
 سیر کرنیکو میں یہیہ آنکلا  
 اس طرف طبع کھنچ کر لائی

کہا اوسنی میری ہتی کیا طالع  
 کچھی بو و باش اب چندی  
 ہم غریب و نہ ہی بڑا احسان  
 دیکھ کر اوس غلام کی صورت  
 کیا اوسکا جو حال استفسار  
 طور یہ عشق سرسری کی ہن  
 میری اوپر تو جان تھی ہی  
 نہیں انکو جو اسکی تاب و زات  
 جسدِ دل آئی کسکا چارہ ہی  
 لاکھ ہوتا ہو غین کنار کش  
 افسی سپہم خفا یہ ہوتی ہے  
 شکی انکو کمال حیرت ہتی  
 بھولی یہ دیکھ کر سب دکھا حال

آپ آئی بیان خوش طالع  
 دو نو صاحب کی ہم تو ہن بند  
 ہوا روشن یہ کلبہ احزان  
 غیر ہتی انکی رنج سی حالت  
 حبشی فی یہ پہر کیا اظہار  
 یہم بھی عاشق اسی پر کی ہن  
 اور انسی یہ کام لیتی ہے  
 روز و شب مکہنی کی ہن تاق  
 عشق و الفت میں کیا اجارہ ہی  
 میری ہی نام پر ہی یہ خوش  
 مجھ پہ ہر دم فدا یہ ہوتی ہی  
 وہ پریرا و غرقِ غیرت تھی  
 لوح کی اوپر آیا کچھ نہ خیال

جہشی کہہ کی بیہ اوٹھا اوس آن  
 اوٹہ گیا جب محل صحبت وہ  
 اپنی بیہ فعل ہی نہ پہر چو کی  
 پہر بلا کر غلام کو اوس جا  
 شوخو نسی بیہ طعنی دینی لگی  
 جہشی کی پسند ہی یاری  
 کیا سب اسکا ہی بیان تو کرو  
 کونسا وصف او سمین ہی ایسا  
 مدعا اسکا مجھ پہ ظاہر ہو  
 مھر پرور سی حب سنی بیہ کلام  
 پر تحلف تو بیہ لطیف ہے  
 اسکو جس دن سی محبی عشق ہوا  
 اس بغیر ایک دم نہ تھا آرام

انکی دھرت سما چکے کرہ سامان  
 اور یعنی گیا ایک آفت وہ  
 پاس جا بیٹھی اوس پر ہی ویکے  
 پہلو میں اوس پر ہی کی ٹھلایا  
 چٹکیان اوس پر ہی کی لینی لگی  
 خوب رویا رسی ہی بیزاری  
 مجسی ظاہر بیہ داستان تو کرو  
 اسمین حیرت ہی عیب کیا پایا  
 دل کچھ اس بات سی ہی ہر ہو  
 ہنسکی اس طرح بولی وہ گلہ نام  
 سخت بیہ شخص بی سلیقا ہے  
 محکو الفت تہی بیہ مرا شیدا  
 رہ گئی تہی روز و شب اسی کام



پہر ہوا دورِ جام و صہبا کا	سر جھکا پیشِ جامِ مینا کا
شغل ہوئی لگا جو گامِ نئے کا	دیا اختر کی اس غزل فی مزا

## غزل

ہو گی دیوانی اوس پیرو کی	سخت پختائی ہم بہت چر کی
نہ ابھی جاؤ سیر ہوئی دو	آپ کی حسن کی مین ہم ہو کی
ایک ہی وار مین تمام کیا	یہ بچی دو غضب تھی ابرو کی
دلِ صد چاک تجھ پہ بیچ پڑا	شانی فی عقدی کہولی کیسو کی
نیک بہاول یہ بد مزاج ہوا	مازا و ٹہانی ہی یار بد خو کے
ہو پریشان کیونچ اپنا مزاج	ہم ہیں اوس زلف کی بوی کے
ہجر کی شب مین پہو کی تی مین	تکلی مشعل مین میری پہلو کے
ما تہ ملوانی ہی مجھی حیرت	دیکھ کر آئینی وہ زانو کے
اونکو جنت سلی م کیا اسی حور	رہنی والی مین جو تیری کو کی
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہو	خون الہی ہمیشہ وہ تہو کی

میر از انو ہو سچے زانو کی	آرزو ہی کہتی تو تکی کی با
متری ہین او سکی قد و بگو کی	سرخ رنگین کی غلیب ہین ہم
نشی ہوتی ہرن ہین آہو کے	سکلی خوش چشی کا تری شہرہ
سیکھین ساحر طریق دیکھ کے	اس فسوسنا ز چشم سی تری

اوج پر ہی ستارہ اسی اختر  
رہتی ہو ساتھ یار مہر ویکے

بزم کا پہر تو اور ہی طور ہوا	میں گلگون کا دور دور ہوا
بنی ساقی وہ چار سوا و نین	ہی سوا جو کہ خوبروا و نین
بہولی سب صبح و شام کی گردش	دور میں آئی جام کی گردش
آن بیٹی بغل میں غیرت حور	مھر پر ورتک آیا جام لبور
برق رفتار ہو شیار ہوا	مھر پرور کو شوق یار ہوا
کہہ دیا کاغین کچھ آہستا	برق رفتار فی جو یہہ دیکھا
دراول کا حال یاد رہی	بہولی ہو تم مال یاد رہی

بہو لو پر یونکی تم نہ صحبت پر  
 رہ گیا محو ہوتی ہوتی وہ  
 کچھ بہانیسی اوس سی ہو کی جدا  
 اوسین مطلب تھا بس یہی لکھا  
 حبشی کی جو آشنایہ ہی  
 کشتہ مکار پر دغا کو کر  
 ہاتھ سی یہ اگر بچی زندہ  
 برق رفتار ہی رہی شیار  
 خوب رو اور یہ غلام جو ہی  
 پیچھی سی اسکا کچھو کام تمام  
 دیکھو پہر بیان مزا کیا ہی  
 پڑہ چکا جب وہ لوح مطلب  
 رفتہ رفتہ قریب جا بیٹھا

مطلب لوح پر کرو تو فطر  
 جاگ اوٹھایا کہ سوتی سوتی وہ  
 مطلب لوح کو وہ پڑھنی لگا  
 رہ جردار اسی طلسم کشا  
 قتل کر اسکو بیو فایہ سے  
 ایک ہی ہاتھ مین اسی و کر  
 پھر تو ہو گا کمال شرمند  
 حبشی پر کر یٰ وہ لوح سی وار  
 اس سی بدتر نہیں ہی کو بستی  
 کچھ نہیں اس مین صورت الزام  
 دیکھنا قدرت خدا کیا ہی  
 ہوا آکاہ او سکی حال سب  
 ہاتھ پنجہ پر او سکا آ بیٹھا

کہنچتی ہی کمرنی خبہ کو  
 حبشی پر بھی پیر علم کی تیغ  
 پیچھی سی پس غلام کو اگر  
 ہوا تینو کا جب کہ کام تمام  
 ہو گیا شور و وار و گروہان  
 آگ کی پہلی برسی انجاری  
 ہوئی گلزار جاد و آخر کار  
 کوئی کہتا تھا ہو گیا اندھیر  
 کوئی کہتا تھا کیا خزان آتی  
 پس پیر ہر وہان شور رہا  
 خاک کا ڈھیر اور پتھر سے  
 اسمین شکر بھی سارا اپہنچا  
 ہوا حلقہ ادھر بھی شکر کا

جانی مارا اوس شکر کو  
 ضربت لوح میں کیا نہ دینغ  
 ماری ایک تیغ ہو گیا بی سر  
 پڑ گیا اوس مقام میں کھرام  
 ہر طرف تھی صدای آہ و فغان  
 پیر پکاری یہ جادو گر ساری  
 و قمار بن عذاب النسا  
 یہی شمشاد جادو کا ہی ڈھیر  
 مر گئی نو بہار جادو بھی  
 بعد اسکی یہ پیر نظر آیا  
 نہ تو وہ کوہ ہی نہ وہ گہری  
 دوسری در کو سامنی دیکھا  
 قہر تھا نعرہ مہر پرور کا

سحر اکاہ ہو گئی ساریے  
 سحر اور سحری دیکھاتی تھے  
 لوح سی کچھ نہ زور چلتا تھا  
 خون تلوار سی ٹپکتا تھا  
 پاؤں آخر کو اوہ نہ کسی سب کی  
 پاؤں کی سُد نہ ہوش تھی کی  
 بوئی مخلوب کا فرانسی تمام  
 سورچی انکی بڑھ گئی آگی  
 تیسری در پہ عاقبت جالی  
 یہہ بھی در انکو جب کہ ہاتھ آیا  
 ماہ پروین مگر جو یاد آئی  
 گلشن جادو کا ہی آیا خیال  
 چٹکیا تھا جو یار جانی سے

خون ہوئی کافر و مسلمان کی  
 قتل مرد و دھوتی جاتی تھے  
 دیکھ کر اوسکو دم نکلتا تھا  
 ہونکتا تھا کوئی عہدہ برا  
 دہ کی گوشونین ہر طرف دہ کی  
 کہیت تھا ہاتھ مھر پرور کی  
 ہوا منصور لشکر اسلام  
 دوسری در کو چوڑ کر پہاگی  
 دوسرے در کو کر دیا خالی  
 مال و اسباب خود بسا پایا  
 چھڑی انکھون فی منہ کی برسای  
 تر ہوئی جوش اشک سی مال  
 تنک تھا اپنی زندگانی سے

لا کہہ کہتی تھی دستدار اوسکو  
 حال دیکھا جو یہ شفیقون فی  
 خوبسا انتظام پیر کر کے  
 چلتی اب تیسری ہی در کی طرف  
 پیش خیمہ روان کیا اپنا

کسی صورت نہا قرار اوسکو  
 دلو بہلا لیا رفیقون فی  
 دل میں آیا یہ مہر پرور کی  
 سیکڑوں ہوتی مین غیر تلف  
 کوچ اوسجاسی کر دیا اپنا

رفیق مھر پرور طرف در سوم و نو نہال جادور ان

و فتح نموده در سوم گرفت

ساقیا پادہ خوار ہونی دیکھ  
 لیکلی القصبہ فوج جاہ و شہ  
 تیسری در کی سمت راہچی  
 تلچ کج سر پہ تہا زراہ شکوہ  
 ساتھ سب اپنی پیشوا کی تھی

نشہ گلا پھر خمار ہونی دیکھ  
 سب پیا حسان کئی بلطف و کرم  
 ساتھ عازنی ہر ایک سپاہچی  
 غٹکا غٹ گرد فوج کا ابنوہ  
 مورچیل دو طرف ہما کی تھی

شوکتِ شانِ عجب دیکھتا تھا  
 طبعِ جو مائلِ شکارِ ہوئی  
 ہاتھ پر رکھی سرہن آئی  
 جانورِ خودِ شکارِ ہوتی تھے  
 اسطرحی سواری جاتی تھے  
 راہ میں جو فقیر آجاتا  
 اس قدر زور لٹا ہوتا تھا  
 ایک منزل تک مع لشکر  
 برق رفتار کو لیا ہمراہ  
 قیسری و بکی سمت مونہ موڑا  
 قدرتِ حق کی دیکھنی آئین  
 سحر دیکھا نہیں اس آئین کا  
 سامنی دشتِ لوت و دوق پایا

موجھوں پر تار و پٹا جاتا تھا  
 دشت میں اور ہی بہار ہوئی  
 نقدِ جان اپنی نذر کو لائی  
 باز و بھری کی وار ہوتی تھی  
 ساتھ بادِ بہاری جاتی تھی  
 مال و زرِ بیشمار پا جاتا  
 ہو گئی شاہِ راستی کی فقیر  
 آیا ہمراہ وہ بکر و مندر  
 اور رکھ کر خدا پر اپنی نگاہ  
 ساری لشکر کو اس حکمہ چوڑا  
 در جوڑتا نکار خانہ چین  
 گرد تھا جس سی سحر ہی چین کا  
 جا بجا ہر درخت کا سایا

صورت آئینہ صفائین ہی  
 ایسی موقع سی ہین شجر گنجان  
 جانور لاکھون ہر شجر پر ہین  
 دل پینساتا ہی بچ سبیل کا  
 جانور جو ہی خوبصورت ہی  
 سبکی ہر شاخ پر یہی ہی سدا  
 لوح کی ہی کریم فی امداد  
 ساری باتین یہ سنتی جاتی تھی  
 دلسی کہتی تھی طرفہ حیوان ہین  
 چلی جاتی تھی چکی یہ خاموش  
 پر تلخت نوا وہان کی تھے  
 دو پہر مین ہوا وہ میدان<sup>ط</sup>  
 یعنی ایک گنبد طلائی ہے

نخل کیا صنعت خدا مین ہی  
 جسکی خوشبو سی ہوئی تازہ بان  
 کلمہ حق زبا نکلی او پر ہین  
 بلبلین بہر ہی ہین دم گل کا  
 رنگت او سکی خدا کی قدرت ہے  
 اسطرف آتا ہی طلسم کشا  
 یہہ کر لگا طلسم کو بر باد  
 لب نہ ہرگز مگر ہلاتی تھے  
 صاف گویا ہی مین یہ انسان<sup>مین</sup>  
 اوڑی جاتی تھی ہر قدم پر ہو<sup>ش</sup>  
 دم عیسی ہوا وہان کی تھے  
 بڑی اگی تو دیکھی او رہی شی  
 جسکی تا آسمان رسائی ہی



خوشنما ہی کمال خوش مطلوب  
 خوبصورت کمال موزون ہے  
 اس طرح ہی زمین پہ او سکی محکم  
 او سکی چوٹی پہ بیٹھا ہی ایک باز  
 نالہ کرتا ہی جب بخوش و خروش  
 دی ہا ہی صدا بشور و فغان  
 تا فلک جاتی ہی صد فی فغان  
 محض پرورد ہزار آتی پائی  
 جب ہوا گوش نہ دیہہ سارا کلام  
 جان سینی مین ہو گئی بیکل  
 لوح کو لیکتی ہاتھ مین لاچار  
 او سین لکھنا ہی نظر آیا  
 اسپ کو چوڑ سا تہ لی عیار

و لگو مطلوب پہنچ کہ مر محبوب  
 صورت گہنہ فلاطون ہی  
 ونگ جسی کہ ہو حسارِ فلک  
 او سکی منتظر ہو رہی ہی باز  
 شکی اور تی مین ہر شہر کی ہوش  
 جس پہلتا ہی گنبد گروان  
 یہی مضمون ہی صاف او عیان  
 نہ یہاں سی ہ زندہ جانی پائی  
 سمجھی اب دیکھنی ہو کیا انجام  
 باز کو سمجھی اپنا گرگ تبس  
 غور سی دیکھنی لگے ہر بار  
 اسکی کہنی کو تو عمل مین لا  
 اسکی اندر کی جا کی دیکھ بھار

دیکھ کیا قدرتِ غلامی و ہان  
 بڑھ کی کیا روہ گئی جو ہان  
 سنگ مرمر کی دیکھی بارہ دریا  
 پنج مین او سکی ایک چو ترہ  
 سب ہی کارِ مرصعی او سپر  
 فرش ہی او سپہ خزا دیبا کا  
 سارا اسباب ہی جی اہر کار  
 بیچمین پانچوین جو کر سی ہی  
 او سپہ بیٹی ہی ایک پر صورت  
 سر سی پانک بہری ہی یو مین  
 پاؤن پر پاؤن ہی ہر او سکا  
 پاؤن مہدی گئی وہ مین او سکی  
 سرخ ہی پایا سجاہ چٹکی کا

لطیف کیا اور کیا مرا ہی بان  
 پایا نا و عجیب ایک مکان  
 پچی کاری ہی سب جواہر کی  
 جسکو لگتی نہیں ہی کوئی شی  
 ہی جواہر نگار سر تاسر  
 کارخانہ ہی ساری دنیا کا  
 چارون کونون پر کرسیان چار  
 چرخ سی ہی زیادہ او پچی ہی  
 زہر خصلت ہی شتر ہی طلعت  
 پہیلی ہی حسن کی ضیا گہر مین  
 سارا چہرہ ہی ناز کی سی بہرا  
 شام مین جسطرح شفق پہولی  
 ولیمین لیتا ہی چٹکیان گنیا

سر پہ ڈھلکا ہوا ڈوٹیا ہے  
 ڈالیاں ہیں ہرین میں چو لوں کی  
 چاکرہ نون پہ ہین خواصین چار  
 سایہ کچھ دھوپ کا تو ڈھلتا ہی  
 جو شجر ہین کہ چاروں کو نوہن کی  
 چار اوینین فتنس میں بلبل کی  
 ہلکی ہلکی او دھر تو صوت ہزار  
 عقل حیران ہوئی کہ وہ کیا ہی  
 دیکھ کر اونکو وہ ہوئی مائل  
 ہنسکی بولی کہ آنی صاحب  
 آپکی دیر سو ہین تہی مشتاق  
 ہم تو یوں جان آپ پر دیون  
 اس محبت کو کہنی کہنی میں کیا

زمیت پر عاشقوں کی ٹپا ہے  
 فتنی کی عطری بسین ساری  
 اونکی جو بن کی ہی نئی ہی بھار  
 دن جو ہوڑا ہی وہ ہی چلتا ہی  
 وہ منڈ ہی ہین نری تاملی سی  
 سو نواسنج عشق میں گل کے  
 اور او ہر او سکی حسن کی وہ بہار  
 قدرت حق کا ایک تماشا ہی  
 کیا بس اوس نری کی ہاتھ سی دل  
 شکل اپنی دیکھا ہی صاحب  
 اوٹہ نکلتا ہتا مجھی رنج ذوق  
 آپ میری کچھ خبر لیو میں  
 یوں ستا کسی کا ہی اچھا

مہر پرور فی جب سنایہ متعال  
 تم ملک میں تو آنسکتا تھا  
 ہتی ملاقات وقت پر موقوف  
 ایک کرسی خواص لی آئی  
 اوس پہ بیٹھی بصد شکوہ و وقار  
 شکوہ آمیز ہوئی ہتی تفسیر  
 جبکہ راز و نیاز خوب ہوا  
 لائی خوب اوسکو دام میں اپنی  
 ران پر انکھا ہاتھ پڑنی لگا  
 بند شرم و حجاب ٹوٹ گیا  
 محو گلگون سی آشنائی ہوئی  
 عشق فی صیغہ دوستی کا پڑھا  
 برق رفتار تھا مغل حجاب

بولی میرا ہی ہی عشق میں حال  
 شکل اپنی دکھان سکتا تھا  
 آجکی دن پہ ہتی مگر موقوف  
 اور آداب وہ بجا لائی  
 شکوی ہوئی لگی ہزار ہزار  
 دل پہ لگتی ہتی انکی تیر پہ تیر  
 بیچ سی پردہ حیا ٹوٹا  
 سحر پایا کلام میں اپنے  
 تیر مزگان ہی دل میں گزنی لگا  
 دل سی صبر و قرار چھوٹ گیا  
 و خضر رزی کہ خدائی ہوئی  
 بی جانی پر انکھا ہاتھ بڑھا  
 مطلب دل کا دانہ پایا باب

پھر تو اوس نازمین فی اوٹھکر  
 نشہ مین تہی جو اونکو بخیری  
 بی حواس اوہی نشہ مین مدہوش  
 نشہ می سی بہکی جاتی تھے  
 تھین جو وہ عورتیں کھڑی دوچار  
 تہا جو عیار وہ پشیمان تہا  
 برق رفتار کو ذامت تہی  
 عورتیں دل مین مسکراتی تھیں  
 طور یہ تہا پر سی شامل کا  
 لوح لینی کو بہی نکالی ہاتھ  
 دیکھا عیار فی جو حال شگرت  
 اسکو ہرگز نیکم بن آئی بات  
 بس کمر سی نکالی پہوشے

ہاتھ پکڑا کہ چلی اب اندر  
 نہ ہا کچھ ہی اونکو ضبط دوری  
 برق رفتار کی تہی پرائیوش  
 چلتی مین پاؤں لڑکھاتی تہی  
 ہاتھ اونکی تہی انکی زیب کنار  
 انکی فعلو نشی سخت خیر ان تہا  
 اسنی سب کچھ کیا نہ ایک چلی  
 اپنی جامون مین کب ستا تھیں  
 رتبہ ہاتھو نکو تہا حامل کا  
 اوسنی گردن مین انکی ڈالی ہاتھ  
 مہر پرور کی زسیت پر جیوت  
 کہشی مونہہ سی توہو پر ایسی بات  
 کر کی اونکی طرف سی دوشی

کیا اپنا دباغ ہاتھ سی بند  
 ہر طرف کو اڑای بیہوشی  
 مین جو سرست بادہ عفلت  
 عقل سی انکا ہوش خالی ہی  
 پہیلی بیہوشی کی جو وہ خوشبو  
 ہوئی بیہوش مین بزم کی بزم  
 تنہا جو وہ کنبہ طلا پر باز  
 وہ پکارا کہ حافظان طلسم  
 کام سارا بنا بگڑتا ہے  
 کہیل سب ہی بگاڑتا عیار  
 ہاتھ سی وقت آیا جاتا ہی  
 برق رفتار فی جو دیکھا رنگ  
 رفع کا بس فیلہ چھپرہ پونا

اسلٹی تانہ پہنچی محکو گزند  
 تاکری اونی جا کی سرکوشی  
 اونکو تہنیہ ہو کسی صورت  
 یہی بیہوشی گوشمالی ہی  
 پہنچی سبکی دماغ مین ہر سو  
 مٹ گیا اوس پری کی لگا بزم  
 اوسنی آنکھیں جو نشہ مین کین باز  
 دم مین مٹا ہی اب نشان طلسم  
 بادشاہی ونی دز ولڑتا ہی  
 فتنہ خفتہ ہوتا ہی بیدار  
 بزم عیار یہ مٹاتا ہے  
 دل مین سمجھا کہ یہ ہر اہی ہنگ  
 مھر پرور کوتا کہ ہوش آیا

جاکی پھر رنج و غم کمال ہوا  
 کہا ہر وقت آپ خوب لڑی  
 ہر جگہ پر پہنچ ہی جاتی ہو  
 لوح کو دیکھو ہوش میں آؤ  
 ہاتھ میں لی جو لوح کی تختے  
 لوح فی وہی جنبہ طلسم شا  
 جو سینہ اسکی سینہ پر ہی نشان  
 کارگر تیر تیرا اگر ہو گا  
 نہوا کشتہ آج اگر یہ باز  
 بد توں پھر غضب ہی تیری لئی  
 ہو چکی کام باز کا جو تمام  
 تیج کو کر نیام سی تو علم  
 اسی چا انکا خاتمہ کر دی

برق رفتار کو ملاں ہوا  
 آپکی عاشقی پہ خاک پڑی  
 پیرہن سی نکل ہی باقی ہو  
 حسن پر پہول یون تم جساؤ  
 باز کی آئی دم میں کم نہیتے  
 جلد اس کنبہ طلا چربا  
 مارا و سجا پہ تیرا نئی دان  
 قصہ طو لانی مختصر ہو گا  
 صاف تیری ہی قید کا انداز  
 پھر غم و رنج سب ہی تیری لئی  
 اور بلو اہو ساحر و نگا عام  
 چونک انسی نہ جنگ میں اوسم  
 چین ہرگز نہ انکو دم پہر دی

بعد لڑائی کی کچھ بہنیں پہرینے  
 قیسراور بھی اب تمام ہوا  
 جب ہوا اثنائی مطلب لوح  
 تیر ترکش سی بس نکال لیا  
 پہ چلا کنبہ طلا کی سمت  
 آئی جب تک کہ ساحر و نکی جو  
 جب تلک ہو بلند او سکی نفیر  
 وہ نشانہ مراد کو پہنچا  
 تاکا تھا اسنی جس قرینہ پر  
 پہر وہاں ایک شور بڑا تھا  
 ہوی ساحر وہاں ہزاروں جمع  
 نازمین نو نہال جادو کو  
 مھر پرور سی پہر چلی تلوار

لوح یہ ساحر و نکی ہی سیفی  
 فتح کا اسپہ اختتام ہوا  
 کچھ نہ سوچا سو ہی مطلب لوح  
 اور کما نکو بھی پہر سنبھال لیا  
 پس نگہ او سکی ہتی خدا کی سمت  
 پہنچا یہ شاہ باز ہمت اوج  
 چل کیا اسکا پس کمان سی تیر  
 تیر کو یا ہوا وہ تیر قضا  
 لب سو فار پیشا سینہ پر  
 ہلک شور شور گویا تھا  
 کیا اون سبکو خوب قتل و قمع  
 ایک ہی ہاتھ مین کیا بس دو  
 تیغ کا منہ تھا تیر کی بو چار



هر طرف کار تیغ بران بختا  
 کار سیفی و ده لوح کرتی هتی  
 گهر قتلون سی بهر دئی سو  
 چکه نه اون ساحرون سی بن  
 الامان مونه سی کهتی جاتی هتی  
 ایکم مین و کی لڑائی سر  
 کوئی ساحر نه چه نظر آیا  
 قینون ورسی خرافت اینین  
 اپنا اوس در چه انتظام کیا

لشکر ساحران گریزان تنها  
 سه سی بس پاؤن تک گذرتی  
 کشتو کی پستی کردی هر سو  
 بهاگتی بهاگتی جکه نه سیل  
 نهو گرین کهاکی رهتی جاتی هتی  
 قیسری در کی پائی فتح و ظفر  
 ایک چرکانه جسم پر کها یا  
 غم هوا کافرون کو راحت اینین  
 مع لشکر و مان مقام کیا

رفتن مہر پر و طرف در چهارم و گرفتار شدن و از مدد  
 گلشن جاو و وزیر گل جاو و رہائی یافتن و بر دهنق فتح یافتہ و آزار  
 مطیع خود کرد و برای تلاش ما و پروین فساد و خبرش یافتن

ساقیا جلد اب قدح ہر دی  
 می گلگون کا محکو ساغز دی

جام نہر ہر گئی کر سب جو خالی  
 وور تھی پائین اب قرینِ طلسم  
 وِ چارم کی فستح کی کدھی  
 تینو درسی ہوا ہی ہنگامہ  
 اسنی قتل ہوئی ہین ساجر  
 مہر پرور یہاں سی جاتا ہی  
 ہوا نقارہ کوچ کا یکبار  
 صبح کا وقت غل سواری کا  
 جب کہ خورشید آشکار ہوا  
 داہنی بائیں جب نقیب آئی  
 چچی پچی پری سوار وین کے  
 پٹنیں وہ سچی سجائی ہوین  
 تیز رفتار وہ فرس تیران

می ہی ستون کو رکھ نہ تو خالی  
 نظر آئی لگے زمینِ طلسم  
 آگئی موسیٰ کن سامری دہی  
 کارِ اعجاز کرتا ہی خانہ  
 سیر ہی اب طلسم کی آجندہ  
 تھر تازہ فلک دیکھاتا ہی  
 ساتھ کی فوج ہو گئی ہوشیار  
 حوصلہ سب کو جان نشاری کا  
 مہر پرور اوہر سوار ہوا  
 وور تھی ہلکی سب قریب آئی  
 غٹ کی غٹ تھی ز سوار وین کی  
 سب وہم جنگ آزمائی ہوین  
 ساتھ جنگی پہنچ سکی نہ گمان

مثل نوشتہ بھی ہوئی وہ جوان  
 حسن صورت میں ایک اک مہوش  
 سبزہ آغاز جو بنونہ شباب  
 صفدر روزگار و ضیغم وقت  
 زیب جسم او کی زیور آہن  
 چشم و ابرو کا قہر تیکھا پن  
 زیب ست ایک اک کی دستانی  
 مئی جرات کی نشہ میں یہ چور  
 بسکہ خلقت میں تھا فساد او کی  
 فتح و نصرت سدا رکاب کی ساتھ  
 برچی ہاتھو نین سفین ابونین  
 دیکھنی ہی کی وہ سپاہ نہتی  
 چو بدارون کی ہتی صدا ہر دم

دل میں شوق عروج کنہان  
 خانہ جنگو نین قہر کی سرکش  
 سمن اذام عارض آتش تاب  
 رشک اسفند یار و رستم وقت  
 زرہ و خود و بکتر و جوشن  
 تیر آفت بلا کی وہ چتون  
 بانک پن کی بند ہی ہوئی بانی  
 کٹ مرین جنگ زرگر عین ہ سور  
 خانہ جنگی تھی خانہ زاد او کی  
 اسلحہ بھی کس آب و تاب کی تہم  
 بدربرج ماہ نور کا بون میں  
 او کی تلوار کی پناہ نہتی  
 عمرو و دولت بڑھی قدم بقدم

بسکی مجری سلام ہوتی ہوئی  
 دست بستہ جلوین فتح و ظفر  
 تڑتواگو تہاروبر و اقبال  
 ساعت نیک صبح کا وہ وقت  
 ہر پرور جو ماہ پارہ تھا  
 بخت و اقبال او کا یا تھا  
 ساتھ ہی او کی فوج صورت  
 چار منزل رہی وہ فوج گران  
 فوج فی ایک جا مقام کیا  
 اتفاقات سی وہاں پہنچا  
 سختیاں کینچی بر ملا سر پر  
 حرف شکوہ ذرا نہ لب پر تھا  
 تحمل بلا پر آفت پر

خندہ زن ہنگام ہوتی ہوئی  
 نصرت کر و گار باز و پر  
 اور ماوب جلو میں جاہ و جلال  
 زہرہ و شتری کا تھا وہ وقت  
 اوج اقبال پر ستارہ تھا  
 وقت او بار ساحرون پر تھا  
 لمحہ لمحہ ترقی پر تھا اوج  
 پھر خدا کی بندہ گئی سامان  
 مع عیار آگی کو ہیہ بڑھا  
 کہی انسان نہا جان پہنچا  
 اسی کیا کیا نہ بس بلا سر پر  
 صبر ہر رنج اور تعب پر تھا  
 ہستی مصیبت عجب مصیبت پر

او ان باباؤنکا لکھون گراحوال  
 سہ می تپاؤ کی کمال ہوئی  
 نکلایہ لوح میں نہ گہرا و  
 اسی درمیں بڑی اونیت ہی  
 کسی صورت نہ ہو مگر تم  
 غم نہ کہاؤ جو رنج ملتا ہی  
 اسی درمیں تو سانجی عجب  
 جس قدر راہ میں کہ تہی نکلین  
 سہکی ایذا سب آن پہنچی وہ  
 دیکھو اب چرخ کیا دکھاتا ہی  
 سنی کا نوٹنی ماجر اانکا  
 لائی آوارگی کہاں انکو  
 ہوئی یہ ایک شہر میں داخل

سامعینو نکو ہووی رنج و ملال  
 جو کلی آشنائی حال ہوئی  
 صبر اور شکر سی چلی جاؤ  
 پہر غم و رنج سی فراغت ہی  
 اس بلا کو بھی جھیلو سر پر تم  
 رنج کی بعد گنج ملتا ہی  
 کہ بیانیسی طلسم اب ہی قریب  
 مطلب لوح سی ہو ہی سکین  
 بر سر مطلب آن پہنچی وہ  
 کوئی دام میں پھنساتا ہی  
 حال ہوتا ہی طے نہ کیا انکا  
 چین اکیدم نہو چہاں انکو  
 طرف سیر دل ہوا مائل

حد سی افزون بے شہر تہا آباد  
 رات کی رات ہی مقام کیا  
 ساری بچوں سی بی خلل نکل  
 تھوڑی سی دور شہر کی باہر  
 وہاں بچہ ہاتھ دو نو دھوئی  
 مع عیار انکو کہنچ لیا  
 تھی جو غنّ محیطِ غنم دو نو  
 دیکھتی کیا ہن سیرِ قدرتِ حق  
 چلی آتی ہی اک حسین مہوش  
 ہو گی شاد شا و شاد و شادی  
 وصلِ محبوب کا پیام آیا  
 دوڑ کر اوس سی مین گلی لپی  
 سر سی پاتک بلا مین لینی لگے

تہا ہر ایک کو چہ چوک سی ہی یاد  
 عیش و عشرت سی ن تمام کیا  
 صبح کو اوس جگہ سی چل نکلے  
 ایک تالاب آیا انکو نظر  
 اپنی اس بیکسی پہ روئی لگے  
 ایسی ڈوبی کہ کچھ تپا نہ ملا  
 نکلی یہہ ایکجا بھسم دو نو  
 نہ سنا تھا حواس نہ مطلق  
 آگیا انکو اس خوشی میں غش  
 مرنی ہتی سخت نامرادی سے  
 قاصدِ شوق تیز گام آیا  
 جیسی ملتی ہن چوٹی برسوں کی  
 انکو لا کہوں عائنِ نبی لگے

ماہ پروین کا میلا سا ہی لباس  
 انکو آتی ہوئی جو بس دیکھا  
 رو بدیوار پشت انکی طرف  
 باس پہنچی تو اور زنگ ہوا  
 یہ لگاتی ہیں جب کہ اپنا ہاتھ  
 زلف بل کہا رہی ہی جی بکل  
 چہرے قی ہیں ہنسی سی یہ جتنا  
 یہ تو کہتی تھی میری کیا تقصیر  
 یہی ہوتی ہیں فعل انسان میں  
 فقری کبھی یہ جا کی اور کہیں  
 چلو اتنی بنا وین نکر و  
 یہ کہیں اور جا کی دم دیکھی  
 کتنی بھولی ہیں آپ تو واسد

مو پریشان اور چہرہ اوداس  
 منہ پہلائی ہوئی تھی منہ پہرا  
 جان ہونی لگی الم سی تلف  
 غیظ سی سب بدل گیا نقشا  
 وہ جھک رہی ہی بس انکا ہاتھ  
 چین چین پر ہی ابرو و نیر بل  
 اور روتی ہی غصہ سی وہ سوا  
 وہ یہ کہتی تھی ہاں میری تقدیر  
 منہ تو ڈالو زرا گریبان میں  
 یہاں خوشامد پسند طبع نہیں  
 ہٹو مجھ سی لگا وین نکر و  
 بس بس اب پکی قدم بچھی  
 کوئی حافی کہ کچھ نہیں آکاہ

مرد و می لنین اپنی کچھ شرما  
 میں بیہ سب غلاتی ہوں بذاتی  
 مجھی پر آنکھ چار کرتا ہی  
 تو بھی کیا جعل ساز ہی اللہ  
 اری او فیلسوف او بذات  
 تو بڑی چیز بھی اگرچہ او تھا  
 تو دبائی بل میں ایمان ہی  
 اب تیری حل میں کب میں آتی ہو  
 ایک توشیفۃ تھا وہ گلغام  
 اور بھی پس گیا وہ مہ پیکر  
 جبکہ اوسنی نکوئی ڈھب پایا  
 بولی کس ناز سی وہ ماہِ لقا  
 جانِ مینی پہ کیا دلیر ہی تو

چل الگ بہت ذرا برای خدا  
 کچھ تجھی شرم بھی نہیں آتی  
 دین و اسبتہ تو مکر تا ہی  
 کس قدر فقری بازی و اللہ  
 تیری آگی تو ہی قسم اک بات  
 تو بھی دل کو میری یقین آتی  
 توجھو ٹوٹا حل قرآن ہی  
 تجھی خوشی و لا کھون دم میں لاتی ہوں  
 جبکہ اوسنی سنایہ طرزِ کلام  
 شوق و صلت سی مصطرب ہو کر  
 جان دینی پہ اپنی دھکایا  
 لو خدا را س لائی پچ کہنا  
 کس قدر زندگی سی سیر ہی تو



لو میری دل کو آزمائی ہو	اپنی دامن میں لڑائی ہو
یہ کسی بیوقوفہ سنسب کہ دھچکا	پل جی مروی جو اس میں
غصتی کی تیور و نسی است آیا	گر پلٹنی کا اوسنی قصد کیا
اچھی پل غمی منہ اگانی سی	خوب گہل کہیگی تم بلانی سی
بس زیادہ نہ آپہ اترائیں	دیکھو کم بختیان نہ آجائیں
کیا بھی مسخرہ بنایا ہے	خوب آکر اودھم مچایا ہی
نہیں ہر منہ میں کیا دشمن	اٹا کرتی نہیں چبلا پن
کسا اسہ دم نیال آیا ہی	خوب قابو کا وقت پایا ہی
ور نہ کیا کچھ میں آسی ڈرتی ہوں	میں گہر آنیکا پاس کرتی ہوں
سیکڑوں بی نقطہ سناؤنگی	میں ہی پر کہنی پر جو آؤنگی
بیچیا ہوگی پھر جو اوڑگی	یہاںسی ذلت اوٹھاکی جاؤگی
یہ کہیں اور ارہٹا ط کرو	مجھسی ہونڈی نہ اختلاط کرو
جنگی پہلو میں سوکی آئی ہو	جھکو رغبت سی بیاہ لائی ہو

ہستیاں بیجان نہ جوتی مین  
 بنی ہوئی نہیں ہی اوہ مانی  
 اب بھلا، اور تو امید کہاں  
 چلو تم ہی تو اپنا بھلا لو  
 مین تج قائل ہوں اس ٹھٹھانیکے  
 یہہ تو کہتی مین ہاتھہ ولہہ دہڑ  
 اور ونسی گریبان کرد سنا  
 پیارسی انکا چٹکیان لینا  
 اور کہنا یہہ تھا آدا کی تہا  
 منہہ سی انجا ہی منہہ جو مل جاتا  
 اور کہنا ملال سی کہ ہٹو  
 سرجور کہہ دیتی ہین یہہ زانو پر  
 کہتی ہی کیا یہہ غمزی لائی ہو

آبرو جو کہ اپنی کہوئی مین  
 مال سی نہیں ہی جاتی  
 ل کی تو کچھ نکال لو ارمان  
 کچھ گریبان مین لہ منہہ ڈالو  
 اور اس ویسی کی صفائی  
 وہ یہہ کہتی ہی پو پھلی نکھر  
 ٹھٹھائی سافسین یون ہر سب  
 اور وہ ہٹو اوہ ہر سی حل جاتا  
 ٹوٹ جاوین خدا کری یہہ تہا  
 بس تھپڑیسی ہی جواب آتا  
 آگ لگ جائی ایسی باتو نکو  
 وہ ہٹاتی ہین مار کر ہٹو کر  
 خوب کچھ تم مزی مین آئی ہو

آج کل تھکو جوش خون تو نہیں  
 محسوس پرورنی حبیبہ دیکھا حال  
 دل ہی بولا کہ ذرا غ کیاؤ تم  
 لی بلالین گرا وہ پاؤں پر  
 کو بڑا ہون پہ یار تیرا ہون  
 ہنسکی بولی گنہہ معاف کیا  
 محکوم اس طرح بھول جاؤ تم  
 ہمتو غم میں یہ اپنا حال کریں  
 کیا ہو امید بیو غائی سے  
 گوئی شکوئی زبان پہ کیا لائے  
 محکوم اس بات کا ہی اندیشہ  
 دیوار رقم جو آج آویگا  
 دم ہمارا نخل نہ جای کہیں

فصد لو فصد لو جنون تو نہیں  
 حسن اور عشق میں ہی رنج و ملا  
 یار روٹھا ہی اب مناؤ تم  
 کہا قصیر اب معاف یہ کر  
 سچ ہی قصیر وار تیرا ہون  
 تمسی دل اپنا مینی صاف کیا  
 اسکو کیا کہتی ہیں تباؤ تم  
 آپ اصلانہ کچھ خیال کریں  
 دور ہی پاس اشنائی سی  
 آئی ہو راہ کی تھکی ماندی  
 کہ نہایت ہی وہ ستم پیشہ  
 دیکھی رنگ کیا وہ لاوی گا  
 تمسی تلوار چل نہ جای کہیں

بولا غازی کہ میں نہ ٹالوں گا  
 کہا مہوش سی پیر بلا کی سستا  
 می گلوں کی بھی ہو پیاری  
 برق رفتار سی بلا کی کسا  
 ساری کھلو ای جسم سی ہتیار  
 بانی عیاری کی ہتی جو اوکی  
 آئی مہوش تو پیر سنایا سستا  
 لگئی سب اوٹھا کی وہ بالکل  
 می گل رنگ کا ہوا پھر دور  
 برق رفتار کو بھی پلو ای  
 مست جب نشہ میں جی رہی وہ حو  
 او تہ گئی وہ کسی بہانی سی  
 کتا کہتی رہی نہ جا تو کہین

ایک دم میں میں مار ڈالوں گا  
 کروٹیاں کہانی کا اسباب  
 بعد مدت ہی آج میخواری  
 گرم آئی ہو تہندی ہو تو ذرا  
 لوح بھی بس اوتار لی کیا  
 برق رفتار فی بس اوس سے  
 کرو مند وق میں یہ بند اسباب  
 ایک ایک شئی دیکھا کی وہ بالکل  
 ہاتھ گردن میں پڑ گئی فی الفور  
 عذر کی بات کچھ نہ بن آئی  
 نہ ہی پاس طالب و مطلوب  
 غم ہوا دل کو اوسکی جانی سی  
 میری ل کو تجھی سی ہی سکین

ہنسکی بولی ابھی تو آتی ہوں  
 دی سدا لوگوں کو کہ جلد آؤ  
 لوگ آئی انہیں پکڑنی کو  
 ماہ پر دین کی بات پکڑی گئی  
 نشہ سب ہو گیا ہرن انکا  
 بیٹرن دام میں پھنسی دو نو  
 سناؤ نیت فی جب یہ حال انکا  
 گلشن جادو کو خبر پہنچے  
 یاسمن فی جو یہ خبر پائی  
 پاس فہیق فی اپنی بلوا کر  
 ہو گئی پہر تو جادو دو نو  
 شاد و ذہیق تھا زہرہ کو غم تھا  
 قید میں ہتی جو گلشن جادو

کب تمہیں چور کر دین جاتی ہوں  
 چور بکڑی ہیں دو نو لی جاؤ  
 او ہٹی کس بات پر یہ لڑنی کو  
 طوق و زنجیر میں یہ جاڑی گئی  
 تہا گلا قابل رسن انکا  
 رو ہی اتنی نہ پہنسی دو نو  
 کیا جا کر ہوں کو پہر سچا  
 مر گئی سنکی وہ تو جیتی ہے  
 وہ کلی کی طرح سی مر جائی  
 سحر کیم پڑہ کی پہونکا دو نو پر  
 بڑ کیا اسکو فاختہ او سکو  
 عید اید ہر ہتی او دہر محرم تھا  
 اسقدر ہو رہی ہتی بی قابو

سنکلی سیه حال جان کھوتی تھی  
 سو جیتی تھی نکو سی دہی تیر  
 کہتی تھی کون انہین چوڑائیگا  
 تہا جو عیار او سکا عاشق زار  
 جتنی ساحر کہ تھی مع ذہن  
 تھی مصمم وہ اس ارادین  
 جمع ہو ساحر و کاجب میل  
 اس اذیت سی قتل انکا ہو  
 ہو وی مرغان شت کو چہر  
 گلشن باد و سنتی تھی جو حال  
 زنگس جادو پاس حب آئی  
 پولی رو رو کی پٹ کر سر کو  
 رات کی رات وہ تو مہمان ہی

آہہ آہہ آنسو و نسی و نئی تھی  
 کہ رہا ہو مسلسل زنجیر  
 کون و نو کی جی پائیگا  
 باہتہ پاؤ نسی وہ بھی ہی لاچار  
 او نکو کپہ او سکا غم تہا طلق  
 شہر و نکی جمع کیجی جادو گر  
 کیجی قتل او نکو بس او سجا  
 رنج ہو ماہیان و ریا کو  
 کوئی ایسی نہ پھر کر جی حرکت  
 دل دہر کتا تہا اسکا غم کمال  
 دیکھ کر روئی اسکی تہائی  
 دیکھون کس طرح مہر پرور کو  
 قتل کا او سکی صبح سامان ہے

قتل او سکو اگر کیا لاسی کے  
 وہ ہوا اور میں جوں پہ بات  
 او سکی میں قتل کی خبر کو سنوں  
 جب تو رحمت ہی عشق کو میری  
 نرکس جادوئی سنی جو کلام  
 کہا او سنی کہ کیا یہ کہتی ہی تو  
 وہ سلامت رہی تیرا دم ہو  
 یہی ہی وقت آڑی آنیکا  
 ہم تم اک روح اور دو قالین  
 تیری جینی سی نیست میری ہی  
 ایک میں ایک میری خواہی  
 باطنی تجھی او سکو الفت ہی  
 او سکو جا کر ابھی میں لاتی ہوں

میں بھی کچھ سوچ ہو گئی اب کیا  
 عاشقی سی بہت پیہ و ورہی با  
 چاہی جان پہلی او س سی دن  
 ورنہ عاشق میں یوں تو بہتیری  
 غم سی روی کمال وہ ناکام  
 خیر ہی تجھ کو گلشن جادو  
 ملکی تو او س سی شاد و خورم ہو  
 دن ہی الفت کی پیہ و کہانی کا  
 ساحر آگاہ اس نئی سب میں  
 جان تو ایک میری تیری ہی  
 مجھی خوبی میں لا کہہ بہتر ہے  
 پتری عاشق بدل نہایت ہی  
 ایسی عیاری اب بناتی ہوں

جس سی عیار چھوٹی وہ چھوٹی  
 وہ ہی محی شعور مند زیاد  
 جو کھی مٹی تم وہ کام کرو  
 کہہ کی یہ او سکو جا کی لی آئی  
 اپنی تبدیل اوسنی کی بنیت  
 اور اوس اپنی شکل پر لائی  
 آپ منظور قید خانہ کیا  
 نوکل جادو نام تھا اوسکا  
 اوسنی خواہر ہی پہر کھی یہ بات  
 پہلی سید ہی اوس جگہ تو جا  
 جبکہ عیار قید سی پت جابی  
 چلین و نو و مان سی عیار ا  
 اوس صورت سی گلشن جادو

اپنی دلبر سی تو مزی لوٹی  
 سخن میں رکھتی ہی کمال سوا  
 اوسمین ہرگز نہ کچھ کلام کرو  
 خوب تدبیر اوسنی ٹہرائے  
 گلشن جادو کی بنی صورت  
 خوب عیاری اوس سی بن آئے  
 گلشن جادو کو رو انہ کیا  
 یہی عیاری کام تھا اوسکا  
 قید عیار ہی جہان مہیات  
 اوسکی شکل آپ بن کر اوسکوڑا  
 وہی کرنا جو کچھ کہ شجوبتائی  
 سوئی نندانِ غم تدم مارا  
 ساتھ اوسکی ہوئی بنی بازو



برق رفتار تھا جہاں عیار  
 چو کی ہتی ساحر و کی ہا جی شہ  
 یہ او و ہر دو تو باتیں کرتی چلن  
 چو کیداروں فی یہ کہا جسم  
 دل میں اس وقت آیا اپنی ہی  
 ایسی نادان تم بہلا کیا ہو  
 ٹوکتی ہو بنی ہو دیوانی  
 سمجھی ہ دل میں انسی برہنہ  
 سب یہ بولی کہ آؤ آؤ تم  
 درِ زندان پہ کھین دو نو  
 کچھ نہ ایسی جدا ہتی جادوگر  
 کہ کی سب سی تپاک یکدیکر  
 ز گس جادو جب کہ در آئی

پہنچی دو نو یہ ساحرہ اکبیار  
 آنی جانی کی ہتی بہت تاکید  
 پاؤں و ڈر کی اپنی ہر چلن  
 کون او ہر آیا ہی یہ بولین ہم  
 دیکھنی چکی قید یو نکو یہ  
 کیا نہیں ہسی تم شناسا ہو  
 ہم یکانی ہن یا کہ بیگانے  
 اپنی جسم بس ہن یہ غیر نہیں  
 غصی میں آکی پہر نہ جاؤ تم  
 دیر تک ہم سخن رہیں دو نو  
 ایسی سب آشنا ہتی جادوگر  
 کنجی لی اور کہو لا قفل ویر  
 بز کی صورت اوسی نظر آئی

کیا پہلی تو او کو بڑی شہر  
 یلکی غیار کہ وہ دُنو پهرین  
 آئین اسجا پہ دیکھا حال خرا  
 گلشن جادوئی کیا یہ طور  
 آپ قمر کی بن گئی وہ شکل  
 کہہ دیا د و نو تم یہ کام کرو  
 ہتھ جہان توشی خانہ ذہن کا  
 آئین واروغہ کی یہ باہم پاس  
 جاؤ ذہن فی اب بلایا ہی  
 وہ موم ہی قتل مہر پرور کی  
 تم وہاں سی جو پھر کی آوگی  
 جب کہ واروغہ ہو گیا رہی  
 قتل صندوق جلد و ایسے کچھ

اور مہر ہی نہ پھر وہاں وہ مہر  
 جہان قمری ہتی او سبکبہ و گھین  
 گوش زد ہو گئی نفیر خواب  
 پنجرہ قمری کالی لیا فی الفور  
 اور او کی بنائی اپنی شکل  
 لوح حجاب ہو ڈھونڈ لو او کو  
 خالی از کار عقل احمق کا  
 اور کہا تمکو کچھ نہیں دسواس  
 صبح کا وقت ہو فی آیای ہی  
 کرو طیار سی جلد سب گہر کی  
 اسی جا تمکو بیٹنی پاؤگی  
 بات یہ انکی عقل فی چاہی  
 ایچتی لوح مدعنا کیجے

قتل کہو لا جودل میں یہ کہہ کر  
 نوبان سب کو کر لیا پہنان  
 اوس جگہ سی چلی ابد تجیل  
 ساحر و کا تھا ازو ہا مہ جہان  
 ماہ پیکر چہا وہ ذرو نکلی فوج  
 چہا تار و نکلی ماہ لیکر فوج  
 ہوا ذہن ہی آکی داخل زم  
 یکجہی قتل محسوس پرور کو  
 مہر پرور کا جب قفس آیا  
 کہا فرست نہ انکو لینی دو  
 یا سمن فی جو دیکھا یہ انداز  
 صبر و ہوش و حواس جانی لگی  
 ساحر و نکلی صلاح یہہ تھیری

لیت لی اور وہ لٹی جس  
 تاکہ ہرگز نہ کہی کو ہی دہان  
 کہ رہی تھی کمال رات قلیل  
 او نہیں آہیٹی یہہ ہی و نو و ہا  
 مہ کا آسمان پر ہوا اوج  
 مہر کا ہو گیا فلک پر اوج  
 ٹہرا اوس ناچار کا یہہ غم  
 چوڑی پیر نہ ساری لشکر کو  
 اور عیار کو بسے بلوایا  
 گلشن جادو کو بھی قتل کرو  
 رنگ چہری سی کر چلا پرواز  
 غش غش او سکو غمی آنی لگی  
 یکجہی انکی صورت ایلے

چاہتی ہتی کہہ د سحر کرین  
 کہ ہوا نعرہ محسوس پرور کا  
 وہاں ہر عیار کا ہوا نعرہ  
 رخِ ذہن پر مرد فی چائی  
 لیکلی خنجر یہ سب تھے جاہلی پڑی  
 سحر جو جو کی کرتی تھی ساحر  
 فکرِ سحر اس طرف بہت سی کی  
 زکسِ جادو گلشنِ جادو  
 نوکلِ جادو یا سمنِ جادو  
 جانینِ قربان او سپہِ کرتی تھیں  
 برقِ رفتار کو جو ہوش آیا  
 ہو کی خنجر کھنکھتہ ہر کو پہرا  
 دو کی خنجر سی گر چہ کام ہو

بعد اسکی گلی پہ تیج و ہرین  
 دم کیا بند ہر شکر کا  
 گلشنِ جادو فی کیا نعرہ  
 اوس سحر کی قصہ آئی  
 شیر و باہو پیر بس آہی پڑی  
 لوحِ کردیتی تھی اونہیں آخر  
 یا سمنِ ہی شرمیکِ مہر ہوئی  
 یہ بھی نو تھیں کیدلِ فیکر  
 فوج سی لڑتی تھیں بہم کیسو  
 اسکی بدلی وہ آپ مرتی تھیں  
 منہ وہاں تھرونگا ہر سایا  
 ایک دو چار کو گرا ہی دیا  
 لوح سی سیکڑوں تمام ہوئی

پڑ گئی ایک طلسم میں ہل چل  
 ہو گیا ساحر و کونو خوف مصدا  
 سب فنا ہتی نکوئی تھا باقی  
 مھر یورنی گھیرا ذنق کو  
 عرض کی باندہ کر یہ ہاتھو نکو  
 سب بڑا بول میری پیش آیا  
 دل ہوا پھر طلسم پر مائل  
 یون کیا اوسکا پھر گناہ معاف  
 سیر کی پوچھا سارا حال طلسم  
 لایا ذنق بعد قتل ایمان  
 پڑ ہی کلمی نہی لائی ایمان سب  
 پھر ہی باطل سی حق ہوا آگاہ  
 نیک باتوں کا سب کو تھا اقرار

کئی نامہ ذریعہ و برفو سی گل  
 مہر فی گرویا وہ مطلع فصا  
 ایک ذنق ہی رہ گیا باقی  
 کچھ نہ بن آئی بات احمق کو  
 بہہ گنہگار کا گنہ بخشو  
 کیا تھا جیسا ویسا ہی پایا  
 ساتھ لیکرا سی ہوا داخل  
 بیسی بندی سی ہو مسلمان صفا  
 کیا تہنی میں اپنی مال طلسم  
 ساری دن سارون لی پائی جان  
 ہو سی کافرو ہاں مسلمان سب  
 کہا سچہ لا الہ الا اللہ  
 جا بجا مسجد میں ہو تین طیار

گلشن چلتو و ہتی جو چارنی  
 مژدہ فتح سکو جا پہنچا  
 وہی بنق کو تخت و تاج دیا  
 حکم و بنق کو پہر بلا کی دیا  
 انکی بس کہنی کا بہانہ ہوا  
 ساتھ ہتی ساحران چاکہ دست  
 شہرین کوہ مین بیابان مین  
 ہفت اقلیم چان ڈالی ہتی  
 پہر تا پہر تا کہاں کہاں نکیا  
 بحرانی و محنت بسیار  
 اوس جگہ پر لگا تپا اوسکا  
 چین کی ہی قریب جو ماچین  
 ہی مہیب اور وہ نہایت قلیب

لگی دعوت کی کرنی طیار سی  
 ساتھ زہرا کی شکر آ پہنچا  
 پیشکش اوسنی پہر خراج کیا  
 ماہ پر دین کا کچھ تبا و پتا  
 ڈھونڈ ہنی کو وہ خود روانہ ہوا  
 سبکی سب ہتی جوان چاکہ دست  
 ڈھونڈتا تھا ہر ایک زندان مین  
 کوئی جاگہ نہ اوس سی خالی ہتی  
 ہتی جگہ کو نسی جہان نگیا  
 لگا ایک جاسراغ آخر کار  
 نہ ہوا کا بھی ہو گد زبس جا  
 کہتی ہین لوگ اوسی خبر چین  
 ہوش افسان ہو دیکھ کر جی سلب

او سکی قصنی میں سب وہ سرحد  
 سحر پر او سکو اپنی دعویٰ ہی  
 نام شہباز او سکا ہی مشہور  
 ماہ پروین کا ہی وہ عاشقِ ار  
 ماہ پروین کی جو محبت تھی  
 کسی صورت نہ ہاتھ آتی تھی  
 ملنی کی او سکی کہات کرتا تھا  
 پہنچے ہی قدرتِ قضا و قدر  
 آیا نگر و مان وہ مثل عقاب  
 تہہ میں دریا کی او سکو رکھا ہی  
 وصل کار و زار و سی طالب ہے  
 کر مار و زار او سکی دلہا رہی  
 روز و صلت پہ وہ ہی آمادہ

سحر او رہا جڑی میں جو بدی  
 ساری وہ ساحر و نین کتانی  
 او سکو اپنی کمال پر ہی غور  
 زور او سکا نہ چلتا تھار نہار  
 اور زہ اسے اک عداوت تھی  
 اسکی بسا وسیعہ جان بتاتی تھی  
 شب کو دن نکورات کرتا تھا  
 چڑھی وہ سن وہ گہات کی او پر  
 لی کیا او سکو بس او ٹہا کی نشا  
 و نل او سجا نہیں کیسا ہی  
 وہ ہی مغلوب اور یہ غالب ہی  
 اور او سکو ہی اس سے بڑا ہے  
 جان مینی پہ ہی یہ استادہ

خیمہ کنار یہاں نہیں اقرار  
 جب بہت تنگ اس سی آتا ہی  
 ہوا اسکی وہ جنگ کا در پی  
 ایک دن ل بہت جو تنگ آیا  
 نہیں تجسی کنار ا ہی محکو  
 تجکو ہر دم جو میں کر پاتی ہوں  
 اک مہینی کی اور وی مہلت  
 بعد اسکی نہوگی پھر تکرار  
 سنکی یہ دل میں اپنی شاہو  
 سجھا یہ ہی کہ مجھ پر مرقی ہی  
 کہا اوسنی کہ اسپہ راضی نہ  
 اب تو محکو ہی فکر استقبال  
 تو تو اعلیٰ ہی اور میں کم ظرف

روز و شب ہی ہم یہی تکرار  
 بر سر جنگ اس سی آتا ہی  
 ماز میں رنج سہتی نہی تاکہ  
 ماہ پر وین فی اس طرح سی کہا  
 تجھ سو اگون پیارا ہی محکو  
 ماز و انداز یہی دکھاتی ہوں  
 محکو ایذا نہی کسی صورت  
 میں تیری ماز ہوں تو میرا باز  
 دعویٰ دوستی زیاد ہوا  
 فی الحقیقت کہ ماز کرتی ہے  
 حال ماضی پر رنج کیون میں ہوں  
 تیری اس امر میں نہیں ہی طال  
 عمر کی مینی تیری عشق میں ف



یہی تو صیغہ محبت ہے

نفی قول اب نہ کیجیو میرا

تسکین نہ ہو نگا ایذا پر

یتری اقرار پر کرونگا عمل

سجھایا یہ وعدہ نقتیل نہیں

ہیں خفیہ اپنی درد و غم کی خون

کہا اچھا مجھی گوارا ہے

وعدہ میں ایک روز باقی تھا

انہیں فعلو ہنسی تکو براحت

تو فی اسبات سی تو تنہا ہیرا

سج ہو تا ہی امر بیجا پر

لن ترانی نہ پھر ہوتا ہوخل

گو بہت ہی یہ کہ قلیل نہیں

انکا کٹنا ہی ہر طرح ممکن

یتری کہنی سی کب کنار ہی

کہ نہری کی ذہن آہنچا

رفتن مہر پرور برای رہائی ماہ پر وین آوردن آن مع

گلشن جاوید و زر کس جاوید و یکجا بعیش و عشرت بسر کردن

جام می پیر کی دی تو ہی ممکن

دلی بولی کہ زندگی ہی ہیچ

تم ہو مصروف عیش و عشرت میں

ساقیا جام وصل کا بیون

مہر پرورنی حب سنی یہ ہیچ

ہوئی محشوق اس مصیبت میں

خاک اس عیشین باد وانی پر  
 کہا ذہنق نیاب ہی کیا تدبیر  
 تہ دریا میں تلو پہچا وون  
 لہجی ساتھ چار سو سا بحر  
 نہ کسی اور سمت جانی دین  
 کس لئی سحر سی ہی وہ غافل  
 جب وہ باہر کہین کو جاتا تھا  
 کرتا تھا اس شدید قید میں بند  
 کیا کہون میں کہ یہ کہاں آئی  
 جب کہ ساحل پہ شہر جا پہنچا  
 ساحری میں جو تہی ہست بیاک  
 گیتا دریا پہ سبکو استادہ  
 اوسکا وعدہ وہاں تمام ہوا

خاک ہی ایسی زندگانی پر  
 بولا چلی بیگان سی بی تاخیر  
 اوس شکر کی شکل دکھلا وون  
 ہو وین وہ خوب سحر سی ماہر  
 اسکو سب جاتی ہی کپڑ لیون  
 واقف حال وہ نہیں جاہل  
 قید میں اوسکو چھوڑ آتا تھا  
 جس سی ہوتی تھی اوسکی جی کو گزند  
 دم میں مثل ہوا بیگان آئی  
 اب یہ تہا قصد دیکھنی دریا  
 چار شخص او بنن تہی ہست سفاک  
 پانچون تہ میں گئی وہ آمادہ  
 وعدہ عمر بیان تمام ہوا

باد پرین کا حال تھا تعسیر  
 کائناتی کہ بنین بن آتی ہی  
 یا خانام چارہ سورہ جاہ  
 بنین معلوم ہائی مجکو بیان  
 مہی غفلت کی استدراف  
 کیا ہائی یا گیا گذرا  
 موت کی میری اب ہی طیاری  
 بحرِ شمس کمال حیرت تیرے  
 ہوتا ہوتا ہما ہر طرف شہال  
 پانچون پہنچی وہ تہ میں دریا کے  
 تاکہ وہ اسی جال میں مرے وو  
 سحر کا پانچون نی بچا یا جال  
 باہر آتا تھا وہ خوشی کی ستارے

کائناتی ہی بان مابین تعسیر  
 جان ہی آبرو بہن جاتی ہی  
 بان یہ جاسی آبرو رو بناسی  
 مہر پرور یہ کیا بنی ہی وہاں  
 میری ایک زلی خیر اوستی  
 بنین معلوم حال کیا گذرا  
 رحم کر رہم خالق بارے  
 نہر نہ ہر اک و کو وقت تیرے  
 شاہ تھا اپنی زلیں بد اعمال  
 ایک گوشہ میں چپ کی پس جانے  
 قبضی میں کبھی کو ہر مقصود  
 ہوا شہال کی لہی جنب لال  
 کہ وصال اب ہی اوس کی ستارے

او سبط مٹ خوشی کنار روپیں  
 اوں لعین کو نوجوا اپنا مال  
 الغرض اوں کو جال میں کنیا  
 جالکی کاٹی فی کیا غیب  
 ایسا کاٹا لگانڈ ہال ہو ا  
 بہو لاسب سحر و ساحری اپنی  
 نکلا خشکی پہ جب تریسی وہ  
 لب تو ہی بند سحر کیا کرتا  
 لاکھ تر پائیہ حال میں اچھلا  
 آیا ذہن پٹی مبارک باد  
 ماہ پروین کو قید میں ہی س  
 دسی کہتی تھی اسی خدای کریم  
 مہر پرور سی کہتی تھی وہ ملال

پانچون مہی تہی اسطوٹ خاموش  
ہر گہڑی مین ہی اور ہی گہڑیاں  
وہ پہنجا جب اید ہر سی کینچ لیا  
چھیدی مہلی کی طرح دو نولب  
بی چری کی گلا حلال ہوا  
سرو پاکی بھی کچھ خبر نہ رہے  
سخت مضطر تھا بی پر سی وہ  
جان کی اپنی تھا دعا کرتا  
حوب اسکا سپہون فی سر کھلا  
مہر پرور کا دل بکال تھا شاد  
تو مونس کوئی رفیق نہ پاس  
بہج یاور کہ ہون کمال سقیم  
سن چکی تہی تمام اسکا مال

کہتی ہتی او سکو میری کیا پروا  
 اسین بنت فی اوس سی آ کی کیا  
 کبھی غوا سی جلد چستی سی  
 اوس دُر عصمت و شرافت کج  
 منقض ہو چکا ہی و عدا کا دن  
 جلد پل کر نکال لاؤ اوس  
 کہا اسی کہ عین بہتر ہیے  
 کیا کہون بات مہر پرور کی  
 گیا وریا میں لکی جبکہ انیس  
 کہ نکل ہی سحر سی طیار  
 چاہی جو جہان تکلف ہی  
 ایک صندوق جو نگارین ہیے  
 کرتی ہی ہا ہی ہا ہی ہستہ

او سکا بے شوق مہی ہی لٹہ ہا  
 چلنی وریا ہی پرتہ وریا  
 موتی لطن صدف سی تانگی  
 بحر و خار سی نکال ہی لو  
 وہ جو مرجائی تو یہ ہی ممکن  
 آبِ اریسی اب جلاؤ اوس  
 حاضر اب اس پہ مہر پروری  
 سحر کی اوسنی سب مہم سر کی  
 دیکھا ایک موتی کا مکانِ نفیس  
 خیرگی آنکھہ کرتی ہی ہر بار  
 ہر طرح کا وہاں تکلف ہی  
 اوس میں مینہ ماہ پروین ہی  
 آ رہی ہی صدا ہی آہستہ

کہہ رہی تھی بکریہ و زاری  
 خلق سی ہاں لیل و نعل چلی  
 ضبط افسی نہ ہو سکا ز نہار  
 آنکہہ کی سوتی نہ  
 گئی صند

جسہ صدقہ شمار رہتا تھا  
 ای فلک توئی کیا کیا افسوس  
 یہ بھی کز و ش نصیب اپنی  
 جلد صند و قوا کیا اسنی  
 لب پہ شکل سی آہ آتی ہی  
 نا تو افسی جان باقی ہے  
 رنگ فی یہی جلا دیا اوکو  
 نا تو انی سی ایسا ہی عالم

ای اجل آکہ زیت ہی بہاری  
 وقت یار میں ہمیشہ جینے  
 خوب یہہ روی شل ابر بہار  
 بہا دریا میں اشک کا دریا  
 سر کو دی ٹیکا کھلی و افسی

جسہ میرا یہہ پیار رہتا تھا  
 او سکا یہہ حال کرویا افسوس  
 دوستی ہو گئی رقیب اپنی  
 کیا کہون دیکھا حال کیا اسنی  
 فقط ایک سانس آتی عاتی ہی  
 پوست اور استخوان باقی ہی  
 عشق فی یہی گھلا دیا اسکو  
 کہ او کھڑتا ہی بات کرنی منم

نام باقی نہیں ہی طاقت کا  
 مثل یعقوب عشق بوسے میں  
 زکسی آنکھوں کا وہ حال نہیں  
 ابرو وینچن کچی نہیں ہرگز  
 گل سا چہرہ وہ سرج کا نہیں  
 رگ گل سی جوتھی کمر باریک  
 بڑھ کی ناخن ہوئی ہین بدرکنا  
 حال ہر عضو کا ہوا ایسا  
 ہتی کلائی جو ہیر سی شفاف  
 رنج و غم سی اوس سی توسل ہی  
 مہر پرورنی جب بہت کی غور  
 جو ہین صندوق سی کیا باہر  
 مہر پرورنی جب توڑتی آواز

غلبہ ہی ضعف کا بقا بہت کا  
 رات دن وقتی ہی تاسمین  
 وہ نہیں حسن وہ جمال نہیں  
 ہونے لست میں کہیں ہرگز  
 غلبہ ہی طاقت کا نہیں  
 بال ہی ہی زیادہ تر باریک  
 پیچ و پیچ ہین گند ہی ہ بال  
 ہاتھ پاؤں میں دم نہیں گویا  
 نیلی نیلی رگین عیان مینا  
 وہ ترقی گئی تزل ہے  
 کہا شکل ہی اسکی ریت کا طوطا  
 غش سی جان اسکی گئی کبیر  
 ماہ پروین یہ کیا کیا انداز





